کتاب الصرف والنحو
حافظ عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٭ کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی واحد پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہو اس کے تین قسم ہین - اسم - فعل - حرف - کیونکہ کلمہ یا تو اپنے معنی پر بغیر کسی اور کلمہ کے دلالت کریگا یا نہین اگر دلالت نکرے تو حرف ہے جیسے من والی وغیرہ اور اگر دلالت کرے تو تین زمانون مین سے کسی ایک زمانہ سے ملکر پایا جائیگا یا نہین اگر کسی زمانہ سے نہ ملے تو وہ اسم ہے اور اگر کسی زمانہ سے ملے تو وہ فعل ہے اور اس دلیل حصر سے کلمہ کی تینون قسمون مین سے ہر ایک قسم کی تعریف معلوم ہوگئی کلام وہ لفظ ہے جو دو کلمون کو شامل ہو اور ان دونون کے درمیان اسناد بھی ہو یعنی ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کی طرف اسطرح پر ہو کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو اور کلام سوائے دو صورتون کے کسی اور صورت مین بن نہین سکتا

یا تو دو اسمون سے مرکب ہوگا جیسے زید قائمٌ یا ایک اسم اور ایک فعل سے
جیسے قام زید اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور کوئی
ایک زمانہ اسمین نہ پایا جائے اور اس کے خواص مین سے ایک تو لام تعریف
ہے جیسے الرجل اور تنوین جیسے جاء زیدٌ اور بتقدیر حرف جر مضاف ہونا جیسے
غلام زیدٍ اور مسند الیہ ہونا - اسم کی دو قسمین ہین معرب و مبنی **معرب** وہ اسم
مرکب ہے جو مبنی الاصل یعنی ماضی و امر حاضر و حرف کے مشابہ نہو اور حکم
اس کا یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اُسکے آخر کی حالت بدلتی جائے خواہ
اختلاف لفظی ہو یا تقدیری جیسے جاء زیدٌ و رائت زیداً و مررت بزیدٍ و ہذا عصاً
و رایت عصاً و مررت بعصاً **اعراب** وہ حرف یا حرکت ہے جس کے
سبب سے معرب کا آخر بدلے تاکہ وہ اختلاف دلالت کرے اُن معانی
پر جو بعد دیگر معرب پر آتے جاتے ہین یعنی وہ اختلاف معرب کے فاعل
اور مفعول و مضاف الیہ ہونے کو بتلا دیتا ہے اس کے تین قسم ہین - رفع
نصب - جر - رفع فاعلیت کی علامت ہے اور نصب مفعولیت کی اور
جر مضاف الیہ ہونے کی - عامل وہ ہے کہ جس کے سبب سے ایسے معنی
پیدا ہون جو اعراب کو چاہنے والے ہون پس مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف
کا اعراب حالت رفع مین ضمہ اور حالت نصب مین فتحہ اور حالت جر مین
کسرہ ہوتا ہے - جیسے جاءنی رجلٌ و رائتُ رجلاً و مررت برجلٍ و جاءنی طلبةٌ
و رائت طلبةً و مررت بطلبةٍ **فائدہ** یاد رہے کہ رفع و نصب و جر اعرابی
حرکات و حروف کے ساتھ خاص ہین اور حرکات بنائی مین مستعمل نہین ہوتے

بخلاف ضمہ وفتحہ وکسرہ کے کہ اکثر حرکات بنائیہ مین اور بعض وقت حرکات
اعرابیہ مین مستعمل ہوتے ہین اور **جمع مونث سالم** کا اعراب حالت
رفع مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین کسرہ ہوتا ہے جیسے جاءتنی مسلماتٌ
ورائت مسلماتٍ ومررت بمسلماتٍ **غیر منصرف** کا اعراب حالت رفع
مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین فتحہ ہوتا ہے جاءنی احمدُ ورائتُ احمدَ و
مررت باحمدَ اسماے ستہ مکبرہ یعنی ابوک واخوک وحموک وہنوک وفوک
وذومالٍ کہ جسوقت تصغیر نہوا ور واحد ہون اور غیر یاے متکلم کی طرف مضاف
ہون توحالت رفع مین واو اور حالت نصب مین الف اور حالت جر مین
یا ہوتا ہے جیسے جاء ابوکَ واخوکَ وحموکَ وہنوکَ وفوکَ وذومالٍ رائت اباک
واخاک وحماک وہناک وفاک ذامالٍ ومررت بابیک واخیک وحمیک
وہنیک وفیک وذی مالٍ کیونکہ اگر انکی تصغیر کی جائیگی توتینون حالتونین اعراب
حرکت کے ساتھ ہوگا جیسے جاءنی اخیک ورائت اخیک ومررتُ باخیک اور
اگر یاے متکلم کی طرف مضاف ہونگے توتینون حالتون مین اعراب تقدیری ہوگا
جیسے جاءنی ابی ورائت ابی مررت بابی اور اگر مضاف ہی نہون بلکہ بغیر اضافت کے مستعمل
ہون تو اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاء اخٌ ورائت اخًا ومررت باخٍ
اور تثنیہ اور لفظ کلا وکلتا جسوقت کہ ضمیر کی طرف مضاف ہون اور اثنان
واثنتان کا اعراب حالت رفع مین الف اور حالت نصب وجر مین یا ماقبل
مفتوح جیسے جاء رجلان وکلاہما واثنان واثنتان ورائت رجلین وکلیہما
واثنین واثنتین ومررت برجلین وکلیہما واثنین واثنتین اور اگر کلا وکلتا اسم

ظاہر کی طرف مضاف ہون تو اعراب تقدیری ہوگا جیسے جاء کلا الرجلین ورائت کلاَ الرجلین ومررت بکلا الرجلین۔ اور جمع مذکر سالم اور اولو عشرون اور اُس کے اخوات یعنی ثلثون واربعون وخمسون وستون وسبعون و ثمانون وتسعون کا اعراب حالت رفع مین واو ماقبل مضموم اور حالت نصب وجر مین یاے ماقبل مکسور جیسے جاء مسلمون واولو مالٍ وعشرون ورائت مسلمینُ اولی مالِ وعشرین ومررت بمسلمین واولی مالِ وعشرین اعراب تقدیری کے دو مقام ہین ایک تو یہ کہ جہان اعراب لفظاً بن ظاہر نہو سکے جیسے عصًا یعنی الف مقصورہ والا اسم کیونکہ الف قابل حرکت ہی نہین وغلامی یعنی وہ اسم جو مضاف ہو یاے متکلم کی طرف کیونکہ جب یا کی مناسبت سے اُس کے ماقبل کو کسرہ آجائیگا تو پھر دوسری حرکت اسپر کیسے آئیگی۔ پس ان دونون صورتون مین اعراب تینون حالتون مین مقدر رہے گا جیسے ہذا عصًا وغلامی ورائت عصًا وغلامی ومررت بعصًا و غلامی اور دوسرا مقام تقدیر اعراب کا یہ ہے کہ جہان اعراب کا لفظ مین ظاہر کرنا ثقیل ہو جیسے قاضٍ یعنی وہ اسم کہ جسکے اخیر مین یائی ہو اور ما قبل اسکا مکسور کہ اسمین حالت رفع وجر مین اعراب تقدیری ہے اور حالت نصب مین لفظی جیسے جاء قاضٍ ورائت قاضیاً ومررت بقاضٍ اور جیسے مسلمیَّ یعنی جمع مذکر سالم جبوقت کہ مضاف ہو یاے متکلم کی طرف تو حالت رفع مین اعراب تقدیری رہے گا اور حالت نصب وجر مین لفظی جیسے جاء مسلمیَّ ورائتُ مسلمیَّ ومررت بمسلمیَّ اور ان دونون تقدیری صورتون کے سواے

سب جگہ اعراب لفظی ہوگا غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس مین نو سببون کے
مین سے دو سبب پاسے جائین یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو سببون
و دنو سبب یہ ہین عدل جیسے عمر وصف جیسے احمر تانیث جیسے طلحہ
معرفہ جیسے زینب عجمہ جیسے ابراہیم جمع جیسے ساجد ترکیب جیسے معدیکرب
الف و نون زائدتان جیسے عمران وزن فعل جیسے احمد غیر منصرف
کا حکم یہ ہے کہ اسپر کسرہ و تنوین نہین آتی اور غیر منصرف کو منصرف کرنا
بسبب ضرورت شعری کے جایز ہے خواہ وزن شعر کی رعایت منظور ہو
جیسے ؎ صُبَّتْ عَلیَّ مَصَائِبٌ لو اَنّها + صُبَّتْ علی الا م
صرن لیالیا + مین مصائب جو اصل مین غیر منصرف تھا منصرف ہوگیا
کیونکہ اگر غیر منصرف پڑھین تو متفاعلُ ہوگا جو فروعات متفاعلن سے نہین ہے
خواہ رعایت قافیہ کی جیسے ؎ سلامٌ علیٰ خیرِ الانامِ و سیدٍ +
حبیب الہ العالمین محمد + بشیر نذیر ہاشمی مکرم +
عطوف رؤف من یسمی باحمد + مین احمد کو جو غیر منصرف تھا منصرف
بناکر کسرہ دیا گیا کیونکہ اگر احمد کی دال کو فتحہ رہتا تو قافیہ مین سید و محمد کی دال
کو جو کسرہ آیا ہی اسکی برخلاف ہوجاتا خواہ زحاف کے واقع ہونے سے بچنا
مقصود ہو جیسے ؎ اَعِدْ ذکرَ نعمانٍ لنا اِنَّ ذکرہ + ھو المسک ما
کررتہ یتضوع + مین نعمان جو غیر منصرف تھا منصرف بناکر کسرہ دیا گیا۔
کیونکہ اگر فتحہ باقی رہتا تو زحاف واقع ہوتا یا کسی اور دوسرے اسم منصرف کی
مناسبت سے غیر منصرف کو منصرف کرلین جیسے سلاسلاً و اغلالاً کہ آئین

سلاسلاً جو غیر منصرف ہے اغلالاً کی مناسبت سے منصرف کیا گیا اور وہ سبب
جو دو سبب کے قائم مقام ہوتے ہین وہ دو ہین ایک جمع منتہی الجموع
دوسرے الف مقصورہ وممدودہ جو تانیث کی علامت ہے **عدل** اسم کا
اپنی اصلی صورت کو چھوڑکر دوسری صورت مین آنا۔ اسکے دو قسم ہین اگر
اسکی اصلی صورت کے چھوڑنے پر کوئی دلیل خارجی قائم ہو تو وہ عدل
تحقیقی ہے جیسے ثلث ومثلث کہ اسمین تین تین کے معنی ہین تو معنی مین تکرار ہوئی
اور جب معنی مین تکرار ہوئی تو لفظ مین بھی تکرار ہونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ
یہ اصل مین ثلثہ ثلثہ تھا اور اُخر کہ یہ جمع ہے اُخری کی جو مونث ہے آخر کا اور چونکہ
یہ اسم تفضیل ہے تو اسکا استعمال یا تو الف لام کے ساتھ ہونا چاہئے یا من کے
ساتھ یا اضافت کے ساتھ اور جب ان تینون مین سے یہان کوئی بھی نہین ہے
تو معلوم ہوا کہ اصل مین الاخر تھا یا اُخَر۔ من وجُمَع کہ یہ جمع ہے جمعاء کی جو مونث ہے
اجمع کا اور یہ قاعدہ ہے کہ جبوقت مونث فعلاء کے وزن پر ہو اور اس کا
مذکر افعل کے وزن پر پس اگر وہ صفت ہو تو اُس کے
جمع فعلُ بسکون عین کے وزن پر آتے ہی اور اگر اسم ہو تو فعالی یا فعلاوات
کے وزن پر تو اس قاعدہ کے موافق اُسکا وزن جمعُ بسکون میم چاہیے تھا
یا جماعی وجمعاوات اور جب انمین سے کوئی بھی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اصل
مین جمعُ بسکون عین تھا یا جماعی وجمعاوات اور اگر اصلی صورت کو چھوڑنے
پر دلیل قائم نہو تو وہ عدل تقدیری ہے جیسے عُمَرُ وزُفَرُ کہ جبوقت عربون کو
دیکھا کہ انکو غیر منصرف پڑھتے ہین اور غیر منصرف کے لئے دو سبب چاہئے

بعد تلاش کے اسمین ایک سبب علمیت نکلا اور دوسرا کوئی سبب نہ تھا تو
اُنکے قول کے نباہنے کے لئے عدل تقدیری نکال کر ٹھہرالیا کہ عمر اصل مین
عامر تھا اور زفر زافر تھا اور جو صیغہ کہ وزن پر فَعَالِ کے ہوا ور علم ہو ذات
مونث کا اور اس کے آخر مین (ر) نہو جیسے قطام تو وہ بنی تمیم کے پاس
غیر منصرف ہے اور (ر) والون پر قیاس کر کے انہین بھی عدل کا لحاظ
کیا ہے کہ قطام معدول ہے قاطمۃ سے اگرچہ تقدیر عدل کی اسمین کوئی ضرورت
نہین اور اہل حجاز کے پاس یہ مبنی ہے وصف اسم کا ایک ایسی ذات
مبہم پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ لحاظ کی گئی ہو شرط اُسکی یہ ہے کہ
واضع نے اسکو اصل مین صفت کے لئے وضع کیا ہو خواہ استعمال مین وہ
صفت اصلی باقی رہے یا نرہے پس اگر اصل مین صفتی معنی رکھتا ہو اور بعد
استعمال مین اسپر اسمیت غالب آجائے تو اس صفت اصلی مین کوئی نقصان
نہین آتا اس لئے مررتُ بنسوۃ اربع مین اربع باوجود اس بات کے کہ
وزن فعل ہے اور صفت بھی غیر منصرف نہین کیا گیا کیونکہ اسمین جو صفت ہے
وہ صفت اصلی نہین ہے بلکہ عارضی ہے اور اسود جو نام ہے کالے سانپ
کا اور ارقم خالدار سانپ کا اور ادہم جو نام ہے بیڑی کا یہ تینون وزن فعل
مین اور صفت اگرچہ صفت بسبب غلبۂ اسمیت کے زایل ہوگئی ہے مگر چونکہ
اصل وضع مین صفت کے لئے مقرر کی گئی ہے اسلئے اس صفت اصلی کے
لحاظ سے غیر منصرف ہین اور افعی جو نام ہے سانپ کا اور اجدل جو نام ہو
شکرہ کا اور اخیل جو نام ہے نقطہ دار پرندہ کا ان کو غیر منصرف پڑھنا ضعیف

ہے کیونکہ افعی کو فعوۃ سے جو بمعنی شرارت ہے مشتق لیکر صفت قرار دینا
اور اجدل کو جدل سے جو بمعنی قوت ہے مشتق لینا اور اخیل کو خال سے مشتق لینا
یقینی طور سے ثابت نہین اس لئے غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے اور
چونکہ اسم مین اصل منصرف ہونا ہے اس منصرف پڑھنے کو رجحان حاصل
ہے تانیث اسکی دو قسم ہین ایک تانیث لفظی جو تا کے ساتھ ہو جسکی شرط
صرف علمیت ہے دوسرے تانیث معنوی اسکی دو شرط ہین ایک تو علمیۃ
اور دوسری وہ شرط کہ جس کے سبب سے غیر منصرف پڑھنا لازم ہوتا ہے
ان تین باتون مین سے ایک کا ہونا ہے یا تو تین حرف سے زیادہ ہو
یا نہین تو متحرک الاوسط ہو یا نہین تو عجمہ ہو حاصل یہ کہ تانیث لفظی مین صرف
علمیت کے ہونیسے غیر منصرف کا حکم آجاتا ہی اور تانیث معنوی مین علمیت اور دوسری ان تین امور مذکورین سے کیسی ایک
کے علمیت کے ساتھ پائے جانے سے غیر منصرف ہوتی ہے پس ہند کو منصرف
بھی پڑھ سکتے ہین اور غیر منصرف بھی منصرف اس لئے کہ شرط وجوبی تانیث
معنوی کے یعنی امور ثلثہ سے کسی ایک کا ہونا) یہان نہین ہے اور
غیر منصرف اس لئے کہ دو سبب موجود ہین تانیث و علمیت اور زینب
وسقر و ماہ و جور غیر منصرف ہین کیونکہ زینب مونث معنوی ہے اور اسمین
علمیت بھی پائی جاتی ہے اور تین حرف سے زیادہ بھی ہے اور سقر مین
علمیت بھی ہے کہ نام ایک طبقہ کا ہے جہنم کے اور دوسرے متحرک الاوسط
بھی ہے اور ماہ و جور دونو علم ہین کہ نام ہین دو شہر کے اور دوسرے عجمہ
اگر کسی مذکر کا نام مونث معنوی کے ساتھ رکھدین تو اس کے غیر منصرف

ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین حرف سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ پس قدم
جسوقت کہ مذکر کا نام رکھا جاے تو منصرف ہے کیونکہ تین حرف سے
زیادہ نہین ہے۔ اور عقرب غیر منصرف ہوجائے گا کیونکہ تین حرف سے
زیادہ ہے معرفہ شرط اُسکی یہ ہے کہ علم ہو عجمہ یعنی وہ لفظ جس کو غیر عرب
نے وضع کیا ہو شرط اول اُسکی یہ ہے کہ وہ عجمی زبان ہی مین علم ہو اور
دوسری شرط متحرک الاوسط ہے یا یہ کہ تین حرف سے زیادہ ہو پس نوح
منصرف ہے کیونکہ علم تو ہے مگر دوسری شرط نہین پائی جاتی نہ متحرک الاوسط ہے
اور نہ تین حرف سے زیادہ اور شتر چو دیار بکر مین ایک قلعہ کا نام ہے غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین علمیت بھی
ہے اور متحرک الاوسط بھی ہے۔ اور ابراہیم بھی غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین
علمیت ہے اور تین حرف سے زیادہ ہے۔ جمع شرط اُسکی یہ ہے کہ
منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔ یعنی وہ صیغہ جمع کا کہ الف جمع کے بعد دو حرف
ہون یا تین حرف ہون کہ اُس کا درمیانی حرف ساکن ہو یا ایک ہی حرف
ہو مگر مشدد اور اخیر مین اُس کے ت نہ ہو نہ ہو ای مراد منتہی الجموع سے یہ ہے کہ
ایسی جمع کہ جسکی پھر دوبارہ جمع مکسر نہو سکے خواہ وہ ایک ہی دفعہ جمع کیا
گیا ہو یا دو دفعہ جیسے مساجد کہ اسمین الف جمع کے بعد دو حرف ہین اور جیسے
مصابیح کہ اس مین الف جمع کے بعد تین حرف ہین اور ساکن الاوسط ہے
اور فرازنۃ منصرف ہے کیونکہ اگرچہ منتہی الجموع کے وزن پر ہے مگر اُسکے
اخیر مین ت آگئی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضاجر علم جنس ہے ضبع
کا کہ واحد و کثیر دونون پر بولا جاتا ہے اور اسمین جمع کے معنی نہین پائے جاتے

پس اس کو منصرف پڑھنا چاہیئے حالانکہ غیر منصرف پڑھتے ہین ابن حاجب
نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حضاجر جسوقت ضبعؑ کا علم ہو تو غیر منصرف ہے کیونکہ
منقول عن الجمع ہے یعنی اصل مین جمع ہے حضجر کی جسکے معنی ہین بزرگ شکم والا
چونکہ کفتار کا بھی پیٹ بڑا ہوتا ہے اسلئے اس کا بھی یہی نام رکھا گیا پس
اس مین اگرچہ بالفعل جمعیت نہین پائی جاتی مگر اصل مین تو جمعیت ہے
حاصل یہ ہوا کہ جمعیت کے دو قسم ہین ایک جمعیت اصلیہ دوسرے جمعیت
حالیہ اور جو غیر منصرف مین معتبر ہے وہ جمعیت اصلیہ ہے پھر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ سراویل اسم جنس ہے واحد وکثیر دونون پر بولا جاتا ہے نہ اسمین
جمعیت حالیہ ہے اور نہ جمعیت اصلیہ پھر اسکو غیر منصرف کیون پڑھتے ہین
اس کا جواب صاحب کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ اگر اسکو غیر منصرف
پڑھین جیساکہ اکثر استعمال مین ہے تو بعض کے پاس اسم عجمی ہے اور
وزن جمع پر حمل کیا گیا ہے یعنی اگرچہ اسمین نہ جمعیت حالیہ ہے نہ اصلیہ مگر
چونکہ وزن جمع منتہی الجموع کا ہے اس لئے غیر منصرف پڑھا گیا اور بعض
کہتے ہین کہ اسم عربی ہے مگر چونکہ یہ غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اس لئے
سروالہ کی جمع قرار دیا گیا ہے اور اگر منصرف پڑھین تو اسمین کوئی جھگڑا
نہین ہے ۔ اور جو جمع منقوص کہ وزن پر فواعل کے ہو یائی ہو یا وادی
جیسے جواری و دواعی حالت رفع اور جر مین باعتبار صورت کے یا حذف
ہونے اور تنوین داخل ہونے مین مانند قاضی کے ہے لیکن حالت نصب
مین (ی) متحرک اور مفتوح بلا تنوین ہی رہیگی جیسے جاءتنی جوارٍ رایت

حالت نصب مین
چونکہ بوزن منتہی الجموع
کا ہوا جمعیت سے
معنی کے ساتھ پایا
جانے سے
غیر منصرف ہوگا
مین کوئی کلام نہین
اور حالت رفع و جر
مین چونکہ وزن جمع پر
نہین ہے اسلئے
غیر منصرف ہونے
مین اختلاف ہے

۱۲

جوار ی مررت بجوار پر ترکیب یعنی دو یا دو سے زیادہ کلمونکا ایک کلمہ
بن جانا بغیر کسی حرف کے جز واقع ہونے کے شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو اور
نسبت اضافی و اسنادی نہو جیسے بعلبک کہ نام ہے کسی شہر کا اور مرکب ہے
بعل سے جو ایک بت کا نام ہے اور بک سے جو صاحب شہر کا نام ہے
دونون ملکر ایک اسم واحد کر لئے گئے اور انمین نہ نسبت اضافی ہے اور
نہ اسنادی **الف و نون زایدتان** اگر اسم مین پائی جائین تو شرط
اسکی یہ ہے کہ علم ہو جیسے عمران اور اگر صفت مین پاے جائین تو بعض لوگ
یہ کہتے ہین کہ اسکا مونث وزن پر فعلانہ کے نہونی چاہیے اور بعض کہتے ہین
کہ اسکا مونث فعلی کے وزن پر ہونی چاہیے اس لئے رحمان مین اختلاف
ہے جو لوگ کہتے ہین کہ مونث فعلانۃ کے وزن پر نآئے تو غیر منصرف ہے
اُن کے پاس یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث رحمانۃ نہین آیا اور
جو لوگ یہ کہتے ہین کہ مونث فعلی کے وزن پر آوے تو غیر منصرف ہی
اور چونکہ اسکا مونث رحمی نہین آیا ہے اس لئے اُنکے پاس منصرف ہے
بخلاف سکران کے کہ یہ سب کے پاس غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث
سکری ہے نہ سکرانۃ اور ندمان سب کے پاس منصرف ہے کیونکہ اسکا
مونث ندمانۃ ہی نہ ندمی یہ اُس صورت مین ہے کہ جسوقت ندمان معنی مین
ندیم کے ہو اور اگر معنی مین نادم کے ہو تو سب کے پاس منصرف ہی
کیونکہ مونث اسکا ندمی ہے نہ ندمانۃ **وزن فعل** شرط اسکی یہ ہے کہ اسم
فعل کے جس وزن پر ہے وہ وزن خاص فعل کا ہو جیسے شَمَّرَ و ضُرِبَ

کہ شمّرؔ نام گھوڑے کا ہے اور ضُرِبَ نام کسی شخص کا اور یہ دونون وزن
خاص فعل کے ہین یا یہ کہ وزن فعل کے اول حروف اتین مین سے کوئی
ایک حرف ہو اور اس کے اخیر مین (ۃ) نائی ہو اس وجہ سے احمر
غیر منصرف ہے کیونکہ اس کے ابتدا مین الف آیا ہے اور آخر مین اسکے
(ۃ) نہین آئی ہے اور یعملؔ منصرف ہے کیونکہ اسکا مونث یعملۃ ہے۔
(ف) جس اسم غیر منصرف مین علمیت موثرہ ہو یعنی وہ علمیت جو غیر منصرف
کو غیر منصرف بنانے والی ہو خواہ مستقل ایک سبب ہو یا کسی اور سبب
کی شرط ہو جسوقت اس اسم کو جو نکرہ کردین گے تو منصرف ہو جائیگا کیونکہ
یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ علمیت موثرہ ہو کر نہین پائی جاتی مگر اُس سبب مین کہ
جہان علمیت شرط ہے یعنے (تانیث لفظی یا معنوی عجمہ[۲] ترکیب[۳] الف[۴]
نون زائدتان) سوا عدل و وزن فعل کے کہ اس مین علمیت موثرہ تو ہوتی ہے
مگر شرط نہین ہے عدل و وزن فعل دونون باہم ضد ہین پس علمیت کے ساتھ
ان دونون مین سے کوئی ایک پایا جائیگا یعنی وزن فعل ہوگا تو عدل
نہوگا یا عدل ہوگا تو وزن فعل نہوگا حاصل اسکا یہ ہوا کہ اسم غیر منصرف دو
طرح پر ہے ایک تو یہ کہ اُسمین علمیت شرط ہو کر پائی جاوے اور دوسرا
یہ کہ علمیت موثرہ ہو شرط نہو پہلی صورت مین جس وقت وہ اسم نکرہ کردیا
جاوے گا تو منصرف ہو جاوے گا کیونکہ جس وقت علمیت چلی جاوے گی تو
دوسرا سبب بھی جو مشروط بعلمیت تھا موافق اذا فات الشرط فات المشروط
کے چلا جاوے گا دوسری صورت مین جس وقت اسم کو نکرہ کرینگے تب بھی

منصرف ہو جائے گا کیونکہ سبب نکرہ ہونے کے جسوقت علمیت زائل ہو
ہو جائیگی تو ایک سبب باقی رہجائیگا اور وہ ایک سبب غیر منصرف ہونے
کے لئے کافی نہین ہے - اور جو صفت کا صیغہ کہ وصفی معنی رکھتا ہو اور
پھر علم ہو جاے اور پھر نکرہ ہو تو بعد نکرہ ہونے کے منصرف وغیر منصرف
پڑھے جانے مین اختلاف ہے سیبویہ کہتا ہے کہ غیر منصرف پڑھنا چاہیے
کیونکہ جسوقت علم بنایا گیا تو صفت جو اسکے ضد تھی وہ زائل ہوگئی اور جب
نکرہ کیا گیا تو وہ صفت زائل شدہ کا اعتبار کرکے غیر منصرف پڑھنی چاہیے
کیونکہ صفت اصلیہ کا لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہ رہا اخفش کہتا ہے
کہ صفت علمیت کے سبب سے زایل ہوئی اور علمیت بوجہ تنکیر کے اور زایل
شدہ چیز کو بغیر ضرورت کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اگر صفت
اصلیہ کے لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہو تو اُسکے لحاظ کرنے کا کوئی باعث
بھی نہین ہے حالانکہ اسم مین اصل انصراف ہے - اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جیسا سیبویہ نے تنکیر کے بعد صفت اصلی کا لحاظ کرلیا ہے ویسا ہی اسکو
لازم ہے کہ حالت علمیت مین بھی اُس صفت اصلیہ کا لحاظ کرکے غیر منصرف
پڑھے جیسے حاتم وغیرہ اسکا جواب مصنف نے اسطرح سے دیا ہے کہ
سیبویہ کو یہ لازم نہین آتا کہ حالت علمیت مین بھی صفت اصلیہ کا لحاظ کرے
کیونکہ اس صورت مین دو متضاد چیزون کا ایک ہی حکم مین لحاظ کرنا لازم
آتا ہے اور یہ ناجائز ہے اور سیبویہ نے جو احمر مین صفت اصلیہ کا لحاظ کیا
ہے تو تنکیر کے بعد ہے نہ حالت علمیت مین اور رہا اسم غیر منصرف جسوقت

اسپر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو کسی اور اسم کی طرف تو منصرف ہوکر
اُسکو کسرہ آتا ہے جیسے بالاحمد - وجاءاحدکم **مرفوعات** مرفوع وہ اسم ہے
جو فاعلیت کی علامت کو شامل ہو خواہ وہ علامت ضمہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ یا واؤ
جیسے جاء ابوک یا الف جیسے جاءرجلانِ - مرفوعات مین سے ایک فاعل ہے
اور وہ وہ اسم ہے کہ جسکے طرف فعل یا شبہہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور وہ
فعل یا شبہہ فعل اس اسم کے پہلے آیا ہو اسطرح سے کہ وہ فعل یا شبہہ فعل
قائم ہو اس اسم سے جیسے قَامَ زیدٌ کہ اسمین قام جو فعل ہے قائم ہوا ہے زید
سے اور جیسے زید قائمٌ ابوہ کہ اسمین قائم جو شبہہ فعل ہے قائم ہوا ہے ابوہ
سے اور اصل فاعل کی یہ ہے کہ فعل کے بعد بغیر فاصلہ کے متصل ذکر ہو
اس لئے ضرب غلامہ زید کہنا صحیح ہے اگرچہ اسمین (ہ) کا مرجع جو زید ہے
باعتبار لفظ کے متاخر ہے لیکن رتبۃً اور معنی کے لحاظ سے مقدم ہے پس
اس قسم کا اضمار جسکو اضمار قبل الذکر لفظاً کہتے ہین جائز ہے اور ضرب غلامہ
زیداً کہنا ناجائز ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع جو زید ہے باعتبار لفظ کے بھی موخر
ہے اور باعتبار رتبہ کے بھی پس اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً ناجائز ہے -
فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے - ایک تو یہ کہ
فاعل اور مفعول مین لفظاً اعراب نہو اور قرینہ بھی نہ ہو جیسے ضرب موسیٰ
عیسیٰ - دوسرے یہ کہ فاعل ضمیر متصل ہو جیسے ضربت زیداً - تیسرے یہ کہ
فاعل کا مفعول بعد الّا کے واقع ہو جیسے ماضرب زیدٌ الا عمراً چوتھے یہ کہ
فاعل کا مفعول ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الّا کے معنی دیتا ہو جیسے

انما ضربَ زیدٌ عمراً - اور مفعول کو وجوباً فاعل پر مقدم کرنے کی بھی چار صورتیں
ہین - اول یہ کہ مفعول کی ضمیر فاعل سے متصل ہو جیسے ضربَ زیداً غلامہ
دوم یہ کہ فاعل بعد الا کے واقع ہو جیسے ماضربَ عمراً الا زیدٌ سوم یہ کہ
فاعل ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو اِلّا کے معنی دیتا ہو جیسے انما ضربَ
عمراً زیدٌ چہارم یہ کہ مفعول فعل سے متصل ہو اور فاعل ضمیر متصل نہ ہو جیسے
ضربَکَ زیدٌ - کبھی فعل کو قرینہ قائم ہونے کی صورت مین جوازاً حذف
کردیتے ہین یعنی سوال محقق یا مقدر کے جواب مین جیسے کوئی شخص کہے
مَنْ قَامَ تو اس کے جواب مین کہتے ہین زیدٌ یعنی قَامَ زیدٌ اور جیسے
اس مصرع مین ع لیُبکَ یزیدُ ضارعٌ لخصومتہ + کہ ضارع کا فعل
یبکیہ سوال مقدر کے جواب مین حذف ہوا ہے یعنی من یبکیہ
اسے ضارع اور کبھی فعل کو وجوباً حذف کردیتے ہین جس مقام مین
کہ فعل حذف کیا گیا ہو اور پھر ابہام رفع کرنے کے لئے اُس کی تفسیر کی
گئی ہو جیسے اس آیہ مجید مین وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ کہ یہ
اصل مین ان استجارک احدٌ من المشرکین استجارک تھا احدٌ کا فعل جو
استجارک اول ہے حذف کردیا گیا اور استجارک ثانی سے اسکی تفسیر
کی گئی اور وجوب حذف اس لئے ہے کہ مفسر قائم مقام ہوگیا ہے مفسر کے
اور کبھی فعل و فاعل دونون حذف کردیے جاتے ہین جیسے نعم اس
شخص کے جواب مین جو اقام زیدٌ کہے تنازع الفعلان جس مقام
کہ پہلے دو فعل ذکر کیے جائین اور ان کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان

دونون فعلون کا تنازع واقع ہوا ہو اسم ظاہر مین یعنی ان دونون فعلون
مین سے ہر ایک فعل اُس اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانا چاہے تو اُس کی چار
صورتین ہین اوّل یہ کہ فاعلیت مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اسم ظاہر کو
اپنا فاعل بنانا چاہے۔ جیسے ضربنی و اکرمنی زیدٌ دوم یہ کہ مفعولیت
مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے
ضربت واکرمت زیداً سوم یہ کہ فاعلیت و مفعولیت مین تنازع ہو یعنی پہلا
فعل اُس اسم کو اپنا فاعل بنانا چاہے اور دوسرا فعل اُسکو اپنا مفعول جیسے
ضربنی اکرمتُ زید چہارم یہ کہ مفعولیت و فاعلیت مین تنازع ہو یعنی
پہلا فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور دوسرا فعل اسکو اپنا فاعل
جیسے ضربتُ و اکرمنی زید بصریین فعل ثانی کے عمل دینے کو مختار جانتے
ہین اگرچہ فعل اول کو عمل دینا بھی جائز ہے اور کوفیین فعل اول کے عمل
دینے کو مختار جانتے ہین اگرچہ فعل ثانی کو عمل دینا بھی جائز ہے پس اگر
موافق مذہب بصریین کے فعل ثانی کو عمل دین تو فعل اول کو دیکھنا چاہیے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو اس فعل مین اسم ظاہر
کے موافق فاعل کی ضمیر لانا چاہیے اور ضمیر کو حذف نکرنی چاہیے بخلاف
کسائی کے کہ وہ فاعل کی ضمیر کو حذف کر دیتا ہے اس بنا پر بصریین کے
موافق ضربانی و اکرمنی الزیدان کہنا ہوگا اور موافق کسائی کے
ضربنی و اکرمنی الزیدان اور فرّا کہتا ہے کہ جب پہلا فعل
فاعل کو چاہے تو اُس صورت مین فعل ثانی کو عمل دینا

ناجائز ہے کیونکہ فعل ثانی کو عمل دینے مین یا تو بصرین کے موافق
اضمار قبل الذکر لازم آئیگا۔ یا کسائی کے موافق فاعل کو حذف
کرنا ہوگا پس ایسی حالت مین فعل اول کو عمل دینا واجب ہے تاان
دونون قباحتون سے بچ رہین جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر
پہلا فعل مفعول کو چاہے اور وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو مفعول کو حذف کرنا
چاہیئے جیسے ضربت واکرمنی زیدٌ اور اگر افعال قلوب سے ہو تو مفعول
کو ظاہر کرنا چاہیئے جیسے حسبنی منطلقاً وحسبت زیداً منطلقاً کہ اسمین حسبنی کا
دوسرا مفعول یعنی پہلا منطلقاً ظاہر کیا گیا کیونکہ افعال قلوب کے مفعولونمین
سے کسی مفعول کو حذف کرنا اور مفعول مین اضمار قبل الذکر دونون ناجائز ہین
اور اگر موافق کوفیین کے فعل اول کو عمل دین تو فعل ثانی کو دیکھنا چاہیئے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو فعل ثانی مین فاعل کی
ضمیر لانی چاہیئے جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر مفعول کو چاہے اور
وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو فعل ثانی مین مفعول کی ضمیر لانا اور حذف
کرنا دونون جائز ہین مگر مختار یہ ہے کہ ضمیر لائین جیسے ضربنی واکرمتہ زیدٌ
اگرچہ ضربنی واکرمت زیدٌ جائز ہے اور اگر ضمیر لانے اور حذف کرنے سے
کوئی مانع ہو یعنی مثلاً وہ فعل افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا واجب
ہے جیسے حسبنی وحسبتہما منطلقین الزیدان منطلقاً کہ اسمین حسبنی کو عمل دیکر
الزیدان کو اسکا فاعل بنایا اور منطلقاً کو اسکا مفعول اور حسبتہما مین پہلے مفعول
کو مضمر کیا اور اُسکے دوسرے مفعول منطلقین کو ظاہر کیا اور چونکہ کوفیین نے

فعل اول کو عمل دینے کے مختار ہونے پر امرالقیس کے قول سے جو
ولو انما اسعی لادنی معیشۃ ✣ کفانی ولم اطلب قلیل من المال
ہے اسطرح سے استدلال کیا تھا کہ اس شعر مین کفانی ولم اطلب دو فعل
ہین جو قلیل من المال مین تنازع کرتے ہین اور پہلا فعل اسکو اپنا فاعل بنانا
چاہتا ہے اور دوسرا فعل اپنا مفعول تو امرالقیس نے جو افصح شعرار
عرب ہے فعل اول یعنی کفانی کو عمل دیکر قلیل من المال کو اسکا فاعل قرار دیا
پس اگر فعل اول کو عمل دینا مختار نہوتا تو ایسا فصیح شاعر غیر مختار کو کیون اختیار
کرتا مصنف نے بصریین کی طرف سے جواب دیا ہے کہ کفانی ولم اطلب
قلیل من المال تنازع الفعلین کی قسم سے نہین ہے ورنہ معنی بگڑ جاتے ہین
وجہ اسکی یہ ہے کہ (لو) اگر فعل مثبت پر داخل ہو خواہ وہ شرط ہو یا جزار یا شرط
و جزار پر کوئی اسم معطوف ہو تو اسکو منفی کر دیتا ہے اور اگر منفی پر داخل ہو تو اسکو
مثبت کر دیتا ہے تو اس قاعدہ کے موافق چونکہ یہان اسعی و کفانی پر جو فعل
مثبت ہین لو داخل ہوا ہے اسلئے اسعی کے معنی عدم سعی اور کفانی کے
معنی عدم کفایت کے ہونگے اور چونکہ لم اطلب فعل منفی پر بھی لو داخل ہوا ہے
کیونکہ کفانی پر معطوف ہے تو اسکے معنی طلب کے ہونگے حاصل معنی یہ
ہوگا کہ تھوڑی معیشت کے لئے مین نے کوشش نہ کی اور مجھے تھوڑا مال
بس نہوا اور مین نے تلاش کی یہ معنی باہم منافی ہین پس اس شعر مین تنازع
واقع نہین ہوا بلکہ قلیل من المال فاعل ہے کفانی کا اور لم اطلب کا مفعول
محذوف ہے یعنی لم اطلب الغنی والمجد جیسا کہ اس کے پیچھے آنیوالے شعر سے معلوم ہوتا ہی

ولکنما اسعی لمجد موثل + وقد یدرک المجد المؤثل امثالی + حاصل
معنی اسکا یہ ہے مین پائدار بزرگی کے حاصل کرنے مین کوشش کیا کرتا ہون
اور مجھ جیسے لوگ ایسے ہی بزرگی کو حاصل کیا کرتے ہین **مفعول مالم یسم**
فاعلہ۔ وہ مفعول ہے کہ جسکا فاعل محذوف ہو اور وہ مفعول اُس فاعل
کی جگہ مین رکھدیا جاے شرط اسکی یہ ہے کہ معروف کے صیغہ کو خواہ وہ
ماضی ہو یا مضارع مجہول بنالین جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمراً مین ضُرِبَ عمرٌو اضربُ زیدٌ عمراً مین
یُضرَبُ عمرٌ اور علمتُ یعنی دو مفعول کو چاہنے والے فعل کا دوسرا مفعول
و اعلمتُ یعنی تین مفعول کو چاہتے والے فعل کا تیسرا مفعول مفعول مالم یسم
فاعلہ نہین بن سکتا کیونکہ علمت کی دوسرے مفعول کی اسناد پہلے مفعول
کی طرف اسناد تام ہے پس اگر فعل کی بھی اسناد تام اسکی طرف ہو تو اسکا
مسند و مسندالیہ ہونا ایک حالت مین لازم آتا ہے یہی حال اعلمت کے
تیسرے مفعول کا ہے پس علمت زیداً فاضلاً مین عُلِمَ زیدٌ فاضلاً ہوگا نہ عُلِمَ
فاضلٌ زیداً اور اعلمت زیداً عمراً فاضلاً مین اُعْلِمَ زیدٌ عمراً فاضلاً یا اُعْلِمَ عمرٌ
زیداً فاضلاً ہوگا نہ اُعْلِمَ فاضِلٌ زیداً عمراً اور مفعول لہ و مفعول معہ بھی نائب
فاعل نہین بن سکتے کیونکہ مفعول لہ مین نصب کا ہونا ضروری ہے اور نائب
ہونے سے نصب جاتا رہے گا اور مفعول معہ مین واد ہونا ضروری ہے
اور واد کے ہوتے ہوے فاعل کی جگہ مین آ نہین سکتا کیونکہ واو انفصال
پر دلالت کرتا ہے اور فاعل اتصال پر اور دہان لکھین کہ مفعول بہ اور دوسرے
اُن مفعولون کے ساتھ پایا جاے جو مفعول مالم یسم فاعلہ بن سکتے ہین تو وہان

مفعول یہ ہی مفعول مالم یسم فاعلہ بنے گا - کیونکہ مفعول یہ فاعل کے ساتھ
زیادہ مشابہ ہے پس ضرب عمرٌو زیداً یوم الجمعۃ امام الامیر ضرباً شدیداً فی دارہٖ
مین ضُرِبَ زیدٌ یوم الجمعہ امام الامیر ضرباً شدیداً فی دارہ ہوگا اور اگر مفعول بہٖ نہو
اور دوسرے مفعول پائے جائین تو سب برابر ہین جسکو چاہین مفعول مالم یسم
فاعلہ بنالین اور اعطیتُ یعنی وہ فعل جو دو مفعول کو چاہتا ہو اور دوسرا مفعول
پہلے مفعول کا غیر ہو تو ایسے فعل کے پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا اولی
ہے بہ نسبت دوسرے مفعول کے کیونکہ پہلے مفعول مین فاعلیت کے
معنی پائے جانے کے سبب سے فاعل کے مشابہ ہے پس اعطیت زیداً
درہماً مین اُعطِیَ زیدٌ درہماً کہنا بہتر ہے بہ نسبت اُعطِیَ درہمٌ زیداً کے - اور
مرفوعات مین سے **مبتدا و خبر** بھی ہین **مبتدا** وہ اسم ہے جو عوامل لفظی سے
خالی ہو اور مسند الیہ ہو یا ایسا صفت کا صیغہ جو حرف نفی یا استفہام کے
بعد واقع ہو اور اپنے مابعد کے اسم ظاہر کو رفع دے جیسے زیدٌ قائمٌ مثال
مبتدا کے پہلے قسم کی ماقائمُ الزیدان واقائمُ الزیدان مثال ہے اوس صفت
کے صیغہ کی جو حرف نفی و استفہام کے بعد آیا ہے اگر صفت کا صیغہ اپنے
بعد کے اسم مفرد کے موافق ہو یعنی صفت کا صیغہ بھی واحد ہو اور اسکے
مابعد کا اسم بھی واحد ہو تو وہان دونو وجہ جائز ہین یعنی صفت کو مبتدا بنا مین
اور اسکے مابعد کو اسکا فاعل قائم مقام خبر اور صفت کو خبر مقدم اور مابعد کو
مبتدا موخر پس یہان تین صورتین نکلتی ہین اول اقائمان الزیدان اسمین الزیدان
مبتدا اور قائمان خبر مقدم دوم اقائمُ الزیدان اسمین الزیدان صفت کا فاعل

ہوگا قائممقام خبر سوم اقائم زیدٌ اسمین دونون وجہ جائز ہین جیسا ابھی گذرا خبر وہ اسم ہے جو عوامل لفظی سے خالی ہوا ور مسند بہ ہوا ور وہ صفت کا صیغہ نہو جو مبتدا کی تعریف مین مذکور ہوا ہے اصل مبتدا کی یہ ہے کہ خبر سے پہلے ہو اسلیئے فی دارہ زیدٌ کہنا صحیح ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع زید اگرچہ لفظ مین موخر ہے مگر رتبۃً مقدم ادر صاحبہا فے الدار کہنا ناجائز ہے کیونکہ ہا کا مرجع جو دار ہے لفظاً بھی موخر ہے اور رتبۃً بھی جو نادرست ہے اور مبتدا اصل معرفہ ہے مگر کبھی نکرہ بھی مبتدا بنجاتا ہے جسوقت کہ کسیطرح سے اسمین خصوصیت پیدا ہوجاے مثلاً نکرہ موصوف ہو کسی صفت سے جیسے ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ مین عبد شامل تھا مومن اور کافر دونون کو جسوقت کہ موصوف ہوا مومنٌ سے تو اسمین خصوصیت آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف استفہام وما تردیدیہ کے ساتھ مذکور ہو جیسے ارجلٌ فے الدار ام امراۃ کہ متکلم جانتا ہے کہ کوئی ایک ان دونون مین سے گھر مین ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خاص وہ مرد ہی ہے یا عورت تو گویا متکلم دو معلوم چیزونمین سے ایک کی تعیین کا سوال کرتا ہے پس رجلٌ اور امرأۃٌ دونومین تخصیص آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما احدٌ خیرٌ منک کیونکہ نکرہ جیز نفی مین آتا ہے تو فائدہ استغراق کا دیتا ہے یعنی نفی تمام افراد کو گھیر لیتی ہے تو گویا تمام افراد حکم مین اسی واحد کے ہین اور اسپر نفی کا حکم کیا گیا ہے یا یہ کہ نکرہ جو مبتدا واقع ہوا ہے وہ دراصل فاعل ہو اور فاعل مین تخصیص پیدا ہونیکے سبب سے اس نکرہ مین خصوصیت آجاے جیسے شرٌ اہرّ ذا ناب کہ استعمال کیا جاتا ہے جگہ مین ما اہرّ ذا ناب الا شرٌ کے اور شر مین ما و الا کے بعد آنیکی وجہ سے تخصیص آگئی ہے اس سبب سے شرٌ اہرّ ذا ناب مین بھی خصوصیت آگئی یا یہ کہ خبر کے مقدم ہونے سے مبتدا

مین خصوصیت آجاے جیسے فی الدار رجل یا یہ کہ نکرہ مین تکلم کی طرف
منسوب ہونے کے سبب سے خصوصیت آجاے جیسے سلامٌ علیک
کہ اصل مین سلمتُ سلاماً تھا فعل کو حذف کرکے سلامٌ کو رفع دیا گیا تاکہ دوام
واستمرار پر دلالت کرے پس گویا سلام کرنے والا کہتا ہے کہ سلامی ای
سلامٌ من قبلی علیک اور خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زیدٌ ابوہ قائمٌ اور
کبھی فعلیہ جیسے زیدٌ قام ابوہ اور خبر مین ایک ایسی ضمیر چاہئے جو مبتدا کی
طرف راجع ہو اور کبھی اس ضمیر کو حذف بھی کر دیتے ہین جیسے البُرُّ الکُرُّ
بستین درہمًا والسّمن منوان بدرہم ای الکرمنہ ومنوان منہ اور جبوقت کہ خبر
ظرف ہو تو اکثر نحویین یعنی بصریین کے پاس جملہ مقدر رہتا ہے اور بعض یعنی
کوفیین کہتے ہین کہ اسم مفرد مقدر رہے وجہ اکثر کی یہ ہے کہ ظرف کے لئے
ایک ایسا متعلق چاہئے جو اس ظرف مین عمل کرتا ہو اور اصل عمل کرنے مین
فعل ہے اور بعض کی دلیل یہ ہے کہ اصل خبر مین افراد ہے تو اسم مفرد ہی
مقدر رکھنی چاہئے - مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے
اول یہ کہ مبتدا ایسے معنی کو شامل ہو جو ابتدا ر کلام مین آتے ہون مثلاً
مبتدا مین استفہام کے معنی پائے جائین جیسے من ابوک دوم یہ کہ مبتدا
و خبر دونون معرفہ ہون جیسے زید المنطلق سوم یہ کہ مبتدا و خبر دونون
تخصیص مین مساوی ہون جیسے اسس منی افضل منک چہارم یہ کہ مبتدا
کی خبر فعل واقع ہو جیسے زیدٌ قام اور چار صورتون مین خبر کو مبتدا پر مقدم
کرنا واجب ہے اول یہ کہ خبر شامل ہو ایسے معنی کو جو ابتداے کلام مین

آتے ہون جیسے این زیدٌ دوم یہ کہ خبر مبتدا کی مصحح ہو یعنی خبر بسبب اپنے
مقدم ہونے کے مبتدا مین مبتدا پن کی صلاحیت پیدا کر دے جیسے فی
الدار رجلٌ سوم یہ کہ مبتدا مین متعلق خبر کی ایک ضمیر ہو جو راجع ہو اس متعلق
کی طرف جیسے علی التمرۃ مثلہا زبداً کہ مثلہا مین جو مبتدا ہے ایک ضمیر ہے
پھرتی ہے تمرۃ کی طرف جو متعلق خبر ہے چہارم یہ کہ ان مفتوحہ مع اپنے
اسم وخبر کے مبتدا واقع ہو اور یہ خبر اُس مبتدا کی خبر ہو جیسے عندی انک
قائمٌ اور ایک مبتدا کے لئے کئی خبریں بھی ہو سکتی ہین جیسے زیدٌ عالمٌ عاقلٌ فاضلٌ
کبھی مبتدا معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اسوقت اسکی خبر پر (ف) کا داخل
ہونا صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین مبتدا مشابہ شرط کے اور خبر مشابہ جزا
کے ہے اور جزا پر (ف) آیا کرتی ہے اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ
مبتدا اسم موصول ہو اور اسکا صلہ فعل یا ظرف واقع ہو جیسے الذی یاتینی
فلہ درہم والذی فی الدار فلہ درہمٌ دوم یہ کہ مبتدا نکرہ ہو اور فعل یا ظرف اسکی
صفت واقع ہو جیسے کلُّ رجلٍ یاتینی فلہ درہمٌ وکلُّ رجلٍ فی الدار فلہ درہمٌ
جو مبتدا ایسا ہو کہ جسکی خبر پر (ف) آسکتی ہو اگر اسپر لیتَ ولعلَّ داخل ہون
تو پھر اس خبر پر بالاتفاق (ف) داخل نہین ہو سکتی[1] پس لیت ولعل الذی
یاتینی او فی الدار فلہ درہمٌ کہنا صحیح نہین ہے اور بعضی نحوئین یعنی سیبویہ نے
انّ مکسورہ کو بھی لیتَ ولعلَّ کے ساتھ شریک کر دیا ہے یعنی جسطرح سے
کہ لیت ولعلَّ خبر پر (ف) کے داخل ہونے کو منع کرتے ہین اسی طرح انّ
مکسورہ بھی خبر پر (ف) کے آنے کو منع کرتا ہے[2] اور اگر قرینہ قائم ہو تو مبتدا کو

حذف کرنا جائز ہے جیسے چاند دیکھنے والے کا پکار کر کہنا الہلالُ واللہِ ای
ہذا الہلال واللہ اور اگر قرینہ قائم ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
خرجت فاذا السبع ای خرجت فاذا السبع واقفٌ اور جس مقام پر کہ خبر کی جگہ
پر کوئی اور چیز لازم کر دی گئی ہو تو وہاں خبر کا حذف کرنا واجب ہے اسکی
چار صورتین ہین اول یہ کہ مبتدا بعد لولا کے واقع ہو جیسے لولا زیدٌ لکان کذا
ای لولا زیدٌ موجودٌ کہ اسمین جو اب لولا کا جو لکان کذا ہے موجودٌ کی جگہ مین رکھا گیا ہے جو خبر ہے
دوم یہ کہ مبتدا مصدر ہو اور منسوب ہو صرف فاعل کی طرف یا صرف مفعول کی طرف یا
فاعل و مفعول دونو نکی طرف اور بعد اسکے حال واقع ہو جیسے ذہابی راجلا مثال ہی مصدر کے فاعل
کی طرف منسوب ہونیکی اور ضربُ زیدٍ قائماً مثال ہی مصدر کے مفعول کیطرف منسوب ہونیکی ضربی
زیداً قائماً یا قایمین مثال ہی مصدر کے فاعل مفعول دونوں کی طرف منسوب ہونیکی اور تقدیر ضربی زیداً
قائماً کی ضربی زیداً حاصلٌ اذا کان قائماً ہے۔ حاصل جو خبر ہے وہ حذف ہو گیا۔ اور پھر افعال عامہ
اپنی شرط (کان) کے جو حال کا عامل ہے حذف ہو گیا اور حال مین چونکہ
معنی ظرفیت کے پائے جاتے ہین اسلئے وہ قائم کیا گیا جگہ مین اذا کان
کے جو ظرف ہے پس حال قائمقام ظرف کے ہے جو قائم مقام ہے خبر کے
تو حال قائم مقام خبر کے ہوا ہو سوم وہ مبتدا کہ جسکی خبر مقارنت کے معنی کو شامل ہو
اور اس کی خبر پر کسی چیز کا عطف کیا جاسے اوس واو کے ذریعہ سے جو معنی
مع ہے جیسے کلُّ رجلٍ وضیعتہٗ ای کل رجلٍ مقرون مع ضیعتہ کہ مقرون کو
جو خبر ہے حذف کر کے ضیعتہ کو جو معطوف ہے اسکی جاسے پر رکھا گیا
چہارم مبتدا مقسم بہ ہو اور خبر اسکی قسم جیسے لعمرک لافعلن کذا ای لعمرک

قسمی لافعلن کذا کہ قسمی کو جو خبر ہے حذف کرکے جواب قسم کو جو لافعلن کذا ہے
اسکے جلئے پر رکھدیا مرفوعات ہین سے خبر انّ اور اس کے
اخوات کی بھی ہے جو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے
جیسے ان زیدًا قائمٌ اور مقصود دخول حروف سے یہ ہے کہ یہ حروف
مبتدا و خبر پر داخل ہوکر لفظًا و معنًی اثر پیدا کرین تو پھر تعریف ٹوٹ نہین سکتی
اگر کوئی انّ زیدًا یقوم ابوہ سے اعتراض کرے کہ یقوم یہان مسند نہین ہے
باوجودیکہ اسپر انّ داخل ہے کیونکہ یقوم یہان اس وجہ سے کہ اس کی
اسناد ابوہ کی طرف ہے انّ کا مدخول ہی نہین ہے بلکہ پورا جملہ یقوم ابوہ انّ
کا مدخول ہے اور انّ کی خبر کا حکم مبتدا کے خبر کے مانند ہے مفرد و جملہ
و نکرہ و معرفہ ہونے مین مگر ایک صورت مین خلاف ہے کہ مبتدا کی خبر
مبتدا سے پہلے آسکتی ہے اور ان کی خبر اس کے اسم سے پہلے نہین آتی
ہان اگر انّ کی خبر ظرف ہو تو اسم کے پہلے آسکتی ہے ان الینا ایابھم
خبر لای نفی جنس کی لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے
جیسے لا غلام رجلٍ ظریفٌ فیہا اور اکثر حذف ہوا کرتی ہے جیسے لا الہ
الا اللہ اسے لا الہ موجودٌ الا اللہ بنی تمیم لای نفی جنس کی خبر کو لفظ مین کبھی
باقی نہین رکھتے بلکہ حذف کرنا واجب سمجھتے ہین یا یہ مراد ہے کہ لای نفی
جنس کو خبر کا محتاج نہین سمجھتے نہ لفظًا نہ تقدیرًا لیس لا اہل و لا مال کے معنی
انتفی الاہل و المال کے ہین اسم ما و لا مشبہتین بلیس کا ان حروف
کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ما زیدٌ قائمًا و لا رجلٌ

افضل منک اور لیس کا عمل لا کے معنی مین شاذ ہے کیونکہ لا کو لیس کے ساتھ کم مشابہت ہے اس لئے کہ لیس حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور لا مطلق نفی کے لئے بخلاف ما کے کہ وہ حال کی نفی کے لئے ہے ۔

منصوبات

منصوبات وہ اسم ہے جسمین مفعولیت کی علامت پائی جائے اون منصوب مین سے ایک مفعول مطلق ہے اور وہ ایک اسم ہے جس کے پہلے ایک صیغہ فعل کا ہوا اور یہ اسم اوس فعل مذکور کے فاعل کا فعل ہوا اور وہ فعل اس اسم کے ہم معنی بھی ہو۔ کبھی مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جلستُ جلوسًا۔ کبھی نوعیت کے لئے جیسے جلستُ جلسۃً اور کبھی عدد کے لئے جیسے جلست جلسۃ۔ اور مفعول مطلق جو تاکید کے لئے آتا ہے صرف واحد ہوگا نہ تثنیہ ہوگا نہ جمع بخلاف اوس مفعول مطلق کے جو نوعیت یا عدد کے لئے آتا ہے اسکا تثنیہ بھی آئے گا اور جمع بھی۔ کبھی مفعول مطلق کے لفظ الگ ہوتے ہین اور فعل کے لفظ الگ مگر معنی ایک ہی ہوتے ہین جیسے قعدت جلوسًا اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے خیر مقدم کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر سے آیا ہو یعنی قدمت قدومًا خیرَ مقدمٍ اور مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا حذف کرنے کی دو قسم ہین یا تو سماعی جیسے سقیاً یعنی سقاک اللہ سقیًا رعیًا یعنی رعاک اللہ رعیًا خیبۃً یعنی خاب خیبۃً جدعًا یعنی جدع جدعًا حمدًا یعنی حمدت حمدًا شکرًا یعنی شکرتُ

شکراً۔ عجباً یعنی عجبت عجباً یا قیاسی ہے اسکے کئی مقام ہین اول یہ کہ مفعول مطلق مثبت ہوا ور بعد نفی کے یا ایسے حرف کے بعد ہو جو نفی کے معنی دیتا ہو اور وہ نفی یا وہ حرف جو نفی کے معنی مین ہو ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول مطلق ترکیب مین اوس اسم کے خبر واقع نہو۔ یا مفعول مطلق مکرر ذکر کیا جاے جیسے ما انت الاّ سیراً یعنی تسیر سیراً و ما انت الا سیر البرید یعنی تسیر سیر البرید۔ یہ دونون مثالین اُس مفعول مطلق کی ہین جو نفی کے بعد آیا ہے مگر پہلی مثال مین مفعول مطلق مفرد ہے اور دوسری مثال مین مضاف۔ و انما انت سیراً یعنی تسیر سیراً۔ یہ مثال اوس مفعول مطلق کی ہے جو نفی کے معنی والے حرف کے بعد آیا ہے و زیدٌ سیراً سیراً یعنی یسیر سیراً سیراً یہ مثال ہے اوس مفعول مطلق کی جو مکرر آیا ہے دوم یہ کہ پہلے ایک جملہ ذکر کیا جاے اور بعد اوس جملہ کے مضمون کی غرض کی تفصیل مین مفعول مطلق واقع ہو۔ فشدوا الوثاق فاما منّاً بعد و اما فداءً اس مثال مین شدوا الوثاق جملہ ہے اور اس کا مضمون شد وثاق اور غرض اس سے یا تو احسان رکھنا ہے یا فدیہ دینا اسکی تفصیل مین منّاً و اما فداءً آیا ہے جو مفعول مطلق ہے یعنی تمنّون منّاً و تفدون فداءً سوم یہ کہ مفعول مطلق کو اس غرض سے ذکر کرین کہ اوس سے کسی اور چیز کو تشبیہ دین اور وہ ایک فعل ہو افعال جوارح سے اور بعد ایک ایسے جملہ کے ہو کہ جسمین مفعول مطلق کے ہم معنی ایک اسم مذکور ہو اور اوس جملہ مین اوس چیز کی طرف پھرنے والی ضمیر ہو کہ جس سے اوس اسم کے معنی قائم ہون جیسے مررت به فاذا له صوتٌ صوتَ حمار یعنی یصوت صوت حمار و مررت به فاذا له

مفعول مطلق کا ثبات
منفی ہو بعد نفی
مفعول مطلق
یعنی مفعول
جملہ کے بعد
مضمون جملہ
کی غرض کی تفصیل
میں واقع ہو

صلح صراخ الثکلی یعنی اصیح صراخ الثکلی چہارم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اوس جملہ
سے سوا سے اوس مفعول مطلق کے کسی اور معنی کا احتمال نہو جیسے لہ علی الف
درہم اعترافاً یعنی اعترافاً اس قسم کے مفعول مطلق کو تاکید نفسہ کہتے ہین پنجم
مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اس جملہ سے سوا سے اس مفعول
مطلق کے دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو۔ جیسے زید قائم حقاً یعنی احق حقاً
اسکو تاکید لغیرہ کہتے ہین ششم مفعول مطلق تثنیہ کا صیغہ ہو اور مضاف ہو
فاعل یا مفعول کی طرف جیسے لبیک الب لک البابین اسمین سے فعل الب
حذف کر کے البابین کو جو مصدر تھا اسکی جگہ پر رکھدیا۔ پھر البابین کو جو ثلاثی
مزید تھا حروف زائد گرا کر مجرد کر لیا اور مضاف کیا طرف لک کے باضافت معنوی
اور (ب) کو (ب) مین ادغام۔ اسی طرح سعدیک یعنی اسعدک اسعادین
مگر فرق اتنا ہے کہ اسعد اپنی ذات سے بغیر ذریعہ حرف جر کے متعدی ہوتا ہے
اور الب لام کے ذریعہ سے متعدی ہوتا ہے۔

مفعول بہ

وہ اسم ہے جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضربت زیداً اور کبھی مفعول بہ فعل پر
پہلے آتا ہے جیسے اللہ اعبد اور کبھی مفعول بہ کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے
جسوقت کہ قرینہ قائم ہو یا تو حذف کرنا جائز ہے جیسے زیداً کہنا جواب مین
اس شخص کے جس نے من اضرب سے سوال کیا ہو یعنی اضرب زیداً یا
حذف کرنا واجب ہے اسکے چار مقام ہین اول سماعی جیسے امرأ ونفسہ

یعنی اترک امرأً ونفسہٗ وانتہوا خیراً لکم یعنی انتہوا عن التثلیث واقصدوا خیراً
لکم اہلاً وسہلاً یعنی اتیتَ اہلاً ووطئتَ سہلاً اور باقی تین قیاسی ہین اوّل
منادی وہ اسم ہے جسکو اپنی طرف متوجہ کرنا مطلوب ہو بذریعہ ایک ایسے حرف
کے جو قائم مقام ادعو کے ہو خواہ وہ حرف لفظ مین موجود ہو یا مقدر ہو اگر
منادی مفرد ہو یعنی مضاف وشابہ مضاف نہو اور معرفہ ہو خواہ حرف ندا
کے داخل ہونیسے پہلے ہی معرفہ ہو یا بعد تو علامت رفع[۵۱] پر مبنی ہوتا ہے
جیسے یا زیدُ ویا رجلُ ویا زیدان ویا زیدون اور اگر منادی پر لام استغاثہ داخل
ہو تو مجرور ہوتا ہے جیسے یا لَزیدٍ اور اگر منادی کے اخیر مین الف استغاثہ ہو اور
اسپر لام استغاثہ داخل نہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے یا زیداہ اور اگر منادی
مین یہ دونون مذکورہ صورتین نہون یعنی مفرد معرفہ بھی نہو اور نہ لام والف
استغاثہ ہو بلکہ مضاف ہو یا شابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب
ہوتا ہے جیسے یا عبداللہ یا طالعاً جبلاً ویا رجلاً مبنی منادی کے مفرد
توابع یعنی تاکید اور صفت اور عطف بیان اور وہ معطوف بحرف کہ جسپر یا
نہ آسکے یعنی معرف باللام معطوف لفظ کے لحاظ سے مرفوع ہوسکتے ہین اور
محل کے لحاظ سے منصوب جیسے یا تمیم اجمعون واجمعین ویا زیدُن العاقل
والعاقل ویا غلامُ بشرٌ وبشراً ویا زید والحارثُ والحارث اور معرف باللام
معطوف مین اختلاف ہے خلیل کہتا ہے کہ رفع دینا مختار[۵۲] ہے اور ابو عمر
کہتا ہے کہ نصب[۵۳] دینا مختار ہے اور ابو العباس مبرد دونون مین محاکمہ
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وہ معرف باللام معطوف مانند الحسن کے ہو

یعنی ایسا اسم ہو کہ اس سے الف لام تعریف علیحدہ ہو سکے تو خلیل کی
راے کے موافق رفع دینا مختار رہے اور اگر اس اسم سے لام تعریف علیحدہ
نہو سکے جیسے النجم والصعق تو ابو عمرو کی راے کے موافق نصب دینا مختار ہے

اور منادی مبنی کے مضاف توابع یعنی تاکید وصفت وعطف
بیان منصوب ہوتے ہین جیسے یا تیمُ کلھم ویا زید ذالالِ ویا رجل ابا عبداللہ
اور اگر منادی کے توابع بدل ہون یا ایسا معطوف ہو کہ جسپر یا آسکے یعنی معرف
باللام نہو تو اسکا حکم بعینہٖ منادی مستقل کا سا ہے مفرد ہون یا مضاف مثلاً
مضاف ہون یا نکرہ جیسے مثال بدل کی یا زیدُ عمرُ ویا زید اخا عمرٍو ویا زید طالعاً
جبلاً یا زیدُ رجلاً صالحاً مثال معطوف کی یا زید وعمرو ویا زید واخا عمرٍو ویا زید طالعا جبلاً
ویا زیدُ رجلا صالحاً اور اگر منادی علم ہو اور موصوف ہو لفظ ابن یا ابنۃ کے ساتھ
اور وہ ابن یا ابنۃ مضاف ہو کسی دوسرے علم کی طرف تو اس منادی
کو فتح دینا مختار ہے اگرچہ ضمہ بھی جائز ہے جیسے یا زید وابن عمرٍو اور جسوقت
معرف باللام اسم پر حرف ندا بڑھا کر اسکو منادی بنانا چاہین تو حرف ندا اور
اس اسم کے بیچ مین لفظ ایُّھا یا ہذا یا ایھذا زیادہ کرنا چاہیے جیسے یا ایھا الرجل
ویا ہذا الرجل ویا ایھذا الرجلُ اور چونکہ یا ایھا الرجل مین مقصود بالندا الرجل ہے
اسلیے اسکے مرفوع پڑھنے کو عربون نے لازم کیا ہے اور اسی طرح اسکے جو توابع
ہونگے انکو بھی رفع دینا لازم ہے کیونکہ یہ منادی معرب کے توابع ہین جیسے
یا ایھا الرجل والظریف ویا ایھا الرجلُ ذو المال - اگر کوئی اعتراض کرے کہ
پہلے بیان ہوا ہے کہ معرف باللام اسم پر اللہ ندا داخل نہین ہو سکتا تو

تو پھر یا اللہ پر کیسے داخل ہوا۔ جواب اسطرح سے دیا ہے کہ حرف ندا کا لام تعریف کے ساتھ جمع ہونا ایک صورت مین جایز ہے اور وہ یہ ہے کہ لام تعریف عوض مین ہو کسی حرف محذوف کے اور پھر کلمہ کو وہ لام لازم ہو گیا ہو اور یہ صورت خاص لفظ یا اللہ ہی مین ہے کیونکہ اصل اسکی الالٰہ ہے ہمزہ تخفیفاً حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض مین لام تعریف بڑھا کر اللہ کر لیا گیا اور جس ترکیب مین منادی مفرد معرفہ مکرر واقع ہوا اور پھر وہ مضاف ہو کسی اسم کی طرف جیسے یا تَیمُ تَیمَ عَدِیٍّ تو اسمین اختیار ہے کہ اول کو ضمہ دین یا نصب اور دوسرے کو صرف نصب ہی رہے گا۔ اور اگر منادی یاے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس یاے کو فتح دینا بھی جایز ہے جیسے یا غلامِیَ اور اُسکو ساکن کرنا بھی جائز ہے جیسے یا غلامِی اور یا کو گرا کر اسکے ماقبل کے کسرہ پر اکتفا بھی کر سکتے ہین اگر ماقبل اسکے کسرہ ہو جیسے یا غلامِ اور اس یا کو الف سے بھی بدل سکتے ہین جیسے یا غلاما اور ان سب صورتون مین حالت وقف مین ہا بڑہا یا جاتا ہے جیسے یا غلامِیَہ و غلامِیَہ و غلامِہ و غلاماہ اور عربون نے اپنے محاورات مین یا ابی و یا امی کو یا غلامی کے مانند چار صورتون مین استعمال کیا ہے اور علاوہ ان کے اسمین اور بھی کئی صورتین ہین ایک یا ابتِ و یا امتِ یعنی یا کو تا سے بدل کر اس کو فتح بھی دے سکتے ہین اور کسرہ بھی دوسرے یا اَبتا و یا اُمَّتا یعنی تا کے بعد الف بڑھا دین مگر یا جو اصل مین تھی واپس نہین لا سکتے پس یا ابتی و یا امتی نہین ہو سکتے اور جسوقت لفظ ابن یا ابنۃ کو مضاف کرین خاص لفظ ام یا عم کیطرف تو یا غلامی

کے مانند اسمین بھی چار صورتین جائز ہین جیسے یا ابن امیّ یا ابن عمّی و ابن
امّ و ابن عمّ و یا ابن امّاو یا ابن عمّا اور علاوہ ان کے اسمین ایک اور صورت
بھی جائز ہے جیسے یا ابن امّ و یا ابن عمّ یعنی یا ابن اما و یا ابن عما مین سے
لام کو حذف کرکے اسکے ماقبل کے فتحہ پر اکتفا کرین **منادی کی**
ترخیم جائز ہے خواہ ضرورت شعر ہو یا نہو اور غیر منادی کی
ترخیم ضرورت شعری ہی کے سبب سے ہوگی اور ترخیم منادی
اس کو کہتے ہین کہ منادی کے آخر کو تخفیف کے لئے حذف کرین
اور شروط اسکے یہ ہین کہ منادی مضاف نہو اور مستغاث نہو اور جملہ نہو
اور منادی علم ہو اور تین حرف سے زیادہ یا ایسا اسم ہو کہ اسکے اخیر مین
تاے تانیث ہو۔ پس اگر منادی کے اخیر مین دو حرف زائد ہون اور
ان دونون کی زیادتی ایک زیادتی کے حکم مین ہو یعنی وہ دونون حرف
ایک ہی وقت زیادہ کیے گئے ہون جیسے اسماء بروزن فعلاء حیوقت
کہ مشتق ہو وسم سے موافق مذہب سیبویہ کے نہ بروزن افعال مشتق
اسم سے اور جیسے مروان یا منادی کے اخیر مین ایک حرف صحیح اصلی ہو کہ
اس سے پہلے مدہ زائدہ ہو اور اس منادی مین چار سے زیادہ حرف ہون
تو ان دو قسمون مین اخیر کے دونون حرف حذف ہو جاتے ہین جیسے یا
اسماء مین یا اسم و یا مروان مین یا مرو اور اگر منادی مرکب ہو دو اسمون سے
تو اخیر اسم کو حذف کر دیتے ہین جیسے بعلبک مین یا بعل اور اگر منادی ان تین
مذکورہ قسمون کے سوا ہون تو صرف ایک ہی حرف گرایا جاتا ہے جیسے

یا حارثُ مین یا حارُ اور وہ منادی جس مین ترخیم ہو حکم مین اُس منادی
کے ہے جو اپنے سب اجزا کے ساتھہ موجود و قائم ہے موافق اکثر
استعمال کے تو اس اعتبار سے منادی کو ترخیم کرنے کے بعد وہی اعراب
رہیگا جو پہلے تھا پس یا حارثُ مین یا حارِ بکسر را لکھا جائیگا اور یا ثمودُ مین
یا ثموُ بواو بعد ضمہ اور یا کروان مین یا کرو بواو بعد فتحہ اور کبھی ترخیم
کئے ہوئے منادی کو مستقل اسم ٹھہرا کر منادی مستقل کا اعراب دیتے
ہین جیسے یا حارث مین یا حارُ بضم را یا ثمود مین یا ثمی اِس قاعدہ سے
کہ واو واقع ہوا طرف مین بعد ضمہ کے اِس لئے واو یا سے بدلا اور
ماقبل مکسور ہوگیا اور یا کروان مین یا کرا یعنے واو الف سے بدلا
بسبب ماقبل کے فتحہ کے اور عربون نے صیغہ ندا یعنے (یا) کو مندوب
مین استعمال کیا ہے اور مندوب وہ اسم ہے کہ جس پر درد و حسرت
ظاہر کی جائے بذریعہ حرف (یا) یا (وا) کے اور مندوب خاص ہے
(وا) کے ساتھہ کہ وا منادی مین استعمال نہین کیا جاتا اور یا منادی اور
مندوب دونو مین مشترک ہے اور مندوب کا حکم معرب اور مبنی ہونے
مین منادی کے مانند ہے اور مندوب کے اخیر مین مدصوت کے
لئے الف بڑھانا بھی جائز ہے جیسے وا زیدا پس اگر الف بڑھانے
سے کسی دوسرے صیغہ کے ساتھہ التباس ہو جائے تو اوس الف کو
ایک ایسے حرف مد سے بدل لین جو آخر مندوب کے حرکت کے
موافق ہو جیسے کسی حاضر عورت کے غلام پر ندبہ کرنا مقصود ہو تو

واغلامکیہ کہنا چاہئے نہ واغلامکاہ کیونکہ اس صورت مین حاضر
مرد کے غلام کے ندبہ سے التباس ہوتا ہے اور اسی طرح جس وقت
مردون کی ایک جماعت حاضر کے غلام پر ندبہ کرین تو واغلامکموہ چاہئے
نہ واغلامکماہ کیونکہ اس صورت مین دو حاضر مرد کے غلام کے ندبہ سے
التباس ہوتا ہے اور حالت وقف مین اخیر مین حرف ندبہ کے ہا بھی
بڑہانا جائز ہے جیسے وازیداہ اور مندوب معروف ومشہور اسم ہی
بن سکتا ہے نہ غیر مشہور پس وارجلاہ نہین کہہ سکتے کیونکہ رَجُلٌ نکرہ ہے
معروف ومشہور نہین ہے۔ مندوب اگر موصوف وصفت واقع ہو تو
الف موصوف مین بڑہانا چاہئے نہ صفت مین جیسے وازیداہ الطویل
اور وازید الطویلاہ کہنا صفت مین الف بڑہاکر نا جائز ہے بخلاف
یونس نحوی کے کہ صفت مین الف بڑہاکر وازید الطویلاہ کہنا جائز
سمجہتا ہے اگر قرینہ قائم ہو تو منادی سے حرف ندا کو گرانا جائز ہے
جیسے یوسف اَعرِض عن ھذا یعنے یا یوسف وایھا الرجل یعنے یا ایھا الرجل و
ایھذا الرجل یعنی یا ایھذا الرجل مگر جسوقت منادی اسم جنس ہو یا اسم اشارہ ہو یا مستغاث
ہو یا مندوب ہو تو ان صورتون مین حرف ندا کو حذف کرنا جائز
نہین حاصل اسکا یہہ ہے کہ معرفہ کے اقسام مین سے ایک تو علم ہے
جیسے اوپر کے مثال مین ہے دوسرے وہ اسم جو مضاف ہو کسی ایک
معرفہ کیطرف جیسے غلام زید اِفعَل کذا تیسرے اسم موصول جیسے
من لایزال محسنًا اَحسِن اِلَیَّ چوتھے ضمیر جیسے یا ایاك ویا اَنتَ انہر سے

یا حذف ہو سکتا ہے باقی اور چیزون سے نا جائز ہے اور اَصْبِحْ یا لَیلُ مین اصبح لیلُ اور افتدِ یا مخنوقُ مین افتدِ مخنوق اور اطرق یا کرد ان مین اطرق کرا کہنا حرف ندا کو حذف کرکے باوجود اسبات کے کہ یہہ اسم جنس ہین شاذ ہے - اور قرینہ قائم ہونے سے کبہی منادی بھی جواز احذف ہو جاتا ہے جیسے الا یا اسجدوا یعنی الا یا قوم اسجدوا دوسرا مقام مفعول بہ کے فعل کو وجوباً حذف کرنیکا ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر ہے یعنے وہ مفعول بہ جسکا عامل مقدر ہو اس شرط پر کہ اسکے بعد کا فعل اوس عامل مقدر کی تفسیر کرے جسکی تفصیلی تعریف یہہ ہے کہ ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر وہ اسم ہے کہ جسکے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اپنی ضمیر یا اپنی ضمیر کے متعلق مین عمل کرنے کے سبب سے اوس اسم مین عمل کرنے سے باز رہے اس طور پر کہ اگر فعل یا شبہ فعل بعینہٖ یا اسکا کوئی مناسب فعل خواہ مرادف ہو یا لازم اوس اسم کے پہلے لایا جائے تو اوسکو نصب دے جیسے زیداً ضربتُه یعنے ضربتُ زیداً ضربتُه یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنی ضمیر مین عمل کرتا ہے اور بعینہ وہی فعل اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دے سکتا ہے و زیداً مررت بہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنے ضمیر مین عمل کرتا ہے اور اوس فعل کا ایک مناسب مرادف اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دیسکتا ہے و زیداً ضربتُ غلامہ

یہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے متعلق ضمیر مین اور اوس فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیسکتا ہے و زیداً حُبِستُ علیہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے اپنی ضمیر مین اور اوس فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیسکتا ہے پس ان سب صورتون مین (زید) منصوب ہے بسبب ایک ایسے فعل مقدر کے کہ اوس کے بعد کا فعل اوس فعل مقدر کی تفسیر کرتا ہے پہلے مثال مین ضَربتُ مقدر ہے اور دوسرا ضَاربتُ مُفسِّر ہے ضَربتُ مقدر کا دوسری مثال مین جاوزتُ مقدر ہے اور مررتُ بہ اوسکا مفسِّر ہے تیسری مثال مین اَهنتُ مقدر ہے اور ضَربتُ غلامَہُ اوسکا مفسر ہے چوتھی مثال مین لابستُ مقدر ہے اور حُبِستُ علیہ اوس کا مفسر ہے تنبیہ جس اسم مین اضمار علیٰ شریطۃ التفسیر کا احتمال ہوا وس مین احتمالی پانچ صورتین نکلتی ہین بعض مین رفع مختار ہے بعض مین نصب اور بعض مین رفع واجب ہے اور بعض مین نصب اور بعض مین رفع و نصب دونون جائز ہین پس ما اُضمر عاملہ علیٰ شریطۃ التفسیر کو مبتدا قرار دیکر رفع دینا مختار ہے جسوقت کہ رفع کے خلاف کا قرینہ نہووے یعنے نصب کا قرینہ راجح نہو جیسے زیدٌ ضربتُہ کہ اس مین اگر زید کو مرفوع پڑہین تو فعل کو حذف کرنے کی ضرورت نہین اور اگر منصوب پڑہین تو فعل کو حذف کرنا پڑیگا اس لیے رفع کو رجحان حاصل ہے نصب پر

یا یہہ کہ رفع ونصب دونون کا قرینہ راجح ہو لیکن رفع کا قرینہ اقوی ہو نصب کے قرینہ سے یہہ اوس صورت مین ہے کہ جسوقت (امّا) اسم پر داخل ہو اور فعل مین طلب کے معنی نہ ہو لقیتُ القوم وامّا زیدٌ فاکرمتُہ اگر زید کو رفع دین تو زید فاکرمتُہ جوجملہ اسمیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے اور اگر اوس کو نصب دین تو زیداً فاکرمتُہ جو جملہ فعلیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے مگر اس مین زید کو رفع پڑھنا اقوی ہے کیونکہ امّا کے بعد اکثر مبتدا آیا کرتا ہے یا یہہ کہ اذا جو مفاجات کے لئے ہے وہ اسم پر داخل ہو جیسے خرجتُ فاذا زید یضربُہٗ عمرٌ اس مین بھی رفع مختار ہے کیونکہ اذا مفاجاتیہ اکثر جملہ اسمیہ پر آتا ہے اگر ایک جملہ فعلیہ کا عطف دوسرے جملہ فعلیہ پر بسبب مناسبت کے دیا جائے جیسے خرجتُ فزیداً افیتُہ یا اسم حرف نفی کے بعد آوے جیسے ما زیداً اضربتُہٗ یا بعد حرف استفہام کے ہو جیسے ازیداً ضربتَہٗ یا بعد اذا شرطیہ کے جیسے اذا عبد اللہ تلقاہُ فاکرمہُ یا بعد حیثُ کے آوے جیسے حیثُ زیداً تجدہٗ فاکرمہٗ یا امر ونہی کے پہلے آوے جیسے زیداً اضربہٗ و عمراً لاتکرمہٗ تو ان سب صورتون مین اسم کو نصب دینا مختار ہے کیونکہ یہہ فعل کے موقع ہین یعنے حرف نفی وحرف استفہام واذا شرطیہ وحیثُ وامر ونہی مین فعل آیا کرتا ہے اور اگر اسم کو

رفع دینے کی صورت مین خوف ہو اسبات کا کہ مفسر صفت کے ساتھہ مشابہ ہو جاے تو اس وقت بھی نصب دینا مختار ہے جیسے انا کل شیٔ خلقناہ بقدر اگر کل کو رفع دین اور مبتدا بنائین اور خلقناہ کو اسکی خبر تو اگرچہ معنی مقصود نکل آتے ہین یعنے ہر چیز پیدا کیا ہے ہمنے اس کو موافق اندازہ کے مگر یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ خلقناہ صفت ہو (الشیٔ) کی اور (بقدر) اوسکی خبر تو اس صورت مین معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ اس کے یہہ معنی ہوے کہ ہر چیز ایسی جسکو ہمنے پیدا کیا ہے وہ اندازہ کے موافق ہے خواہ ہمارے غیر کی پیدا کی ہوئی چیز اندازہ کے موافق ہو یا نہ ہو اور حالت نصب مین سواے معنی صحیح کے کوئی دوسرا احتمال ہی نہین یعنے پیدا کیا ہمنے ہر چیز کو اندازہ کے موافق اور جس صورت مین عطف کیا جاے اوس جملہ کا جس مین اسم ما اُضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے ایسے جملہ اسمیہ پر جس کی خبر جملہ فعلیہ واقع ہو تو اوس اسم کو رفع و نصب دینا دونو برابر ہے جیسے زیدٌ قامَ وعمراً اکرمتہٗ پس اگر عمرا کو رفع دین تو جملہ اسمیہ ہوگا اور عطف ہوگا بڑے جملہ یعنے زیدٌ قامَ پر جو جملہ اسمیہ ہے اور اگر نصب دین تو جملہ فعلیہ ہوگا اور عطف ہوگا چھوٹے جملہ یعنے قامَ پر جو جملہ فعلیہ ہے اور اگر اسم مذکور بعد حرف شرط یا حرف تحضیض کے واقع ہو تو اوسکو نصب دینا واجب ہے جیسے اِن زیداً ضربتہٗ ضاربک و الّا زیداً

ضربتہ اور (آزید ذہب بہ) اگرچہ بظاہر شبہ پڑتا ہے کہ اِین
اسم چونکہ حرف استفہام کے بعد آیا ہے تو نصب دینا مختار ہے
مگر بعد غور کرنے کے معلوم ہوتا ہے کہ اضمار علی شریطۃ التفسیر کے
قسم سے ہی نہین ہے کیونکہ اگر اسکا فعل ذہب بہ یا اوس کا کوئی
مناسب جیسے اُذہب وغیرہ زید کے پہلے لایا جاسے تو زید کو
نصب نہین دیسکتا پس ایسی صورت مین زید کو مبتدا ٹھہرا کر رفع
دینا واجب ہے اور اسی طرح (کُلُّ شیٔ فعلوہ فی الزُّبُر) بھی
اضمار علی شریطۃ التفسیر سے نہین ہے کیونکہ اگر اسے باب سے
قرار دین تو اس کی تقدیر یہ ہوگی فعلوا کل شیٔ فی الزبر
اگر زبر کو متعلق فعلوا کے لین تو معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ معنی
یہہ ہونگے کہ اُن لوگون نے نامہ اعمال مین عمل کیا ہے حالانکہ
نامہ اعمال مین کراماً کاتبین کا عمل ہے نہ لوگون کا اور اگر فی الزبر
کو شئی کی صفت لین تب بھی معنی مقصود فوت ہو جاتے ہین کیونکہ
اس وقت یہہ معنی ہونگے کہ جو کچھہ نامہ اعمال مین موجود ہے اوسکو
اُن لوگون نے کیا ہے پس ایسی صورت مین کُلُّ شئی کو رفع دیکر
مبتدا بنا ئین اور جملہ فعلوہ کو صفت لین شئی کی اور فی الزبر کو
خبر مبتدا کی یعنے ہر چیز ایسی کہ جس کو اُن لوگون نے کیا ہے وہ نامہ
اعمال مین موجود ہے اور الزانیۃُ والزانی فاجلدوا کُلَّ واحد
منہما مائۃ جلدۃٍ اس مین موافق اس قاعدہ کو دوسکے کہ اگر

اسم مذکور امر یا نہی سے پہلے آئے تو نصب دینا مختار ہے بظاھر
الزانیۃ و الزانی کو بھی نصب دینا مختار ہونا چاہیئے تھا مگر چونکہ
سب قاریون کا اتفاق ہے اس کے رفع پڑہنے پر تو مجبوراً اس
قاعدہ مذکورہ سے نکالنے کے لئے نحویون نے اس کی توجیہ
کی ہے چنانچہ مُبَرِّد کے پاس فا اسمین شرط کے معنی مین ہے کیونکہ
الف لام الزانیۃُ و الزانیُ مین مُبتدا ہے اور موصول ہے جو
متضمن ہے معنی شرط کو اور الزانیۃُ و الزانی جو اسم فاعل ہے
اور صلہ ہے بمنزلہ شرط کے ہے پس خبر مبتدا کی مانند جزا کے
ہے اور فَا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ شرط سبب ہے
جزا کا اور اس قسم کا فَا اپنے ماقبل مین عمل نہین کرسکتا تو پھر وہ
شرط اضمار علی شریطۃ التفسیر کی کہ اگر فعل اسم کے پہلے آئے تو
اوس کو نصب دیسکے باقی نہین رہی اس سلئے اس باب سے
خارج ہے پس سوائے رفع دینے کے کوئی چارہ نہین اور سیبویہ
کے پاس یہہ دو جملہ مستقل ہین یعنے حکم الزانیۃ و الزانی فیما
یُتلیٰ علیکم بعد اور فاجلدوا دوسرا جملہ ہے اوس حکم موعود
کے بیان کرنے کے لئے اور فَا سببیت کے لئے ہے یعنے
ان ثبت زنا ھما فاجلد واجب دو جملے ٹھہرے تو ایک جملہ کا
جز دوسرے جملے کے جز مین عمل نہین کرسکتا پس فاجلدوا الزانیۃ
و الزانی کے پہلے آکر نصب نہین دیسکتا تو شرط اضمار ہی باقی نہ رہی

اور رفع دینا واجب ہوگیا اور اگر (فا) شرط کے معنے مین نہوتا
یا دو جملہ نہ ہوتے تو قاعدہ مذکورہ کے تحت مین بہ آیہ باقی رہتا اور
پہر نصب دینا مختار ہوتا مگر چونکہ سب قرّا نے رفع پر اتفاق کرلیاہی
اس لئے نصب باطل اور رفع واجب ہے۔ مفعول بہ کے وجوباً
فعل حذف ہونیکا تیسرا موقع تحذیر ہے یعنے وہ اسم ہے کہ جس کا
عامل اتق وبعّد وغیرہ مقدر ہو اور اس کو بسبب مفعولیت کے
نصب دیا گیا ہو اور اوس کو اوس کے مابعد سے ڈرانے کے
لئے ذکر کرین یا یہہ کہ محذر منہ دوبارہ مذکور ہو جیسے ایاك والا
سد وایاك وان تحذف یہہ دونون تحذیر کے پہلی قسم کی
مثالین ہین یعنے بعد نفسك من الاسد والاسد من نفسك ولعد
نفسك عن الحذف والحذف عن نفسك اور جیسے الطریق
الطریق یہہ مثال تحذیر کے دوسرے قسم کی ہے یعنے اتق
الطریق الطریق اور ایاك والاسد وایاك وان تحذف
مین سے واو کو گرا کر اوس کی جگہہ (من) رکھکر ایاك من
الاسد وایاك من ان تحذف کہنا صحیح ہے اور ایاك
من ان تحذف مین من کو مقدر رکھکر ایاك ان تحذف
کہہ سکتے ہین کیونکہ اَنْ و اَنَّ سے حرف جر کا حذف کرنا موافق
قیاس کے ہے اور ایاك من الاسد مین من مقدر رکھکر ایاك
الاسد نہین کہہ سکتے کیونکہ یہان من کا مقدر رکھنا ناجائز ہے

مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جس مین فعل مذکور واقع ہو اور
اور اوس کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ فی مقدر ہو اور
ظروف زمانی تمام خواہ مبہم ہون یا محدود فی کے مقدر ہونے کو
قبول کرتے ہین جیسے صُمت دھراً وانظرات الیوم اور ظروف
مکانی اگر مبہم ہون تو فی مقدر رہتا ہے جیسے جلستُ خلفاک
اور اگر مبہم نہ ہون بلکہ محدود ہون تو فی مقدر نہین رہتا جیسے
جلست فی المسجد۔ اور ظروف مکان مبہم کی شش جہت یعنے
امام۔ خلف۔ یمین۔ شمال۔ فوق۔ تحت۔ سے تفسیر کی گئی ہے
اور عند و لدی اور جو مشابہ ہو ان کے جیسے دون و سوی
کو ابہام ہونے کے سبب سے اور لفظ مکان کو بوجہ کثرت
استعمال کے ظرف مکان مبہم پر حمل کرلیا ہے اور دخلتُ کے بعد کے
اسم کو بھی لسبب کثرت استعمال کے موافق مذہب صحیح کے ظرف مکان
مبہم پر محمول کیا ہے اور بعض نحویون کے پاس دخلتُ کے مابعد
کا اسم مفعول بہ ہے اور مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے بسبب ایک
عامل مقدر کے جیسے متی سرت کے جواب مین یوم الجمعہ کہنا
کہنا یعنے سرت یوم الجمعۃ اور مفعول فیہ کو موافق اضمار علی شریطۃ
التفسیر کے بھی نصب ہوتا ہے جیسے یوم الجمعۃ صمت فیہ
یعنے صمت یوم الجمعۃ صمتُ فیہ (مفعول لہ) وہ اسم ہے
جسکے حاصل کرنے کے لئے یا اوس کے موجود ہونے کے سبب سے

فعل واقع ہو جیسے ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکی
حاصل کرنے کے لئے فعل واقع ہوا ہے و تعدتُ عن الحرب جُبنًا
یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکے موجود ہونے کے سبب سے فعل واقع
ہوا ہے اس مین زجاج نحوی کا اختلاف ہے کہ مفعول لہ اوس کے پاس مصدر
یعنے مفعول مطلق ہے پس اوسکے موافق ضَرَبْتُہٗ تادیبًا و تعدتُ عن الحرب
جبنًا کے یہہ معنی ہونگے ادّبتُہٗ بالضرب تادیبًا و جبنتُ فی القعود عن
الحرب جُبنًا اور مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ لام
مقدر ہو اور جس وقت مفعول لہ فعل ہو ایسے فعل کے فاعل کا کہ خود مفعول لہ
جسکی علت ہو اور مفعول لہ اور فعل دونون کے وجود کا زمانہ ایک ہی ہو تو
لام کا حذف کرنا جائز ہے جیسا مثال مذکور مین **مفعول معہ** وہ اسم ہے
جو ذکر کیا جائے بعد واو کے تا کہ فعل کے معمول کو اپنے ساتھہ لے لے
خواہ فعل لفظی ہو یا معنوی جیسے استوی الماءُ والخشبۃَ اگر فعل
لفظی ہو اور اسم کا عطف اوس فعل پر جائز ہو تو وہان دو صورتین
جائز ہین یعنے اوس اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب بھی دیسکتے
ہین اور اوس اسم کا عطف فعل پر بھی کرسکتے ہین جیسے جئتُ انا
وزیدٌ وزیدًا اور اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو
مفعول معہ ٹہراکر نصب دینا واجب ہے جیسے جئتُ وزیدًا
اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی کرنا واجب ہے
جیسے ما لزیدٍ وعمرٍو یعنے ما یصنع زیدٌ وعمرٌو اور اگر فعل معنوی

ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب دینا واجب ہے
جیسے مالك وزيداً[۵] یعنے ما تصنع وزیداً و ما شانك وعمراً یعنے
ما تصنع وعمراً **حال** وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی ہیئت بیان کرتا
ہے خواہ فاعل لفظی ہو یا معنوی جیسے ضربتُ زیداً قائماً کہ اس مین
قائماً حال ہے صرف فاعل سے یا صرف مفعول سے اور یہ دونو حقیقۃ
لفظ مین موجود ہین اور جیسے زيدٌ في الدار قائماً کہ اس مین قائماً
حال ہے ضمیر فاعل سے اوس فعل کے جو لفظ مین موجود نہین ہے بلکہ
حکماً موجود ہے یعنے زيدٌ حصل في الدار قائماً اور جیسے ہذا زيدٌ
قائماً کہ اس مین قائماً حال ہے اوس مفعول سے جو معنوی ہے یعنے
اُشیر زیداً قائماً اور حال کا عامل یا تو فعل ہوتا ہے جیسے
ضربتُ زيداً قائماً و زيد في الدار قائماً یا شبہ فعل جیسے
زيدٌ ذاهبٌ راكباً یا معنے فعل جیسے هذا زيدٌ قائماً
اور شرط حال کی یہ ہے کہ نکرہ ہو اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے
اگر یہان اعتراض پڑے کہ ارسلها العراك ومررت به وحده
مین العراك حال ہے (ها) سے اور وحده حال ہے (به) کی ضمیر
سے حالانکہ یہہ دونو معرفہ ہین اور اوپر بیان کیا ہے کہ حال نکرہ
ہوتا ہے **جواب** اسکا یہہ ہے کہ اس کی تاویل کر لی گئی یعنے
ارسلها العراك در اصل تعترك العراك تھا اور مررت
به وحده اصل مین بمنفرد وحده تھا یعنی یہہ مفعول مطلق

[۵] یہان عطف جائز نہو رہے کی وجہ سے کہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادہ جار کے جائز نہین ۱۲

سے ہے فعل محذوف کا پس یہان جملہ حال واقع ہوا ہے نہ کہ مفرد یا یہ
کہ العراک وحدہ اگرچہ معرفہ ہین مگر رکھے گئے ہین جگہ ہین نکرہ کے
اسے معنی کثۃ ومنفرداً اگر ذو الحال نکرہ ہو تو حال کو ذو الحال پر مقدم
کرنا واجب ہے جیسے جاءنی راکباً رجلٌ کیونکہ اگر مقدم نکرین تو حالت
نصب ہین صفت کے ساتھہ التباس ہوجاتا ہے اور حال عامل
معنوی پر مقدم نہین ہو سکتا بخلاف ظرف کے کہ اس ہین مقدم
ہوسکتا ہے یعنے اگر عامل ظرف ہو تو اخفش کے بنا پر حال اوسپر
مقدم ہو سکتا ہے بشرطیکہ مبتدا حال پر مقدم ہو پس زید فی الدار
قائماً ہین زید قائماً فی الدار کہہ سکتے ہین اور قائماً زید فی الدار
قائماً فی الدار زید ناجائز ہے اور سیبویہ کے پاس تقدیم حال
کی ظرف پر کسی صورت ہین جائز نہین خواہ مبتدا حال پر مقدم ہو
یا نہ ہو اور موافق مذہب صحیح کے مجرور ذو الحال پر بھی حال
مقدم نہین ہو سکتا پس جاءتنی ضاربۃ زید مجرداً عن الثیاب
ہین جاءتنی مجرداً عن الثیاب ضاربۃ زید کہنا صحیح نہین ہے
اور جو کوئی اسم کسی ہیئت پر دلالت کرے خواہ مشتق ہو یا جامد
وہ حال بن سکتا ہے جیسے ھذا بسراً اطیب منہ رطباً ہین
بسراً بسبب حالت بسریت کے اور رطباً بوجہ حالت رطبیت کے
حال واقع ہوے ہین حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے اگر جملہ اسمیہ حال
ہو تو واو اور ضمیر دونون لا سکتے ہین جیسے جاءنی زیدٌ وابوہٗ

راکبؔ یا صرف واو جیسے کنتُ نبیّاً و آدم بین الماء والطین یا صرف ضمیر مگر یہہ ضعیف ہے جیسے کلمتہ فوہ الیٰ فی اور حال اگر مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر کافی ہے جیسے خرج زیدٌ یسرعُ اور اگر حال جملہ اسمیہ و مضارع مثبت کے سوا ہو یعنے مضارع منفی یا ماضی مثبت یا ماضی منفی ہو تو واو وضمیر دونو لاوین یا صرف واو یا صرف ضمیر جیسے جاءلی زیدٌ وما یتکلم غلامُہٗ و جاءلی زیدٌ وما یتکلم عمرٌو وجاءلی زیدٌ ما یتکلم غلامُہ جاءلی زیدٌ وقد خرج غلامُہٗ وجاءلی زیدٌ وقد خرج عمرٌو وجاءلی زیدٌ قد خرج غلامُہٗ ۔ وجاءلی زیدٌ وماخرج غلامُہٗ وجاءلی زیدٌ وماخرج عمرٌو وجاءلی زیدٌ ماخرج غلامُہٗ حال اگر ماضی مثبت ہو تو اوس پر قد کا بڑہانا ضروری ہے خواہ لفظ مین ظاہر ہو جیسے جاءلی زید قد رکب غلامہ یا مقدر ہو جیسے جاؤکم حصرت صدورھم یعنے قد حصرت اور اگر قرینہ پایا جاوے تو حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے راشداً مھدیا کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر کا ارادہ رکہتا ہو یعنے سِر راشداً مھدیاً اور اگر حال موکدہ ہو یعنے اپنے ماقبل کے جملہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو تو اوس کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ حال جملہ اسمیہ کے مضمون کو ثابت کرے جیسے زیدٌ ابوک عطوفاً یعنے اُحقُّہ

عَطْوفنًا تمیز وہ اسم ہے جو دور کردے اوس ابہام کو جو ذات مذکورہ یا مقدرہ مین قائم ہو پس اگر ذات مذکورہ کے ابہام کو دور کرے تو وہ اکثر مفرد مقداری ہوتی ہے اور وہ مقدار یا تو عدد مین ہوگی جیسے عشرون درہمًا یا غیر عدد مین عام اس سے کہ وزن ہو یا کیل ہو یا ذراع ہو یا مقیاس جیسے رطل زیتًا ومنوان سمنًا وعلی التمرۃ مثلہا زبدًا پہلی مثالمین اسم تنوین کے ساتھ اور دوسری مثالمین نون تثنیہ کے ساتھ ہے اگرچہ دو نو مین مقدار وزنی ہے اور تیسری مثالمین اضافت کے ساتھ ہے اور مقیاسی ہے کیونکہ اسم کا تمام ہونا تنوین سے ہوتا ہے یا نون سے یا اضافت سے اور قفیزان برًا مین مقدار کیلی ہے اور ذراع ثوبًا مین مقدار مساحتی ہے اگر تمیز جنس ہو تو مفرد لائی جائیگی مگر یہہ کہ اوس جنس سے انواع مقصود ہون تو اوس صورت مین تثنیہ اور جمع آسکتی ہے جیسے عندی رطل زیتین اور زیوتًا پس اگر مفرد مقداری تنوین یا نون تثنیہ کے ساتھ ہو تو اوس کو تمیز کیطرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے رطل زیت ومنوا سمن اور اگر تنوین و نون تثنیہ نہ ہو بلکہ نون جمع یا اضافت ہو تو پھر اضافت جائز نہین اور تمیز ذات مذکورہ مفرد غیر مقداری سے بھی ہوتی ہے جیسے خاتم حدیدًا اس قسم کی تمیز مین نصب وجر یا اضافت دونو جائز ہین مگر جر زیادہ آیا ہے اور اگر تمیز ذات

حاشیہ: (۵۱) نہایت اسم سے مقصود یہہ ہے کہ بعد اسکے کوئی اسم اوسکی طرف مضاف نہین ہو سکتا ۱۲

(۵۲) وہ چیز جو ایسی ہو کہ جسکے اجزا متشابہ ہون اور اوسکا اطلاق کثیر و قلیل پر جائز ہو ۱۲

مقدرہ یعنے نسبت کے ابہام کو دور کرے تو وہ ذات مقدرہ یا تو جملہ
یا مشابہ جملہ مین ہو گی جیسے طاب زیدٌ نفسًا یہہ مثال ہے جملہ کی اور
تمیز خاص منتصب عنہ کی ہے و زیدٌ طیبٌ ابًا یہہ مثال ہے مشابہ
جملہ کی اور تمیز منتصب عنہ اور متعلق منتصب عنہ دونوں کی ہو سکتی
ہے دا اُبوۃً ودادًا وعلمًا مصنف نے یہان جملہ و مشابہ جملہ کی تمیز کے
پانچ پانچ مثالین دین ہین جیسے طَابَ زیدٌ نفسًا و ابًا و ابوۃً
ودادًا وعلمًا و زیدٌ طیبٌ نفسا و ابًا و ابوۃ ودادًا وعلما
نفس مثال ہے عین غیر اضافی کی جو خاص ہے منتصب عنہٗ سے
اور دار مثال ہے عین غیر اضافی کی جو متعلق ہے منتصب عنہ کے
اور اب مثال ہے عین اضافی کی جو منتصب عنہ سے خاص بھی ہو سکتی
ہے اور متعلق منتصب عنہ سے بھی - اور ابوۃ عرض اضافی ہے
جو متعلق ہے منتصب عنہٗ سے اور علم عرض غیر اضافی ہے جو متعلق
ہے منتصب عنہ سے الاضافۃ ھِیَ النسبۃ العارضۃ للشئ
بالقیاس الی نسبۃ اُخریٰ کالابوۃ والبنوۃ یا وہ ذات
مقدرہ اضافت مین ہو گی جیسے یعجبنی طیبہ نفسا و ابا و ابوۃ
ودادًا وعلمًا للہ درہٗ فارسًا یہہ مثال ہے اسمات کی کہ
تمیز کبھی صفت مشتق بھی ہوتی ہے اور اگر تمیز ایسا اسم ہو
جو منتصب عنہ کی تمیز بن سکے تو جائز ہے کہ منتصب عنہ اور اسکے
متعلق دونوں کی تمیز ہو جیسے طاب زید ابا اس مین اگر طیب

جو چیز قائم بالذات ہو اوس کو عین کہتے ہین اور جو قائم بالغیر ہو وہ عرض ہے اور جو چیز کہ تعقل اوسکا کسی غیر سے ہو وہ اضافی ہے اور اگر تعلق غیر سے نہ رکھے ہو وہ غیر اضافی

کی اسناد زید کے طرف ہو اس اعتبار سے کہ وہ باپ ہے
عمرو کا تو اَبًا منتصب عنہ زید کی تمیز ہو گی اور اگر طیب کی اسناد
متعلق زید یعنے اوس کے باپ کیطرف ہو تو اَبًا متعلق منتصب عنہ
کی تمیز پڑے گی اور اگر تمیز منتصب عنہ کی تمیز نہ بن سکے
تو وہ متعلق منتصب عنہ کی تمیز ہو گی جیسے طاب زیدٌ ابوۃً و
علمًا و دارًا ان دو نو صور تون مین تمیز مطابق ہو گی مقصود کے
مفرد و تثنیہ و جمع ہونے مین جیسے طاب زید ابًا و الزیدان
ابوین و الزیدون اباءً اگر جس وقت تمیز جنس ہو تو مفرد
ہی لائی جائے گی خواہ مقصود واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے
طاب زید علمًا و الزیدان علمًا و الزیدون علمًا ہاں
اگر جنس سے معنی جنسی مقصود نہ ہو بلکہ انواع مقصود ہو تو تمیز
مفرد و تثنیہ و جمع لائی جائیگی جیسے طاب زید علمًا و الزیدان
علمین و الزیدون علومًا۔ اور اگر تمیز صفت مشتق ہو تو
وہ خاص منتصب عنہ ہی کی تمیز ہو گی نہ اوسکے متعلق کی اور
مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث ہونے مین اوس کے مطابق
ہو گی جیسے للہ درہٗ فارسًا و للہ درہما فارسین و للہ
درہم فوارس اور جب تمیز صفت ہوتی ہے تو اوس مین حال
کا بھی احتمال ہوتا ہے جیسے طاب زیدٌ فارسًا مین فارسًا
تمیز بھی ہو سکتی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے یعنے حال کو نہ

فائدہ[۵۱] اور تمیز اپنے عامل پر جس وقت کہ وہ اسم تام ہو بالاتفاق مقدم نہین ہوسکتی پس عندی درہما عشرون وذیتا رطل کہنا صحیح نہین ہے اور مذہب اصح یہہ ہے کہ تمیز اپنے عامل پر جسوقت کہ وہ فعل[۵۲] ہو مقدم نہین ہوسکتی پس طاب زیدٌ ابا ہین اباطاب زیدٌ کہنا درست نہین ہے بخلاف مازنی ومبرد کے کہ ان دونو کے پاس تمیز اپنے عامل پر اگر وہ فعل صریح ہو یا اسم فاعل ومفعول تو مقدم ہوجاے گی اور اگر فعل صریح نہ ہو جیسے فجرنا الارض عیونًا یعنے انفجرت عیونہا یا جیسے امتلاء الاناءُ ماءً یعنے ملاء الماءُ تو اس صورت ہین عامل پر اپنے مقدم نہوگی۔ **مستثنےٰ** کے دو قسم ہین ایک متصل دوسرا منقطع مستثنےٰ متصل وہ اسم ہے جو بذریعہ الّا یا اوسکے اخوات حاشا وخلا وغیرہ کے متعدد[۵۳] مین سے نکالا جائے خواہ وہ متعدد لفظ مین موجود ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدا یا مقدر ہو جیسے ماجاء نی الا زید یعنے ماجاء نی احدٌ الا زید مستثنےٰ منقطع وہ اسم ہے جو بعد الّا اور اس کے اخوات کی مذکور ہو اور متعدد سے نہ نکالا جائے جیسے جاء نی القوم الا حمارًا۔ اگر مستثنےٰ بعد ایسے الّا کے واقع ہو جو صفت کے لئے نہ ہو اور کلام موجب یعنے ایسے کلام مین ہو جس مین نفی ونہی واستفہام نہ ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدًا یا مستثنےٰ مستثنےٰ منہ پر مقدم ہو جیسے جاء نی الا زیدا القوم و یا مستثنےٰ منقطع ہو موافق

[۵۱] اس قسم کی تمیز بعض وقت (من) زاید ہوتا ہے جیسے للہ درہ من فارس وعز من قائل اسوقت عامل کا احتمال نہ رہیگا کیونکہ عامل پر (من) زائد نہین ہوتا۔ ۱۲

[۵۲] بعض اس سے مراد فعل ... کہ ... یعنی ... یا ... فعل ... نہین ہوسکتی۔ ۱۲

[۵۳] متعدد سے مراد وہ چیز ہے جس کی اجزاء متعدد ہون جیسے ماجاء نی احدٌ الا زیدا اجزا متعدد ہون جیسے اشتریت العبد الا نصفہ۔ ۱۲

اکثر لغات کے جیسے جاء نی القوم الا حمارًا یا مستثنیٰ بعد عدا و خلا کے ہو موافق اکثر استعمال کے جیسے جاء نی القوم عدا زیدًا وخلا زیدًا یا بعد ماخلا و ماعدا کے ہو جیسے جاء نی القوم ماخلا زیدًا وماعدا عمرًا یا بعد لیس کے ہو جیسے جاء نی القوم لیس زیدًا یا بعد لا یکون کے ہو جیسے جاء نی القوم لا یکون زیدًا تو ان سب صور تون مین مستثنیٰ کو نصب دینا واجب ہے اور جس وقت مستثنیٰ بعد اِلاّ کے کلام غیر موجب مین ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اوس کو مستثنیٰ ٹھہرا کر نصب بھی دیسکتے ہین اور مستثنیٰ سے بدل قرار دینا مختار ہے جیسے ما فعلوہ الاّ قلیل وقلیلاً کہ اس مین قلیلا کو مستثنیٰ بنا کر منصوب پڑہ سکتے ہین اور قلیلٌ کو (ما فعلو) کی ضمیر سے بدل قرار دیکر مرفوع پڑہنا مختار ہے اور جیسے مامررت باحدٍ الاّ زیدٍ وزیدًا وما رائیتُ احدًا الاّ زیدًا اور اگر مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو اور مستثنیٰ کلام غیر موجب مین ہو تو اوس مستثنیٰ کو عامل کے موافق اعراب دیا جاتا ہے اور ایسے مستثنیٰ کو مُفرَغ کہتے ہین اور اس مین کلام غیر موجب کی جو قید لگائی گئی ہے صرف اس غرض سے ہے کہ پورا فائدہ حاصل ہو جائے کیونکہ اکثر کلام غیر موجب مین معنے درست ہوا کرتے ہین اور کلام موجب مین بہت کم جیسے ماضربنی اِلاّ زیدٌ۔ کہ اگر اس کو کلام موجب بنا کر ضربنی الاّ زید کہا جائے تو معنی درست نہ ہونگے کیونکہ اس وقت یہہ معنے ہون گے کہ مجکو سوا ے زید کے

سب لوگون سنے مارا اور یہہ ٹھیک نہین ہے ۔ مگر جس وقت کلام موجب
ہی مین معنی درست ہو جائین تو پھر غیر موجب کے قید کی ضرورت نہین
جیسے قرات الیوم الا کذا یعنے قرات ایام الاسبوع او الشہر الا
یوم کذا اور چونکہ مستثنےٰ مفرغ کلام موجب مین بن نہین سکتا تاوقتیکہ
اوس کے معنے درست نہ ہولین اس لئے ماذال زید الا عالماً کہنا
ناجائز ہے کیونکہ زال مین معنے نفی کے ہین اور جب اس پر ما پڑھا
یا گیا تو نفی کی نفی ہوئی جو اثبات کا فائدہ دیتی ہے تو اس جملہ کے یہہ
معنے ہوئے ثبت زیدٌ دائما علی جمیع الصفات الا صفۃ العلم ۔
یعنے زید مین سوائے صفت علم کے باقی اور سب صفات موجود ہین
اور یہہ معنے درست نہین اور جس وقت مستثنےٰ مستثنےٰ منہ کے لفظ
سے بدل نہ بن سکے تو مستثنےٰ منہ کے محل و موضع سے بدل بنایا جائیگا
جیسے ماجاء نی من احدٍ الا زید مین جو نفی کے معنے تھے وہ اِلّا
کے آنے سے ٹوٹ گئے تو کلام مثبت ہوگیا پس اگر زید کو احدٌ کے
لفظ سے بدل ڈالین اور یون کہین ماجاء نی من احدٍ الا زیدٍ
تو چونکہ بدل مبدل منہ کے جگہ مین قایم ہو سکتا ہے اس لئے یہ کلام
حکم مین ہوگا جاء نی من زید کے اور اس مین من زاید ہوگا جو خلاف
جمہور ہے کہ من استغراقیہ کلام مثبت مین زاید نہین ہوتا پس
اس مثال مین زیدٌ کو احدٌ کے محل سے جو مرفوع ہے بدل بنا کر رفع
دیا گیا اور لا احد فیہا الا عمرٌو وما زید شیئًا الا شئی لا یعبابہ

مثال اول مین عمرًا کو احد کے لفظ سے اور مثال ثانی مین شی ثانی
کو شئے اول کے لفظ سے بدل نہین بنا سکتے کیونکہ ما و لا نفی کا عمل
کرتے ہین اور اِلّا کے آنے سے نفی ٹوٹ گئی تو کلام مثبت ہو گیا اور
کلام مثبت مین ما و لا عامل نہین بنائے جا سکتے پس مثال اول مین عمرًا
کو لا احد کے محل سے اور مثال ثانی مین شئے ثانی کو شئے اول کے محل سے بدل بنا کر
رفع دیا گیا بخلاف لیس زید شیئًا الا شیئًا کے کہ اسمین شئی ثانی کو شئے اول کے لفظ سے بدل
قرار دیسکتے ہین کیونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور الا آنے سے اگر نفی ٹوٹ
جائے تو اوسکے عمل مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ لیس جس کے سبب سے عمل کرتا
ہے یعنے فعلیت وہ تو باقی ہے اور چونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور ما و لا نفی کا اس لیے
لیس زید الا قائمًا کہنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ اِلّا سے نفی ٹوٹ گئی مگر فعلیت
تو باقی ہے و ما زید الا قائمًا کہنا جائز نہین ہے کیونکہ ما نفی کا عمل
کرتا ہے اور اِلّا کے آنے سے اوسکی نفی ٹوٹ گئی پس کلام مثبت ہو گیا
اور اوس کا عمل باطل ہو گیا اور اگر مستثنٰے بعد غیر و سویٰ و سواء
کے آئے تو مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم غیر زید و سویٰ
زیدٍ و سواء زید اور بعد حاشا کے آئے تو اکثر استعمال مین
مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم حاشا زید اور بعض لوگ اسکو
نصب دیتے ہین جیسے جاء نی القوم حاشا زیدا اور غیر
جس وقت استثنا کے معنی مین مستعمل ہو تو اوس کا اعراب
مستثنٰے با لا کے اعراب کے مانند ہے موافق تفصیل سابق کے مثلًا

جاء نی القوم الا زیداً ہین اگر الا کی جگہ لفظ غیر رکھدین تو زیداً کو جو اعراب تہا وہی اعراب غیر کو ہو گا اور کہا جائیگا جاء نی القوم غیر زید اسیطرح جاء نی الا زیدٌ القوم ہین جاء نی غیر زید ن القوم کہینگے علی ہذا القیاس اور غیر اصل ہین موضوع صفت کے لئے مگر بعض وقت الا استثنا ئید کی جگہ ہین اوسکا استعمال ہوتا ہے جسطرح سے کہ اِلّا جو موضوع ہے استثنا کے لئے کبہی اوس کا استعمال غیر صفتی کی جگہ ہین ہوتا ہے اور اِلّا کا غیر صفتی کی جائے ہین استعمال کیا جاتا اوسیوقت ہوگا جبکہ اِلّا بعد واقع ہو ایک ایسی جمع کے جو نکرہ ہو اور محصور نہ ہو کیونکہ اس صورت ہین استثنا متعذر ہے جیسے لو کان فیہما الہۃٌ الّا اللہ لفسدتا اس آیہ ہین اِلّا بعد آیا ہے۔ آلِہۃٌ کے جو جمع ہے اور نکرہ غیر محصور ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ الہۃٌ ہین یقینی طور سے داخل نہین ہے تو پھر یہہ الّا استثنا کے لئے نہین ہوسکتا اور دوسرا مانع یہ ہے کہ اگر اِلّا کو استثنائے معنی ہین لین تو اس آیت کے معنی بگڑ جاتے ہین یعنے یہ معنی ہونگے لوکان فیہما الہۃٌ مستثنے عنہا اللہ لفسدتا اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئے اللہ جن ہین سے اللہ مستثنےٰ ہے تو انتظام بگڑ جاتا تو اس سے یہہ نکلا کہ اسمین ایسے خدا ہین جن ہین سے اللہ مستثنےٰ نہین ہے اور یہ مخالف ہے ثبوت وحدانیت کے پس اس آیہ ہین اِلّا غیر صفتی کے معنی ہین استعمال ہوا ہے یعنے اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئی خدا ایسے جو مغائر ہین اللہ کے تو انتظام

بگڑ جانا اس سے یہہ نکلا کہ آسمان و زمین مین ایسے کئے خدا ہی
نہین جو اللہ کے مغایر ہین جب مغایرت کی نفی ہوگئی تو تعدد جو
اس کو لازم تہا اوس کی بہی نفی ہوگئی پس وحدانیت ثابت ہوگئی
اور اس صورت کے سواے کسی اور صورت مین الا کو غیر
صفتی کی معنی مین استعمال کرنا ضعیف ہے اور اعراب سوی
وسواء کا نصب ہے بنا بر ظرفیت کے موافق مذہب اصح کے
جیسے جاء فی القوم سوی زیدٍ وسواءَ زیدٍ بجائے مکان
زید کے اور کوفیین حالت رفع و نصب وجر مین غیر کے مانند اس کو
اعراب دیتے ہین خبر کان اور اوس کے اخوات کی مسند
ہوتی ہے بعد ان حروف کے داخل ہونے کے جیسے کان زید
قائماً اور اس کی خبر کا حال مبتدا کی خبر کے مانند ہے مگر اسکی
خبر جس وقت معرفہ ہو تو اسم پر مقدم ہو سکتی ہے جیسے کان
المنطلق زیدٌ اور کبھی خبر کان کا عامل یعنے کان حذف کر دیا
جاتا ہے جس صورت مین کہ لفظ اِنْ کے بعد ایک اسم ہو
پہر اس کے بعد ف ہو اور بعد اسکے ایک اور اسم ہو
جیسے اَلنَّاسُ مجزیون باعمالہم ان خیراً فخیرٌ وان شراً
فشرٌ اس طرح کی صورت مین چار صورتین نکلتے ہین اول یہہ
کہ پہلے اسم کو نصب دین اور دوسرے اسم کو رفع جیسے
ان خیراً فخیرٌ وان شراً فشرٌ یعنے ان کان عملہ خیراً

فجزاءُہٗ خیرٌ وان کان عملہ شرًا فجزاءہٗ شرٌ دوم یہہ کہ دونو اسم کو نصب دین جیسے ان خیرا فخیرا وان شرا فشرا یعنے ان کان عملہ خیرًا فکان جزاءہٗ خیرًا وان کان عملہ شرًا فکان جزاءہٗ شرًا سوم یہہ کہ دونو اسم کو رفع دین جیسے ان خیر فخیر وان شرٌ فشرٌ یعنے ان کان فی عملہ خیرٌ فجزاءہٗ خیرٌ و ان کان فی عملہ شر فجزاءُہٗ شرٌ چہارم یہہ کہ پہلے اسم کو رفع دین اور دوسرے اسم کو نصب جیسے ان خیرٌ فخیرًا وان شرٌ فشرًا یعنے ان کان فی عملہ خیر فکان جزاءہٗ خیرًا وان کان فی عملہ شرٌ فکان جزاءہٗ شرًا اور واجب ہے حذف کرنا خبر کان کے عامل یعنے کان کا جس مقام مین کہ کان کو محذوف کرکے اوس کے عوض مین لفظ ما بڑہا دین جیسے اَمَّا انت منطلقًا انطلقتُ یعنی لان کنت منطلقًا انطلقت اس مین امّا انت در اصل لان کنت تہا لام قیاسًا حذف ہوگیا کیونکہ لام کو ان پرسے حذف کرنا قیاسی ہے پہر کلمہ کان کو اختصار کے لئے حذف کیا اور ضمیر متصل منفصل بن گئی اور لفظ ما بعد آن کے کان کی جگہ مین زیادہ کیا اور نون میم مین مدغم ہوگئی یہہ اس صورت مین ہے کہ جس وقت امّا انت کے ہمزہ کو مفتوح پڑہین اور اگر مکسور پڑہین اور اما انت منطلقا انطلقت کہین تو اس کی اصل ان کنت منطلقا انطلقتُ ہوگی کان کو اختصارًا حذف کیا تو ضمیر متصل

منفصل بن گئی اور لفظ ما بعد ان کے کان جگہ مین بڑھا یا گیا پھر نون کا
و میم مین ادغام ہو کر اِنّما انت ہو گیا۔ اسم اِنَّ اور اس کے اخوات
مسند الیہ ہوتا ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
اِنَّ زیداً قائمٌ منصوبات مین سے ایک لا نفی جنس کا
اسم ہے جو مسند الیہ ہوتا ہے بعد لا کے داخل ہونے کے
اور بعد لا کے بلا فاصلہ واقع ہوتا ہے نکرہ مضاف ہو کر یا مشابہ
مضاف لا غلام رجل ظریف فیہا یہہ مثال ہے نکرہ مضاف
کی و لا عشرین درھماً لک یہہ مثال ہے نکرہ مشابہ مضاف
کی اگر اسم لا کا مفرد ہو یعنے نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف
ہو تو علامت نصب پر مبنی ہوتا ہے جیسے لا رجل فی الدار
و لا مسلمات فی الدار و لا مسلمین و لا مسلمین لک اور
اگر معرفہ ہو یا لا اور اسم لا مین فاصلہ آگیا ہو تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے جیسے لا زیدٌ فی الدار
و لا عمروٌ و لا غلام زید فی الدار و لا عمرو و لا فی الدار
رجل و لا امرأۃ و لا فی الدار غلام رجل و لا امرأۃ و لا فی الدار زید و لا عمرو و لا
فی الدار غلام زید و لا عمرو اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ
اوپر بیان کیا ہے کہ اسم لا کا جب معرفہ ہوتا ہے تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے حالانکہ اس جملہ قضیۃ و لا
ابا حسن لھا مین ابا حسن باوجود اس بات کے کہ معرفہ ہے نہ اس کو

رفع دیا گیا ہی نہ مکرر لا یا گیا ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی اس طرح سے کہ ابا حسن اگرچہ لفظ مین معرفہ ہے مگر مراد اس سے
یہان ایک فیصلہ کرنے والا شخص نکرہ مراد ہے یعنے لا فیصل
لہا اور جس وقت لا عطف کے طور پر مکرر ہو اور ہر لا کے بعد
ایک نکرہ ہو بلا فاصلہ جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اوس مین
پانچ صورتین جائز ہین - اوّل یہہ کہ لا کے بعد کے دونون اسمونکو
فتح دین جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صورت مین دونون لا
نفی جنس کے ہونگے اور لا قوۃ کا عطف لاحول پر عطف مفرد کا
مفرد پر ہوگا اور خبر محذوف ہوگی لاحول ولا قوۃ موجودٌ الا
باللہ یا عطف جملہ کا جملہ پر اے لاحول الا باللہ ولا قوۃ الا باللہ
اور خبر جملہ اولی کی محذوف رہیگی - دوم یہہ کہ پہلے اسم کو فتح دین اور
دوسرے کو نصب جیسے لاحول ولا قوۃً اس مین پہلا لا نفی جنس کا
اور دوسرا زائد ہے تاکید نفی کے لئے - سوم یہہ کہ پہلے کو فتح دوسرے
کو رفع جیسے لاحول ولا قوۃٌ اس مین پہلا لا نفی جنس کا اور دوسرا
زائد - چہارم دونو اسم کو رفع جیسے لاحولٌ ولا قوۃٌ اس
صورت مین یہہ جواب ہوگا الغیر اللہ حول و قوۃ کا اس لئے
سوال کے مطابقت کے واسطے جواب مین بھی رفع دیا گیا پنجم پہلے
کو رفع دین اور دوسرے کو فتح مگر اول کو رفع ضعیف ہے جیسے
لاحولٌ ولا قوۃ اس مین پہلا معنے مین لیس کے ہوگا جو ضعیف ہے

اور دوسرا لا نفی جنس کے لئے اور جسوقت لا نفی جنس پر ہمزہ داخل ہو تو لا کے عمل مین کچھہ تغیر نہین آئے گا اور معنی اس ہمزہ کے یا تو استفہام کے ہونگے جیسے الا رجل فی الدار یا عرض کر کے معنے ہونگے جیسے الا نزول عندی یا تمنی کے جیسے الا ماء اشربہ لا نفی جنس کے اسم مبنی کے پہلے صفت جو مفرد ہو اور اسم سے متصل ہو بلا فاصلہ وہ مبنی علی الفتح ہو سکتی ہے اور اس کو معرب قرار دیکر باعتبار محل بعید کے رفع اور باعتبار لفظ یا محل قریب کے نصب بہی دیسکتے ہین جیسے لا رجل ظریف وظریف وظریفا ورنہ معرب ہے یعنے اگر لا کے اسم معرب کی صفت اول ہو جیسے لا غلام رجل ظریفا یا یہہ کہ لا کا اسم مبنی ہی کی صفت ہو مگر صفت اول نہ ہو جیسے لا رجل ظریف کریم فی الدار- یا یہہ کہ صفت مضاف ہو جیسے لا رجل حسن الوجہ یا یہہ کہ صفت اور اسم لا بین فاصلہ آگیا ہو جیسے لا غلام فیہا ظریفٌ تو ان سب صورتون مین صفت کو معرب قرار دیکر رفع دین یا نصب اور اگر معطوف نکرہ ہو اور لا اوس مین مکرر نہ آیا ہو تو لا نفی جنس کے اسم مبنی پر لفظ کے اعتبار سے عطف دیکر اوس کو منصوب پڑہ سکتے ہین اور محل کے اعتبار سے عطف دیکر مرفوع جیسے لا اب وابنًا وابنٌ اور اگر معطوف معرفہ ہو تو رفع واجب ہے جیسے لا غلام لک والفرس اور لا ابا لہ ولا غلامی لہ یعنے وہ ترکیب کہ جسمین لا نفی جنس کے اسم کے بعد لام اضافت آوے اور اوس اسم پر احکام اضافت کے

جاری کئے جاوین مثلاً یہہ کہ لا ابا یین کا الف باقی رکھا جاوے و لا
غلا بین سے نون حذف کی جاوے تو استعمال اسکا جائز ہے بسبب
مشابہ ہونے اسم لا کے ان دونو ترکیبون بین مضاف کے ساتہہ
اور مشابہ اس سبب سے ہے کہ اسم لا مضاف کے ساتہہ اس کے
اصل معنے بین شریک ہے یعنے جو معنی اختصاص کے حالت اضافت
بین پائے جاتے ہین وہ اس ترکیب بین بھی ہین اور چونکہ یہہ دونو
ترکیبین مضاف کے مشابہ ہونے کے سبب سے جائز ہین اس لیئے
لا ابا لیہا کہنا جائز نہین کیونکہ اس بین اب کو دار کے ساتہہ کوئی اختصاص
نہین تاکہ اس کی اضافت دار کے طرف صحیح ہو اور یہہ دونو ترکیبین یعنے
لا اباله و لا غلامی له درحقیقت مشابہ مضاف ہین نہ مضاف ورنہ
اس کے معنے بگڑ جائینگے وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان دونو ترکیبون کے
معنے بحالت اضافت بغیر کسی خبر کو مقدر لینے کے حاصل نہین ہوتے یعنے
لا اباه موجود و لا غلامیه موجود ان دوسرے وجہ یہہ ہے کہ حالت
اضافت بین اب معلوم اور غلا بین معلومین کی نفی ہوگی نہ جنس اب و
غلا بین کی اور مقصود جنس اب و غلا بین ہی کی نفی ہے بخلاف سیبویہ کے
کہ وہ ان دونو ترکیبون بین اسم لا کو درحقیقت مضاف جانتا ہے
اور کہتا ہے کہ مضاف و مضاف الیہ کے درمیان جو لام آیا ہے یہہ تاکید ہے
لام مقدر کے اور لا کا اسم اکثر حذف ہو جایا کرتا ہے جیسے لا علیك
یعنے لا باس علیك خبر اوس ما و لا کی جو لیس کے مشابہ ہین ان

دو نون حرفون کے داخل ہونے کے بعد وہ مسند ہوتی ہے اور ما و لا
کے خبر کا خبر ہونا اہل حجاز کے محاورات مین ہے اور بنو تمیم نہ اس کے
اسم کو اسم جانتے ہین نہ خبر کو خبر بلکہ اس کو مطلق مبتدا و خبر کہتے
ہین جیسے پہلے تھے اور اگر ان لفظ ما کے ساتھ بڑھا یا جائے جیسے
ما ان زید قائم یا نفی الا کے سبب سے ٹوٹ جائے جیسے ما زید
الا قائم یا خبر ما کی اسم کے پہلے آجائے ما قائم زید تو ان صورتون
مین ما کا عمل باطل ہوجاتا ہے اور جس وقت ما و لا کے خبر پر کسی
اسم کا عطف ایسے حرف کے ذریعہ سے دین جو معنی ثبوتی کا فائدہ دیتا
ہے جیسے ما زید مقیما بل مسافر و ما عمرو قائما لکن قاعد تو اوس
اسم معطوف کو رفع دینا واجب ہے **مجرورات** - مجرور وہ اسم
ہے جو مضاف الیہ کی علامت کو شامل ہو مضاف الیہ وہ اسم ہے جسکے طرف
کوئی چیز بذریعہ حرف جر کے منسوب ہو خواہ وہ حرف جر لفظ مین موجود ہو جیسے
مررت بزید یا مقدر ہو مگر مقصود ہو جیسے غلام زید کہ اصل مین غلام لزید تھا اور شرط
حرف جر کی تقدیر کے یہہ ہے کہ مضاف اسم ہو اور اوسکی تنوین بسبب اضافت کے ساقط ہو گئی
ہو اضافت کے دو قسم ہین معنوی و لفظی اضافت معنوی وہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ
نہ ہو جو اپنے معمول کے طرف مضاف ہو یعنے فاعل یا مفعول کیطرف عام اس سے
کہ مضاف صفت ہی نہو جیسے غلام زید یا صفت ہو مگر معمول کے طرف مضاف نہ ہو جیسے مضارع
مصر و کریم البلد - اسکے تین قسم ہین اول اضافت بمعنے لام یعنے لام مقدر
ہو یہہ اوس صورت مین ہے کہ جس وقت مضاف الیہ مضاف کی جنس سے

نہ ہو اور نہ مضاف کا ظرف ہو جیسے غلام زید یعنے غلام لزید دوم اضافت
بمعنے من یہہ اوس صورت مین ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے
ہو جیسے خاتم فضۃ یعنے خاتم من فضۃ ف یاد رہے کہ مضاف
الیہ کی جنس مضاف ہونے سے مراد یہہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف
اور غیر مضاف دونون پر صادق ہو بشرطیکہ مضاف بہی غیر مضاف
الیہ پر صادق آئی پس ان دونون مین عموم وخصوص من وجہ کی
نسبت ہے سوم اضافت بمعنی فی یہہ اوس صورت مین ہے کہ
مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے ضرب الیوم یعنے ضرب
فی الیوم اور اضافت بمعنے فی قلیل الاستعمال ہے اور اضافت
معنوی کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف مین تعریف
پیدا کردیتی ہے جیسے غلام زید اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف
مین تخصیص پیدا کرتی ہے جیسے غلام رجل اور شرط اضافت معنوی کی
یہہ ہے کہ مضاف مین تعریف نہ ہو اور وہ ترکیب جس کو کوفیین نے
جائز رکہا ہے یعنے عدد معروف باللام مضاف ہو طرف معرف باللام معدود
کے جیسے الثلثۃ الاثواب والخمسۃ الدراہم والمائۃ الدینار
ضعیف ہے کیونکہ عدد کے معرف باللام ہوتے ہوئے معرفہ کیطرف
مضاف کرنا تحصیل حاصل ہے اور دوسرے یہہ کہ فصحاکے کلام مین عدد
بغیر لام تعریف کے مضاف ہوا ہے جیسے قول ذی الرمہ کا مصرع ثلث الاثافی والدیاد البلاقع اور اضافت
لفظی وہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو اور اپنے معمول کیطرف مضاف ہو جیسے ضارب زید

کہ اس مین اسم فاعل مضاف ہوا ہے اپنی معمول اسم مفعول کیطرف
اور حسن الوجہ کہ اس مین اضافت صفت مشبہ کی ہوئی ہے اپنی
معمول اسم فاعل کیطرف اور اضافت لفظی صرف تخفیف لفظ کا فائدہ
دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا یا تو تخفیف صرف لفظ مضاف مین ہوگی
جیسے ضاربُ زید کہ در اصل ضاربٌ زیدًا تہا بہ سبب
مضاف ہونے کے تنوین ضاربٌ کی جو مضاف ہے جاتی رہی یا
صرف لفظ مضاف الیہ مین جیسے القایم الغلام کہ اصل مین القائم
غلامہ تھا جس نعت قائم کو غلام کیطرف مضاف کیا تو ضمیر غلامہ کی
حذف ہوگئی اور قائم مین مستتر ہوگئی یا مضاف مضاف الیہ دونوں کے
لفظ مین ہوگی جیسے زیدٌ قائم الغلام کہ اصلمین زیدٌ قائمٌ
غلامہُ تھا قائم سے جو مضاف ہے تنوین جاتی رہی اور غلامہُ
جو مضاف الیہ ہے اوس مین سے ضمیر حذف ہوکر قائم مین مستتر ہوگئی
اور چونکہ اضافت لفظیہ تخفیف لفظ کا فائدہ دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا
اس لئے مررت برجل حسن الوجہ کہنا جائز ہے کیونکہ یہہ اصلمین
حسنٌ وجہُہ تھا حسن کی تنوین بہ سبب تخفیف لفظ کے گر گئی اور
تعریف وتخصیص نہین پیدا ہوئی تو حسن الوجہ نکرہ رہا پس حسن الوجہ ترکیب
اضافی صفت اور رجلٍ اوسکا موصوف دونو نکرہ ہین اور اس مین
کوئی نقصان نہین اور مررت بزیدٍ حسن الوجہ ناجائز ہے
کیونکہ حسن الوجہ نکرہ ہے اور زید معرفہ اور صفت وموصوف مین

مطابقت شرط ہے اور الضاربا زید والضاربو زیدٍ جائز ہے کہ اصل
بین الضاربان زیداً والضاربون زیداً تھے بسبب مضاف
ہونے کے نون تثنیہ وجمع کا حذف ہوگیا تو لفظ بین تخفیف حاصل ہوگئی
جو اضافت لفظی سے مقصود تھا اور الضارب زیدٍ کہنا ناجائز ہے
کیونکہ الضاربُ کی تنوین الف لام تعریف کے داخل ہونے کے
سبب سے چلی گئی ہے نہ اضافت کے سبب سے تو تخفیف لفظی نہ ہوئی
اس بین فرّا کا اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جائز ہے اوس کے موید
تین دلیلین ہین اول یہہ کہ الضارب زید اصل بین ضارب
زیداً تھا پہلے اضافت کے سبب سے ضارب کی تنوین جاتی رہی
اور بعد اس کے الف لام تعریف بڑھا یا گیا تو تخفیف ضارب کے
تنوین کی اضافت کی سبب سے ہوئی نہ الف لام سے اسکا جواب صاحب
کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ الف لام تعریف کو موخر خیال کرنا
اور اضافت کو مقدم خلاف ظاہر ہے کیونکہ الف لام بمنزلہ جز کلمہ کے
ہوتا ہے اور اضافت خارج ہوتی ہے تو الف لام کا پہلے لحاظ کرنے
چاہئیے اور اضافت کا پیچھے دوم یہہ کہ الواھبُ المائۃ الھجان
وعبدِھا جواعشٰے کا شعر ہے اس مین عبدھا مجرور ہے اور اس کا
عطف ہوا ہے المائۃ پر تو یون عبارت ہوجائے گی الواھب
عبدھا جو الضاربُ زید کے مانند ہے جس وقت ایسے شاعر
بلیغ نے ایسی ترکیب کا استعمال کیا ہے تو پھر الضارب زید کو کیون

ناجائز رکھین جواب اسکا مصنف نے یہہ دیا ہے کہ الواھب المائۃ
الھجان وعبدھا سے دلیل لانا ضعیف ہے کیونکہ عبدھا کے دال کے
مجرور پڑھنے پر کوئی نص نہین ہے بلکہ باعتبار محل کے منصوب بھی
ہوسکتا ہے اور مفعول معہ بھی سوم یہہ کہ الضاربُ الرجل القائم
جائز ہین حالانکہ یہہ دونو الضارب زید کے مانند ہین جب وہ
جائز ہین تو اس کو بھی جائز رکھنے چاہئے جواب یہہ دیا ہے کہ الضارب
الرجل ناجائز ہونا چاہئے تھا مگر الحسن الوجہ ہین جو الوجہ کو مضاف
الیہ قرار دیکر مجرور پڑھنے کی ایک صورت پسندیدہ ہے اوس پر
قیاس کر کے اس کو بھی جائز کردیا کیونکہ الضاربُ الرجل والحسن الوجہ
دونو مشترک ہین اسبات ہین کہ مضاف صفت ومعرف باللام ہے اور
مضاف الیہ جنس ومعرف باللام بخلاف الضارب زیدٍ کے کہ ہین
مضاف الیہ جنس نہین ہے اور اسی طرح الضاربک والضاربی
والضاربہ اوغیرہ بھی ناجائز ہونا چاہئے تھا بسبب تخفیف لفظی
نہونے کے موافق مذہب سیبویہ کے جو قائل ہے اسبات کا
کہ الضاربک ہین الضاربُ مضاف ہوا ہے ضمیر کے طرف مگر
ضاربک پر قیاس کر کے الضاربک کو جائز کیا گیا وجہ اسکی یہہ ہے
کہ اسم فاعل واسم مفعول جس وقت نکرہ ہون اور اون کو اون کے
مفعولون کے ساتھ جو ضمائر متصل ہون ملانا چاہین تو اسم فاعل واسم
مفعول کو مضاف کرتے ہین مفعول کیطرف بغیر لحاظ کرنے تخفیف

لفظ کے جیسے ضاربک بین ضارب جو اسم فاعل ہے اپنے مفعول
ضمیر متصل کے طرف مضاف ہے اگرچہ تخفیف لفظی نہین ہے اور جب
ضاربُک کو باوجود تخفیف لفظ نہونے کے جائز کردیا تو الضاربُک
کوبھی اسی پر قیاس کرکے جائز رکھدیا کیونکہ ان دونون بین اسم فاعل
مضاف ہوا ہے ضمیر متصل کے طرف بخلاف الضارب زید کے
کہ اس مین اسم فاعل ضمیر کے طرف مضاف نہین ہے بلکہ اسم معرفہ
کیطرف مضاف ہے۔ موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف نہین ہوتا
اور نہ صفت اپنی موصوف کے طرف یعنے جس کلام بین ترکیب وصفی
پائی جائے اوسکے ہوتے ہوئے ترکیب اضافی کے معنے اسمین
نہین آسکتے اور اگر اعتراض کیا جائے کہ مسجد الجامع وجانب
الغربی وصلوٰۃ الاولیٰ وبقلۃ الحمقاء۔ ان سب ترکیبون بین
موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف ہوا ہے کہ مسجد موصوف اور
الجامع اس کی صفت اور جانب موصوف ہے اور الغربی اسکی
صفت اور صلوٰۃ موصوف ہے اور الاولیٰ اس کی صفت اور
بقلۃ موصوف اور الحمقاء اس کی صفت حالانکہ اوپر بیان کیا ہے
کہ موصوف اپنی صفت کے طرف مضاف نہین ہوتا جواب اس کا
یہہ ہے کہ ان سب ترکیبون کی تاویل کی گئی ہے اس طرح سے کہ مسجد
الجامع معنی بین ہے مسجد الوقت الجامع کے یعنے یہان لفظ الوقت
مقدر ہے جو موصوف ہے الجامع کا اور مسجد مضاف ہی الوقت کے

طرف تو جامع نہ مضاف الیہ ہے مسجد کا نہ صفت ہے اس کی۔ اسیطرح
جانب الغربی معنی ہین ہے جانبُ المکان الغربی کے وصلوۃ الاولیٰ
بمعنے صلوۃ الساعتہ الاولیٰ اور بقلۃ الحمقاء بمعنے بقلتہ حبۃ الحمقاءُ
اور اگر یہہ کوئی اعتراض کرے کہ جرادٌ قطیفۃ و اخلاق ثیاب اصل ہین
قطیفۃٌ جرادٌ و ثیابٌ اخلاقٌ ہے اس ہین صفت مقدم کی گئی ہے
موصوف پر اور مضاف ہوئی ہے طرف موصوف کے حالانکہ اوپر بیان
کیا تھا کہ صفت موصوف کیطرف مضاف نہین ہوتی جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس کی تاویل اسطرح سے کی گئی ہے کہ جب عربون نے قطیفۃٌ جرادٌ
ہین سے قطیفۃ کو حذف کیا تو جرادٌ ایک اسم غیر صفتی ہوگیا اور معنی
ابہام کے اوس ہین پیدا ہوگئے اور جب ان کو مقصود ہوا کہ اس ہین
تخصیص پیدا کرین تو اس کو مضاف کردیا قطیفۃ کیطرف پس اس وقت
اضافت جرادٌ کی قطیفۃٌ کے طرف صفت ہونے کے اعتبار سے
نہین ہے بلکہ باعتبار اوسکے جنس مبہم ہونے کے اسیطرح اخلاقُ ثیاب
اور جو اسم کہ مشابہ ہو دوسرے اسم کے ساتھہ عمومیت اور خصوصیت
ہین تو اوس اسم کی اضافت دوسرے اسم کیطرف نہین ہوسکتی
بسبب نہ حاصل ہونے فائدہ اضافت کے خواہ دونون اسم مترادف
ہون جیسے لیث و اسد کہ ذات وحشۃ ہین مترادف ہین اور جیسے
منع کہ معنی ہین مترادف ہین یا یہہ کہ مترادف نہون بلکہ متسادی
فی الصدق ہون یعنے دونون اسم ایک چیز پر صادق آنے ہین

ہون جیسے انسان و ناطق تخلاف کل الد دا هم دعابن الشبهی سے
یہہ اضافت جائز ہے کیونکہ ان دونون ہین اضافت عام کی خاص
کے طرف ہوے ہے اور جو اضافت سے مقصود تھا مثلاً تخصیص وہ
حاصل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ سعید کرز باوجود اسبات کے
کہ ایک ہی مسمی کے دو نام ہین اور مشابہ ہے لیث اسد کے ایک کی
اضافت دوسرے کے طرف ہوگئی حالانکہ اوپر بیان کیا ہے کہ اس
قسم کی اضافت صحیح نہین ہے۔ جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی ہے اسطرح سے کہ سعید سے مراد مدلول اور کرز سے مراد لفظ
ہے یعنے جس وقت ہم نے جاءنی سعید کرز کہا تو اسکے یہہ معنی ہوے
کہ سعید جو لفظ کرز کا مدلول ہے وہ میرے پاس آیا اور اسم صحیح
وہ اسم جسکے اخیر ہین حرف علت نہ ہو یا ملحق بصحیح یعنے وہ اسم
جس کے اخیر ہین واو یا یا ہو ماقبل اسکا ساکن ہو ان دو نو اسمون سے
اگر کسیکو یاء متکلم کیطرف مضاف کرین تو اس کے آخر کو کسرہ دیا
دیا جاتا ہے اور یا تو مفتوح ہوگی یا ساکن جیسے ثوبی و دلوی
وظبیی و دلوی اور اگر اسم کے اخیر ہین الف ہو تو یاء متکلم
کیطرف مضاف کرنے کے وقت وہ باقی رہتا ہے جیسے عصای
و رحای اور بنی ہذیل اس الف کو اگر تثنیہ کے لئے نہ ہو تو یا سے
بدلتے ہین اور یا کو یا ہین ادغام کرتے ہین جیسے عصیَّ و رحیَّ
اور اگر اسم کے اخیر ہین یا ہو تو یاء متکلم ہین ادغام کی جائے گی جیسے

مسلمی بحالت نصب وجر اور اگر اسم کے اخیر مین واو ہو تو یار سے بدلتا ہے
اور یا یار مین ادغام کیجاتی ہے جیسے مسلمیّ بحالت رفع اور ان تینون
صور تون مین یعنے اگر اسم کے آخر مین الف ہو یا واو ہو یا یاے متکلم
کو فتح دیا جاتا ہے تاکہ التقاے ساکنین لازم نہ آجائے اور اسمار ستہ
مکبرہ مین سے اگر اخٌ واَبٌ کو یاء متکلم کیطرف مضاف کرین تو اخی وابی
کہا جائیگا یعنے ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا ہے وہ واپس
نہین لایا جائیگا اور مبرد اخیّ وابیّ کہنے کو جائز جانتا ہے یعنے وہ
کہتا ہے کہ ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو حالت
اضافت مین واپس لاکر یاسے بدلین اور پہر یا کو یا مین ادغام کرین
اور حَمٌ وھَنٌ کو جسوقت یاء متکلم کیطرف مضاف کرین تو حمی وہنی کہا
جائیگا یعنے محذوف واپس نہ لایا جائیگا اور فمٌ کو جسوقت یاء متکلم کیطرف
مضاف کرین تو موافق اکثر استعمال کے فیّ کہا جائے گا یعنے اس کے
اخیر مین سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو واپس لاکر یار سے بدلین
اور یا کو یا مین ادغام کرین اور بعض لغات مین فمی آیا ہے یعنے
میم جو درعوض واو کے ہے باقی رکہین اور ان پانچون اسمون کو یعنی
اب واخ وحم وھن وفم کو جسوقت مضاف نکرین تو اخٌ واَبٌ
وھنٌ وحمٌ وفمٌ کہا جائیگا اور فم کے فا کو تینون حرکتین دیسکتے ہین
لیکن فتح زیادہ فصیح ہے بہ نسبت ضمہ وکسرہ کے اور حم کبہی مانند ید کے
پڑہا جاتا ہے جیسے ہذا حمٌ اوحماک رایت حماً اوحماک ومررت بحم

ادحماك اور کبھی مانند خباء کے جیسے ہذا حمٌ اوحماك ورا یت حما اوحماك ومرت بحماءٍ اوحماك اور کبھی مانند دلو کے واو کے ساتھہ جیسے ھذا حموٌ اوحموك ورائت حموًا اوحموك ومادت بحمو اوحموك اور کبھی مانند عصا کے الف کے ساتھہ جیسے ھذا احمًا اوحماك ورائت حما اوحماك ومررت بحما اوحماك۔ اور حمٌ کا یدٌ وخباءٌ ودلوٌ وعصا کے مانند مستعمل ہونا مطلق ہے یعنے اضافت مین ہون یا غیر اضافت مین اور ھنٌ مانند یدٌ کے آتا ہے خواہ حالت اضافت مین ہو یا نہو جیسے ھذا ھنٌ وھناك ورائت ھنا وھناك ومررت بھن وھنك اور ذو ضمیر کے طرف مضاف نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسم جنس کے طرف مضاف ہوتا ہے اور بے اضافت کے بھی استعمال نہین ہوتا۔ **التوابع۔**
تابع وہ دوسرا اسم ہے جو اپنے پہلے اسم کا سا اعراب رکھتا ہو اور اوس پہلے اسم کو جو اعراب جس حیثیت سے دیا گیا ہو وہی اعراب اوسی حیثیت سے اس دوسرے اسم کو بھی آئے **نعت** وہ تابع ہے جو عام طور سے دلالت کرتا ہے اوس معنے پر جو اپنی متبوع مین پائی جاتے ہین اور فائدہ نعت کا اکثر یا تو نکرہ مین تخصیص کا پیدا ہوتا ہے یا توضیح معرفہ مین جیسے رجلٌ عالم وزید الظریف اور نعت کبھی صرف مدح کے لئے بھی آتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا صرف مذمت کے لئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یا صرف تاکید کے لئے جیسے نفخۃ واحدۃ اور نعت خواہ مشتق ہو یا غیر مشتق اوسکی صفت واقع ہونے مین کوئی فرق

نہین مگر جسوقت کہ لغت غیر مشتق ہو تو اوس مین یہہ شرط ہے کہ اوس کی
وضع اپنی متبوع کے معنے پر تمام استعمالات مین دلالت کرنے کی غرض سے
ہو جیسے تمیمیؔ و ذو مال کہ تمیمی ہمیشہ ہر استعمال مین دلالت کرتا ہے اسبات
پر کہ ایک ذات قبیلہ بنی تمیم کے طرف منسوب ہے اور ذو مال دلالت
کرتا ہے کہ ایک ذات صاحب مال ہے یا یہہ کہ بعض استعمال مین اپنی
متبوع کے معنی پر دلالت کرے اور بعض استعمال مین دلالت نکرے تو
جس صورت مین کہ اپنی متبوع کے معنے پر دلالت کرے گی تو صفت واقع
ہوسکتی ہے ورنہ نہین جیسے مررت برجل ای رجل یعنے کاملٍ فی الرجولیتہ
اس ترکیب مین ای رجل کامل رجولیت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے
صفت واقع ہوسکتا ہے اور ای رجل عندک چونکہ اس معنی پر دلالت نہین
کرتا ہے اس لئے صفت نہین ہوسکتا اور اسیطرح مررت بھذا الرجل
چونکہ ہذا ایک ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور الرجل ذات معین پر
اور خصوصیت ذات معین کی بمنزلہ اوس معنے کے ہے جو ذات مبہم مین
پائی جاتے ہین اس لئے الرجل ہذا کی صفت بن سکتا ہے اور اسی طرح
مررت بزید ہذا ای بزید المشار الیہ دلالت کرتا ہے اوس معنی پر
جو ذات زید مین پائی جاتے ہین اس لئے زید کی صفت بن سکتا ہے
اور کبھی نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آتی ہے اوس وقت جملہ مین ایک ضمیر کا
ہونا ضروری جو راجع ہو اوس نکرہ کے طرف جیسے جاءنی رجلٌ
ابوہ قائم صفت کبھی تو باعتبار حال موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے

مررت برجلٍ حسنٍ اوس کو صفت بحال موصوف کہتے ہین اور کبھی باعتبار حال متعلق موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے مررت برجلٍ حسنٍ غلامہٗ اوس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہین اور صفت اول یعنے صفت بحال موصوف مین صفت دس چیزون مین اپنی موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ رفع ۔ نصب ۔ جر ۔ تعریف تنکیر ۔ افراد ۔ تثنیہ ۔ جمع تذکیر ۔ تانیث اور دوسری صفت یعنے صفت بحال متعلق موصوف مین صفت پہلے کے پانچ یعنے رفع و نصب وجر و تعریف و تنکیر مین اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے اور پچھلے پانچ یعنے افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین فعل کے مانند ہوتی ہے یعنے اوس صفت کے فاعل کو دیکھینگے ۔ اگر مفرد یا تثنیہ یا جمع ہو تو صفت بھی مفرد لائی جائیگی جیسا کہ فعل مفرد لایا جاتا ہے جیسے مررت برجل قاعدٍ غلامہٗ و مررت برجلین قاعدٍ غلامہما و مررت برجال قاعدٍ غلمانہم اور اگر فاعل مذکر ہو یا مونث حقیقی بلا فصل ہو تو صفت فاعل کے مطابق لائی جائے گی جیسے مررت بامراۃٍ قائمٍ ابوھا و مررت برجل قائمۃٍ جاریتہٗ اور اگر فاعل مونث غیر حقیقی ہو یا یہہ کہ حقیقی ہو مگر فصل کے ساتھہ ہو تو اختیار ہے کہ صفت کو مذکر لائین یا مونث جیسے مررتُ برجل معمورٍ او معمورۃٍ دارہٗ و مررت برجل قائمٍ او قائمۃٍ فی الدار جاریتہٗ اور چونکہ صفت بحال متعلق موصوف کا افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین فعل کے مطابق ہونا ضروری ہے اس لئے قائم

رجلٌ قاعدٌ غلمانہ مستحسن ہے جیسے یقعد غلمانہ کہنا مستحسن ہے
اور قام رجلٌ قاعدون غلمانُہ کہنا ضعیف ہے کیونکہ وہ بمنزلہ
یقعدون غلمانہ کے ہے اور قام رجلٌ قعودٌ غلمانُہ جائز ہے
نہ ضعیف ہے نہ مستحسن اور ضمیر نہ خود موصوف ہوسکتی ہے نہ کسی اور
اسم کی صفت اور موصوف یا تو صفت سے بڑھکر باعتبار تعریف کے
خاص ہو یا یہہ کہ صفت کے برابر ہو اس سبب سے معرف باللام
کی صفت سوا معرف باللام یا اوس اسم کے جو معرف باللام کی طرف
مضاف ہو کوئی اور چیز واقع نہین ہوسکتی ہے جیسے جاءنی الرجل الفاضل
وجاءنی الرجلُ صاحب الفرس اور اسم اشارہ کی صفت جو معرف
باللام ہی لازم کی گئی ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اسم اشارہ مین ایسا
ابہام وضعی ہوتا ہے جو خواہش کرتا ہے اثبات کی کہ جنس صاف طور سے
معلوم ہو جائے اور سوائے معرف باللام کے کسی اور چیز سے وہ ابہام اُٹھ
نہین سکتا اس وجہ سے مررت بہذا الابیض کہنا ضعیف ہے کیونکہ
الابیض عام ہے کسی جنس کے ساتہہ خاص نہین اور مررت بہذا العالم
کہنا مستحسن ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشارالیہ انسان ہے
بلکہ ایک مرد ہے **عطف** یعنے معطوف بالحرف وہ تابع ہے جو اپنی
متبوع کے ساتہہ مقصود بالنسبتہ ہوتا ہے یعنے کلام مین جو نسبت
ہوتی ہے اوس سے جیسا تابع مقصود ہوتا ہے ویسا ہی متبوع بھی
مقصود ہوتا ہے اور تابع اور متبوع کے درمیان دس حروف عطف

مین سے کوئی ایک حرف آتا ہے جیسے قام زیدٌ وعمرٌو اور جس وقت
ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو پہلے ضمیر منفصل سے تاکید
لائی جائیگی اور بعد اوس کے عطف کیا جائیگا[۵] جیسے ضربت انا و زید
مگر جس صورت مین کہ ضمیر مرفوع متصل اور اوسکے اسم معطوف کے درمیان
فاصلہ آجائے تو اوس وقت تاکید نہ لانا جائز ہے جیسے ضربت الیوم
و زید اور جس وقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو جار کا اعادہ
لازم ہے جیسے مادت بك وبزید وغلامك وغلام زید اور معطوف حکم مین معطوف
علیہ کے ہے یعنے جو حالتین معطوف علیہ کو ماقبل کے اعتبار سے عارض
ہوتے ہین خواہ وہ جائز ہون یا ممتنع وہ حالتین معطوف کو بھی عارض
ہونگے ۔ چونکہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہوتا ہے اس لئے
ما زید بقائم او قائمًا ولا ذاھبٌ عمرٌو مین عمرٌو کو سوائے
رفع دینے کے کوئی اور صورت نہین نکل سکتی کیونکہ اگر عمر کو نصب اور جر دین
تو قائم یا قائمًا پر عطف ہوگا اور خبر ہوگا زید کی اور یہہ نہ جائز ہے
وجہ اس کی یہہ ہے کہ قائم یا قائمًا مین معطوف علیہ زید کیطرف پھرنے
والی ضمیر موجود ہے اور ذاھبٌ مین معطوف کے کوئی ضمیر نہین ہے
پس اس صورت مین جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے الذی
یطیر فیغضب زیدٌ الذباب مین یطیر جو معطوف علیہ ہے اوس مین
تو ضمیر ہے اور فیغضب جو معطوف ہے اوس مین کوئی ضمیر نہین ہے
پس اوپر کا یہہ قاعدہ کہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہے ٹوٹ گیا

[۵] اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل باعتبار لفظ و معنی کے کلمہ کا جزو ہوتی ہے پس اگر بغیر تاکید کے عطف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ کلمہ کے کسی حرف پر عطف ہو ۔ ۱۲

جواب اسکا یہہ ہے کہ فیغضب پر جو فا آیا ہے وہ عطف کا نہین ہے بلکہ سببیت کا ہے اور معنے اسکے یہہ ہین الذی یطیر فیغضب زید بسببہ الذباب اور جس وقت دو مختلف عاملون کے معمول پر عطف دیا جاے ایک حرف عطف کے ساتہہ تو جمہور کے پاس جائز نہین ہے سواے اوس صورت کے جہان مجرور مقدم ہو اور مرفوع یا منصوب متاخر ہو جیسے فی الدار زید والحجرۃ عمرو وان فی الدار زیدا والحجرۃ عمرا بخلاف فرا کے کہ وہ ایسے عطف کو ہر صورت مین جائز جانتا ہے خواہ مجرور مقدم ہو یا نہو پس فرا کے پاس ان زیدا فی الدار وعمرا الحجرۃ جائز ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ اس قسم کا عطف کسی صورت مین جائز نہین تاکید وہ تابع ہے جو ثابت کرتا ہے متبوع کی حالت کو باعتبار اوسکے منسوب یا منسوب الیہ ہونیکے جیسے ضرب زید زید وضرب ضرب زید یا اس اعتبار سے کہ وہ متبوع اپنی افراد کو شامل ہے جیسے جاء نی القوم کُلُّهم تاکید کے دو قسم ہین لفظی و معنوی تاکید لفظی وہ ہے کہ پہلے لفظ کو دوبارہ لائین حقیقتہ جیسے جاء نی زیدٌ زیدٌ یا حکما جیسے ضربت انت وضربت انا اور یہہ تاکید تمام الفاظ مین جاری ہوتی ہے اور تاکید معنوی چند لفظون سے ہوا کرتی ہے اور وہ یہہ ہین نفسہ عینہ کلاھما۔ کُلُّہ اجمع۔ اکتع۔ ابتع۔ ابصع۔ انہین سے پہلے دو یعنے نفس و عین عام ہین واحد تثنیہ جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتے ہین صرف

صیغہ اور ضمیر بدلتی جائیگی جیسے واحد مذکر کی تاکید مین جاءنی زید نفسہ اور واحد مونث مین جاءت ھندٌ نفسھا اور تثنیہ مذکر و مونث مین جاءنی رجلان انفسھما وجاءتنی امرأتان انفسھما اور جمع مذکر مین جاءنی الرجال انفسھم اور جمع مونث مین جاءتنی النساء انفسھن اور دوسرا یعنے لفظ کِلَا تثنیہ کے لئے ہے جیسے جاءنی الرجلان کلاھما وجاءتنی المرأتان کلتاھُما اور جو باقی ہین یعنے کُلُّہٗ واَجمَعُ واکتع واَبتَعُ وابصع وہ غیر تثنیہ کے لئے ہین خواہ واحد ہو یا جمع مگر کلہٗ مین صرف ضمیر بدلتی جائیگی جیسے قرأت الکتاب کُلّہٗ وقرأت الصحیفۃ کلھا واشتریت العبید کلھم وطلقت النساء کُلّھُنّ اور اجمع اکتع ابتع ابصع مین صیغہ بدلتا جائیگا جیسے واحد مذکر مین اجمع اور واحد مونث مین جمعاءُ اور جمع مذکر مین اجمعون اور جمع مونث مین جمع اسی طرح اکتع کتعاءُ اکتعون کتع ابتع بتعاءُ ابتعون بتع ابصع بصعاءُ ابصعون بصع اور کل واجمع سے تاکید نہین لائی جاسکتی مگر اوسی چیز کی جو اجزا والی ہو اور وہ اجزا باعتبار حس کے یا حکماً باہم جدا ہوسکتے ہون جیسے اکرمت القوم کلھم واشتریت العبد کلہ بخلاف جاء زیدٌ کُلُّہٗ کے کہ یہہ صحیح نہین ہے کیونکہ زید کے اجزا نہ حِسّاً نکلتے ہین نہ حکماً اور جسوقت ضمیر مرفوع متصل کی تاکید نفس وعین سے لانا چاہین تو پہلے اوس کی تاکید ضمیر منفصل سے

لائی جائیگی اور پھر نفس و عین سے جیسے ضربت انت نفسک
واکتع وابتع وابصع تابع ہین اجمع کے پس انہین سے کوئی اجمع
سے پہلے نہین آسکتا اور انہین سے کسیکو بغیر اجمع کے ذکر کرنا
ضعیف ہے **بدل** وہ تابع ہے کہ جو چیز متبوع کے طرف
منسوب ہو اوس سے وہی تابع متقصود ہو نہ متبوع اوس کے چار
قسم ہین اول بدل کل دوم بدل بعض سوم بدل اشتمال چہارم
بدل غلط ؛ بدل کل وہ ہے کہ مدلول اسکا بعینہ اول کا مدلول ہو
یعنے دونو متحد ہون ذات ہین اگرچہ مفہوم ہین مختلف ہون جیسے
جاءنی زیدٌ اخوك بدل بعض وہ ہے کہ مدلول اس کا مبدل منہ
کا جز ہو جیسے ضربت زیداً راسہٗ ۔ بدل اشتمال وہ ہے
کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایک ایسا تعلق ہو جو علاوہ ہو بدل
کل اور بدل بعض کے تعلق کے یعنے بدل و مبدل منہ ہین سے کوئی
ایک دوسرے کو شامل ہو جیسے سُلِبَ زید ثوبہٗ کہ اس ہین بدل شامل
ہو گیا ہے مبدل منہ کو اور جیسے یسئلونك عن الشهر الحرام قتال
فیه کہ اس ہین مبدل منہ شامل ہوا ہے بدل کو ۔ بدل غلط وہ ہے
کہ پہلے مبدل منہ کو غلطی سے بیان کرکے پھر ارادہ کرے بدل کا جیسے
جاءنی زیدٌ حمار اور بدل و مبدل منہ کبھی دونو معرفہ ہوتے ہین جیسے
ضُرِبَ زیدٌ اخوک اور کبھی دونو نکرہ جیسے جاءنی رجلٌ غلام
لكَ اور مختلف بھی ہوتے ہین یعنے مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ

جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ یا بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہو جیسے جاءنی رجلٌ غلام زیدٍ اور جس وقت بدل نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ تو بدل کو کسی صفت سے موصوف کرنا واجب ہے جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور کبھی بدل و مبدل منہ دونو اسم ظاہر ہوتے ہین جیسے جاءنی زیدٌ اخوك اور کبھی دونو ضمیر جیسے الزیدون لقیتہم ایّاہم اور کبھی مختلف یعنے مبدل منہ اسم ظاہر اور بدل ضمیر جیسے اخوک رابت زیداً ایاہ یا بدل اسم ظاہر اور مبدل منہ ضمیر جیسے اخوك رابتہٗ زیداً اور اسم ظاہر ضمیر حاضر و متکلم سے بدل کل نہین ہوسکتا مگر ضمیر غائب سے ہوسکتا ہے جیسے ضربتہٗ زیداً **عطف بیان** وہ تابع ہے جو صفت نہو اور اپنی متبوع کی توضیح کرے جیسے اقسم باللہ ابوحفص عمر اور عطف بیان اور بدل کا باہمی فرق باعتبار لفظ کے اس مثال ع انا ابن التارك البکری بشر سے ظاہر ہے کہ اگر بشر کو البکری کا عطف بیان قرار دین تو صحیح ہے اور اگر بشر کو بدل قرار دین بکری کا تو چونکہ بدل مبدل منہ کی جگہ مین آسکتا ہے اسلئے یہہ عبارت ہوگی التارک بشر جو الضارب زید کے مانند ہے اور الضارب زید ناجائز ہے تو یہہ بھی ناجائز ہے **مبنی** وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا مرکب نہ ہو اور حکم اوسکا یہہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اوس کی آخر کی حالت نہ بدلے اور

القاب اسکے ضمہ و فتحہ و کسرہ و وقف ہین اور مبنیات آٹھہ ہین۔ ضمائر۔ اسمائے اشارہ۔ اسمائے موصولہ۔ مرکبات۔ کنایات۔ اسماء الافعال۔ اصوات۔ بعض ظروف۔ ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم یا حاضر کے لئے وضع کیا گیا ہو یا ایسے غائب کے لیے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو خواہ لفظاً ہو یا معنًی یا حکماً جیسے ضرب زید غلامہ کہ اسمین (ہ) کا مرجع حقیقتہً لفظ مین پہلے مذکور ہے اور ضرب غلامہٗ زیدٌ کہ اس مین (ہ) کا مرجع زید تقدیراً پہلے مذکور ہے اور اعدلوا ھو اقرب للتقوی کہ اسمین (ہو) کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا سے سمجھہ مین آتا ہے اور معنی مقدم ہے اور انہ زید قائم مین (ہ) کا مرجع زید قائم ہے جو بعد ہے مگر چونکہ مخاطب اور متکلم کے درمیان اسکا ذکر پہلے ہی سے معین رہتا ہے اس لئے مرجع کو تقدم حاصل ہوتا ہے اسکو تقدم حکمی کہتے ہین اور یہہ ضمیر شان و قصہ مین ہوا کرتا ہے۔ ضمیر کے دو قسم ہین متصل۔ منفصل۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل ہو اور متصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل نہ ہو بلکہ محتاج ہو کسی اور کلمہ کی اور ضمیر کے باعتبار اعراب کے تین قسم ہین۔ مرفوع۔ منصوب۔ مجرور۔ ضمیر مرفوع و منصوب مین سے ہر ایک کے دو قسم ہین متصل و منفصل یعنے مرفوع متصل و مرفوع منفصل و منصوب متصل و منصوب منفصل اور ضمیر مجرور کے صرف ایک ہی قسم ہے متصل یعنے مجرور متصل پس یہہ ضمیرین پانچ قسم کے ہوئین اول یعنے ضمیر مرفوع متصل ضربتُ متکلم ماضی معروف و ضربتُ متکلم

ماضی مجہول سے لیکر ضربن وضربن جمع مونث غائب ماضی معروف ومجہول تک جیسے ضربت ضربنا ضربت ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربتا ضربن دوم ضمیر مرفوع منفصل انا سے ھن تک سوم منصوب متصل ضربنی سے ضربھن اور انی سے انھن تک چہارم منصوب منفصل ایای سے ایاھن تک پنجم مجرور متصل غلامی سے غلامھن اور لی سے لھن تک پس ضمیر مرفوع متصل خاصتہ مستتر رہتی ہے ماضی کے دوصیغون مین واحد مذکر غائب و واحد مونث غائب جیسے زید ضرب وھند ضربت اور مضارع کے صیغہ متکلم مین مطلقاً خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر یا مونث جیسے اضرب ونضرب اور واحد مذکر حاضر اور واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب مین جیسے تضرب وزید یضرب وھند تضرب اور صفت کے صیغہ مین مطلقاً خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول صفت مشبہ ہو یا افعل التفضیل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو یا مونث جیسے زیدٌ ضاربٌ وھند ضاربۃ والزیدان ضاربان و الزیدون ضاربون والھندان ضاربتان والھندات ضاربات اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہے مگر اوس صورت مین کہ جہان ضمیر متصل کا لانا متعذر ہو اور اوس کے متعذر ہونے کے کئی صورتین ہین یا تو ضمیر اپنے عامل سے پہلے لائی جاوے جیسے ایاك ضربت یا یہہ کہ ضمیر اور اوس کے عامل مین کسی غرض سے

فاصلہ آگیا ہو جیسے ما ضربک الا انا کہ اس مین تخصیص کے
غرض سے فاصلہ آیا ہے یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حذف کردیا گیا ہو جیسے
ایاک والشر ای اتق نفسک والشر یا یہہ کہ ضمیر کا عامل معنوی ہو
جیسے انا زید یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حرف ہو اور وہ ضمیر مرفوع
ہو جیسے ما انت قائما یا یہہ کہ ضمیر کے طرف ایک ایسی صفت
کی اسناد ہو کہ وہ صفت اصل مین جس کی ہے اوس پر جاری
نہ ہو بلکہ اوس کے غیر پر جاری ہو جیسے ہندٌ زیدٌ ضاربتُہ
ھی کہ اس مین ضاربتہ جو صفت ہے اوس کی اسناد ہوئی ہے
ھی کے طرف جو ضمیر ہے اور وہ ایسی صفت ہے کہ زید پر جاری
ہوئی ہے کیونکہ اوس کی خبر واقع ہوئی ہے اور درحقیقت صفت
ہے ہند کی کیونکہ ضرب اوس سے قائم ہوا ہے جہان دو ضمیر جمع
ہوان اور اون مین سے کوئی بھی مرفوع نہ ہو پس اگر ایک اعرف
ہو اور دوسری غیر اعرف اور اعرف کو غیر اعرف پر مقدم بھی کردین
تو دوسری ضمیر مین اختیار ہے کہ اوس کو متصل لائین جیسے اعطیتکہ
یا منفصل لائین جیسے اعطیتک ایاہ اسیطرح ضربتک وضربی ایاک
اور اگر اون مین سے کوئی بھی اعرف نہ ہو یا یہہ کہ اعرف ہو مگر اسکو
غیر اعرف پر مقدم نکرین تو وہ تو صورتون مین دوسرے ضمیر کو منفصل
لانا واجب ہے جیسے اعطیتہ ایاہ و اعطیتہ ایاک اور افعال
ناقصہ کے خبر مین مذہب مختار یہہ ہے کہ ضمیر منفصل لائی جاے نہ متصل

جیسے کان زید نا ئماً وکنت ایاہ اور اکثر استعمال مین لولا کے
بعد ضمیر منفصل آتی ہے جیسے لولا انت لولا انتما و لولا انتم دلولا انت
لولا انتما لولا انتن لولا ھو لولا ھما لولا ھم لولا ھی لولا ھما
لولا ھن لولا انا لولا نحن اور بعد عسی کے بھی اکثر استعمال مین ضمیر
مرفوع متصل آتی ہے جیسے عسیت سے عسینا تک اور بعض لغات
مین لولاک وعساک آیا ہے اخفش کہتا ہے کہ لولا کے بعد جو کاف ہے
وہ ضمیر مجرور ہے جگہ مین ضمیر مرفوع کے آئی ہے اور ایک ضمیر دوسری
ضمیر کے جائے مین آسکتی ہے جیسے ما انا کانت اور سیبویہ کہتا ہے
کہ لولا اس مین حرف جر ہے اور کاف مجرور اپنے جائے مین آئی ہے
اور عساک مین اخفش کہتا ہے کہ کاف ضمیر منصوب ہے جو ضمیر مرفوع
کے جائے مین آئی ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ عسا یہان لعل پر حمل
کیا گیا ہے کیونکہ دونون کے معنے قریب ہین۔ اور ماضی مین
نون وقایہ کا یائے متکلم کے ساتھہ ہونا ضروری ہے جیسے ضربنی
اور مضارع مین اوس وقت لازم ہے جبکہ وہ نون اعرابی سے خالی ہو
جیسے یضربنی اور نون اعرابی رہنے کی صورت مین اختیار ہے
خواہ مضارع مین نون وقایہ لائین یا نہ لائین جیسے یضربانی یا یضربانِی
اور لدُن وحروف مشبہ بالفعل کے ساتھہ نون وقایہ کے لانے
مین اختیار ہے خواہ لائین یا نہ لائین اور لیت ومن وعن
وقد وقط مین نون وقایہ لانا مختار ہے جیسے لیتنی ومنّی وعنّی و

قدتی وقطنی اور لعل لبیت کا عکس ہے یعنے لعل مین نون وقایہ نہ لانا مختار ہے جیسے لعلّی اور کبھی مبتدا اور خبر کے درمیان عامل سے پہلے ہو یا بعد ایک ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو مفرد و تثنیہ وجمع و تذکیر و تانیث و تکلم و خطاب و غیبت مین مبتدا کے موافق ہوتی ہے اوس کو ضمیر فصل کہتے ہین کیونکہ وہ خبر کے صفت و خبر ہونے مین تمیز دلاتی ہے جیسے زید ھو القائم وکنت انت الرقیب اور شرط ضمیر فصل کی یہہ ہے کہ خبر معرفہ ہو یا یہہ کہ افعل التفضیل ہو جسکا استعمال من کے ساتھہ ہو جیسے کان زید ھو افضل من عمرو خلیل کے پاس ضمیر فصل کے لئے باعتبار اعراب کے کوئی درجہ نہین ہے کیونکہ وہ اس کو ایک حرف بصورت ضمیر جانتا ہے اور بعض عرب ضمیر فصل کو مبتدا بناتے ہین اور اوسکے مابعد کو اوس کی خبر اور کبھی جملہ کے پہلے ایک ضمیر غائب آتی ہے جس کو ضمیر شان و قصہ کہتے ہین اور وہ جملہ اوس ضمیر کے تفسیر کرتا ہے اور ضمیر شان منفصل و متصل مستتر یا بارز موافق عامل کے ہوتی ہے جیسے ھو زیدٌ قائمٌ مثال منفصل کے وکان زید قائم مثال ضمیر متصل مستتر کی اور انّہُ زید قائمٌ مثال متصل بارز کی اور ضمیر شان کو لفظ مین سے حذف کردینا اوس کی منصوب ہونے کے حالت مین ضعیف ہے جیسے اس شعر انّ من یدخل الکنیسۃ یومًا ٭ یلق فیھا جاذرًا و ظباءًا مین انّ اصل مین انّہٗ تھا جس وقت آن مفتوحہ مخففہ کے ساتھہ مذکور ہو تو اوس وقت حذف کرنا لازم ہے جیسے اخر دعوٰھم آن الحمد للّٰہ

رب العالمین مین ان کے آخرے (ہ) حذف ہوگیا اسم
اشارہ وہ اسم ہے جو کسی چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا
ہے وہ یہہ ہین ذا واحد مذکر کے واسطے اور تثنیہ مذکر کے لئے ذان حالت
رفع مین اور ذین حالت نصب وجر مین اور واحد مونث کے لئے تا
وذی وتِی وتہ وذہ وتھی وذھی اور تثنیہ مونث کے لئے تان
حالت رفع مین اور تین حالت نصب وجر مین اور جمع مذکر ومونث کے
لئے اولاء یا اولا مد وقصر دونو کے ساتھہ اور ابتدا مین ان اسماء
اشارہ کے حرف تنبیہ آتا ہے جیسے ھذا وھذان وھاتا ن
ھاتان وھولاء اور ان کے اخیر مین حروف خطاب ملتے ہین اور
وہ پانچ ہین کیونکہ تثنیہ مشترک ہے کَ۔ کما۔ کم۔ کِ۔ کنّ اور
جب ان پانچون حروف خطاب کو ان پانچون اسماء اشارہ مین ضرب
دیا تو پچیس ہوئے اس طرح سے کہ ذاکَ ذاکما ذاکم ذاکِ
ذاکنّ۔ وذانکَ وذانکما وذانکم وذانکِ وذانکنّ علی ہذا القیاس
اور باقی بھی پس ذاکَ اوس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ واحد مذکر کے
طرف ہو اور خطاب بھی واحد مذکر کے طرف اور ذاکنّ اوس وقت
کہینگے کہ اشارہ واحد مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے
ہو اور ذانکَ اس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف
اور خطاب واحد مذکر سے ہو اور ذانکن اوس وقت کہینگے کہ
اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے اسیطرح باقی

سب اور ذا نزدیک کے چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے
اور ذلك دور کی چیز کے طرف اور ذالك اوس چیز کے طرف
اشارہ کرنے کے لئے ہے جو نہ دور ہو نہ نزدیک بلکہ متوسط ہو اور
تلك و ذانك و تانّك مشدد اور اولالك دور کی چیز کی طرف
اشارہ کرنے کے لئے مانند ذلك کے ہین اور ثم و هُنا و هِنّا
ایک مکان کے طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہین اسم
موصول وہ اسم ہے جو جزو تام نہین بن سکتا مگر صلہ اور ایک ضمیر
سے جو راجع ہو اوس اسم کے طرف اور صلہ سے مراد یہہ ہے
کہ اسم موصول کے بعد ایک جملہ خبریہ مذکور ہو جس مین ایک ضمیر ہو
جو راجع ہو اوس اسم موصول کے طرف اور صلہ الف و لام کا اسم
فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے اسمائے موصولہ یہہ ہین الذی واحد
مذکر کے لئے اور التی واحد مونث کے لئے اور اللذان تثنیہ
مذکر اور اللتان تثنیہ مونث کے لئے حالت رفع مین الف کے
ساتھہ اور اللذین و اللتین حالت نصب و جر مین یا کے ساتھہ اور
اولی جمع مذکر و مونث کے لئے اور الذین جمع مذکر کے لئے
اور اللائی ہمزہ اور یا کے ساتھہ اور اللاء صرف ہمزہ کے ساتھہ اور
اللای صرف یاے مکسور یا ساکن کے ساتھہ اور اللاتی و اللواتی
یہہ چارون جمع مونث کے لئے اور مَا غیر ذی عقل
اور مَن ذی عقل کے لئے اور ایٌّ ایّةٌ جیسے اضرب ایهم

فی الدار ای الذی فی الدار د اضرب ابتھن نے فی الدار ای التی
فی الدار اور ذو قبیلہ بنی طی مین جیسے ہ دبئری ذو حفرت
وذ وطویت ای التی حفرتھا والتی طویتھا اور ذا جو ما استفہامیہ
کے بعد واقع ہو جیسے ماذا صنعت ای ما الذی صنعت اور الف
ولام جیسے جاء الضارب زیداً ای الذی ضرب اور صلہ مین جو اسم
موصول کے طرف پھرنیوالی ضمیر ہوتی ہے اگر وہ مفعول کے ضمیر ہو تو
اوس کو حذف کرنا جائز ہے جیسے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من
عبادہ ویقدر لہ ای لمن یشاءہ اور جس وقت الذی سے کسی
جزء جملہ کی خبر دینا چاہین تو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ ابتدا مین جملہ کے الذی
کو لائین اور مخبر عنہ کے جائے پر الذی کے طرف پھرنیوالی ضمیر رکھین
اور خود مخبر عنہ کو آخر مین جملہ کے لائین اور خبر قرار دین الذی کے
جیسے ضربت زیداً مین جو زید ہے اگر اوس کی الذی سے خبر
دینا منظور ہو تو الذی کو اول لائین گے اور زید جو مخبر عنہ ہے اوسکے
جائے مین ایک ضمیر رکھین گے جو الذی کے طرف راجع ہو اور زید
کو جو دراصل مخبر عنہ ہے جملہ کے اخیر مین خبر بنا کر لائین گے اور یون
لکھا جائیگا الذی ضربتہ زیدٌ اور اسیطرح الف لام بمعنے الذی سے
جملہ فعلیہ کے کسی جز کی خبر دیسکتے ہین اور اس کو خصوصیت جملہ فعلیہ کے
ساتھہ اس لئے ہے کہ اگر اوس جملہ فعلیہ مین فعل معروف ہوگا تو اوس
اسم فاعل بن سکتا ہے اور اگر فعل مجہول ہوگا تو اوس سے اسم مفعول

بن سکتا ہے صورت اول مین الذی کا صلہ اسم فاعل ہوگا اور صورت
ثانی مین اسم مفعول بخلاف جملہ اسمیہ کے کہ اوس سے نہ اسم فاعل
نکل سکتا ہے نہ اسم مفعول تاکہ الذی کا صلہ بن سکے مثال اسم
فاعل کے الضارب ھو زید ضَرَبَ زیدٌ مین اور مثال اسم
مفعول کے المضروب ھو زید ضُرِبَ زیدٌ مین اور اخبار
بالذی مین تین چیزین جو ذکر ہوئے ہین یعنے اسم موصول کا اول
لانا اور مخبر عنہ کی جائے مین موصول کے طرف پھرنے والی ضمیر رکھنا
اور مخبر عنہ کو خبر بنا کر اخیر مین لانا اگر کسی مقام پر ان تینون مین
سے کوئی ایک بھی متعذر ہو تو وہان اخبار نہین ہوسکتا اسیوجہ سے
ضمیر شان مین اخبار بالذی ناجائز ہے کیونکہ اخبار بالذی مین الذی
کو پہلے لانا ضرور ہے اور ضمیر شان بھی ابتدا رجملہ مین آیا کرتی ہے
پس ان دونون کا ایک جائے جمع ہونا ناممکن ہے اسیطرح موصوف
مین بغیر صفت کے اور صفت مین بغیر موصوف کے اخبار بالذی
ناممکن ہے کیونکہ صورت اول مین ضمیر کو موصوف ہونا پڑے گا اور
یہہ ناجائز ہے جیسے ضربت زید العاقل مین اگر صرف زید سے
جو موصوف ہے اخبار کرین تو ضمیر زید کی جائے مین واقع ہوگی
جو موصوف ہے یعنے الذی ضربتہٗ ھو العاقل زید اور
صورت ثانی مین ضمیر کو صفت ہونا پڑے گا اور یہہ بھی ناجائز
ہے جیسے ضربت زیدن العاقل مین اگر صرف العاقل سے

جوصفت ہے اخبار کرین تو ضمیر العاقل کی جا ئین واقع ہو گی جو
صفت ہے یعنے الذی ضاربته هو زید العاقل ہان اگر موصوف
وصفت دونو سے اخبار ہو تو کوئی قباحت نہین ہے جیسے ضاربٌ
زیدن العاقل مین الذی ضاربته زیدن العاقل اسیطرح
اگر کسی مقام پر مصدر عامل ہو تو بغیر اوس کے معمول کے صرف مصدر
عامل سے اخبار نہین ہوسکتا کیونکہ اگر مثلاً عجبتُ من دق القصار
الثوب مین صرف دق سے اخبار کرین تو لازم یہہ آیگا کہ جو ضمیر
دق کی جگہ رکھی گئی ہے وہ عامل ہو ثوب مین یعنے الذی عجبت
منه القصار الثوب دق اور یہہ ناجائز ہے کیونکہ ضمیر عامل نہین
ہوسکتی ہان اگر مصدر عامل اور اوس کے معمول دونون سے
اخبار ہو تو جائز ہے جیسے الذی عجبت منه دق القصار
الثوب اور اسیطرح حال سے بھی اخبار نہین ہوسکتا کیونکہ حال
ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ضمیر جو معرفہ ہوتی ہے وہ حال کی جگہ مین
جو نکرہ ہوا کرتا ہے کیسے آسکتی ہے پس جاء زید راکبا
مین الذی جاء هو زید راکب نہین کہسکتے اسیطرح جس مقام
پر ضمیر الذی کے طرف راجع نہ ہو بلکہ کسی اور کلمہ کیطرف پھیری
ہو وہان بھی اخبار نہین ہوسکتا جیسے زیدٌ ضاربته مین اگر
ضمیر مفعول سے اخبار کرین اور یون کہین الذی زید ضاربه
تو ضمیر یا الذی کیطرف پھیری گی تو زید جو مبتدا ہے اوس کے

طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی یا زید کیطرف پھرے گی تو الذی جو
موصول ہے اوسکی طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی اور اسیطرح
اگر کوئی اسم ایک ایسے ضمیر پر شامل ہو جو راجع ہو غیر کلمہ الذی
کیطرف تو وہان بھی اخبار نہین ہو سکتا پس زیدٌ ضربت غلامہ
مین غلامہ سے اخبار کرنا اور الذی زیدٌ ضاربُہٗ غلامہ
کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ ضاربُہٗ کے (ہ) کی ضمیر اگر الذی کے
طرف راجع ہو تو زید جو مبتدا ہے اوس کے طرف پھرنے والی
ضمیر نہ رہی اور اگر زید کیطرف راجع ہو تو الذی کے طرف پھرنے
والی ضمیر نہ رہی ما اسمیہ کے کئی قسم ہین یا تو موصولہ ہوگا
جیسے عرفت ما اشتریتُہٗ یا موصوفہ ہوگا جیسے مررت
بما معجب لک ای شیٔ یُعجِبُک یا استفہامیہ جیسے ما عندک
یا شرطیہ جیسے ما تصنع اصنع یا تامہ معنی مین شیٔ کے جیسے
فنعما ھی ای نعم شیئًا ھی یا صفت جیسے اضربہٗ ضربًا ما ای
ضربًا ای ضرب کان اور مَن بھی ما کے مانند ہے مگر تامہ اور
صفت نہین ہوتا موصولہ جیسے اکرمتُ مَن جاءک استفہامیہ
جیسے من غلامک شرطیہ جیسے مَن تضرب اضرب موصوفہ
بمفرد جیسے شعر وکفی بنا فضلًا علی من غیرنا ٭ حب النبی
محمد ایانا + اسمین من غیرنا معنی مین ہے شخص غیرنا کے یا موصوفہ
بجملہ جیسے من جاءک قد اکرمتہ اور ای جو مذکر کے لئے

ہے اور آیۃٌ جو مونث کے لئے ہے من کے مانند موصولہ و استفہامیہ و شرطیہ و موصوفہ ہوتا ہے موصولہ جیسے اضرب ایّھم لقیت استفہامیہ جیسے ایُّھُم اخوك شرطیہ جیسے ایّاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ اور موصوفہ جیسے یا ایہا الرجل اور موصولات مین سے صرف اَیٌّ و اَیّۃٌ معرب ہین مگر یہہ کہ جس وقت موصول ہو اور اوسکے صلہ کا ابتدائی حصہ محذوف ہو تو وہ مبنی ہوجاتا ہے جیسے لننزعن من کل شیعۃٍ ایُّھُم اشد علی الرحمٰن عتیا ای ایھم ھوا شدُّ وجہ مبنی ہونے کی یہہ ہے کہ صلہ کے سوائے دوسرے کسی امر کیطرف محتاج ہونے کے سبب سے حرف سے زیادہ مشابہ ہوگا اور عرب جو ماذا صنعت بولتے ہین اسکے دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ ماذا ما الذی کے معنے مین ہو اوس وقت اوس کا جواب مرفوع ہوگا کہ خبر ہوگی مبتدأ محذوف کی جیسے الاکرام یعنی الذی صنعتہُ الاکرام تاکہ جواب جملہ اسمیہ ہونے مین سوال کے مطابق ہوجائے دوسرے یہہ کہ ماذا ای شئی کے معنے مین ہو اوس وقت اسکا جواب منصوب ہوگا کہ مفعول ہوگا فعل محذوف کا جیسے الاکرام یعنے صنعت الاکرام تاکہ جواب جملہ فعلیہ ہونے مین سوال کے مطابق ہوجاے

اسماء الافعال اسم فعل وہ اسم ہے جو معنی مین امر کے ہو یا ماضی کے جیسے رویدزیدًا ای اَمْھِلْہُ و ھیھات ذاك یعنے بعد ذالك اور ثلاثی مجرد کا اسم فعل امر کے معنی مین فَعَالِ کے

وزن پر قیاسی ہے جیسے نزال معنی مین انزل کے نزاک معنی مین اترک کے اور وہ اسم فعل جو فعال کے وزن پر ہو اور مصدر معرفہ کے معنی مین ہو جیسے فجارِ معنی مین الفجور کے یا یہہ کہ صفت ہو کسی مونث کی جیسے فساقِ معنی مین یا فاسقۃ کے دونون صورتون مین مبنی ہے کیونکہ معدول ہوتے ہین اور وزن مین مشابہ ہے فعال بمعنی امر کے یعنے جیسا نزال معدول ہے انزل سے اسی طرح فجار معدول ہے الفجور سے اور وزن مین ایک ہونا تو ظاہر ہے اور جو صیغہ فعال کا علم ہو کسی ذات مونث کا جیسا قطام وغلاب اہل حجاز کے پاس مبنی ہے اور بنی تمیم کے پاس معرب مگر جس وقت اوس کے اخیر مین را ہو جیسے حضارِ وطمار تو اکثر بنی تمیم مبنی پڑہتے ہین اہل حجاز کے موافق ہین اور بعضے بنی تمیم سب کو معرب پڑہتے ہین خواہ را والے ہون یا بغیر را کے اصوات صوت وہ لفظ ہے جس سے کسی چیز کی آواز نقل کی جاے جیسے غاقِ کہ کوی کی آواز کی نقل ہے یا کسی جانور کو اوس سے آواز دین جیسے نخ اونٹ بٹہلانے کے وقت بولتے ہین مرکبات مرکب وہ اسم ہے جو ایسے دو کلمون سے مرکب ہوئے جن مین باہم کوئی نسبت نہو پس اگر جزء ثانی کسی حرف عطف وغیرہ پر شامل تہو دونون جزء مبنی ہونگے جیسے حادی عشر اور اسکے اخوات کہ حادی عشر امین عشر جو جزء دوم ہے حرف عطف کو شامل ہے کیونکہ

دراصل حادی وعشر ہے مگر اثنا عشر مین دونو جز مبنی نہین ہین بلکہ جز دوم مبنی ہے اور جز اول معرب کیونکہ بوجہ مشابہت مضاف سکے نون ساقط ہو گیا اور اگر دوسرا جز حرف عطف وغیرہ کو متضمن نہ ہو تو جز ثانی معرب رہیگا اور غیر منصرف اور جزو اول مبنی جیسے بعلبك۔ جاء بعلبكُ ورأيت بعلبكَ ومررت ببعلبكَ **الکنایات** کنایہ کسی شئی معین کو ایک لفظ مبہم سے کسی غرض کے لئے۔ بیا نکرنا کم اور کذا عدد سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے کم درهما اعطیت وصرفت درهما کذا اور کیت و ذیت گفتگو سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے قلت لزید کیت وذیت کم کے دو قسم ہین ایک استفہامیہ دوسرا خبریہ کم استفہامیہ کا ممیز منصوب مفرد ہوتا ہے جیسے کم درهما عندك اور کم خبریہ کا ممیز مجرور ہوتا ہے کبھی مفرد کبھی جمع جیسے کم رجلٍ عندی وکم رجال عندی اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون کے ممیز پر مِنْ داخل ہوا کرتا ہے جیسے کم من رجل ضربت وکم من قریۃ اهلکناها اور کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ ابتدائی کلام مین آیا کرتا ہے اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون مرفوع بھی ہوتے ہین اور منصوب ومجرور بھی پس اگر کم کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور اوس فعل یا شبہ فعل مین کوئی ضمیر نہ ہو جسکے سبب وہ فعل یا شبہ فعل کم مین عمل کرنے سے باز رہے تو وہ کم منصوب پڑھا جائیگا اور اوس فعل کے عمل سکے موافق معمول بنے گا یعنے تمیز واقع ہوگا جیسے کم رجلا ضربت وکم ضربۃ ضربت وکم یوما سرت مثال کم استفہامیہ کے اور کم

غلامٍ ملکت وکم ضربۃ ضربت وکم یوم سرت مثال کم خبریہ کی اور اگر
کم سے پہلے حرف جر ہو یا کوئی ایسا اسم ہو جو مضاف ہو کم کے طرف تو کم
مجرور ہوگا جیسے بکم درھما اشتریت وبکم رجلٍ مررت وغلام
کم رجلاً ضربت وعبدکم رجلٍ اشتریت اور اگر یہہ دونو مذکورہ صورتین
(منصوب ومجرور کی) نہ پائی جائین تو کم مرفوع ہوگا اگر ظرف نہ ہو تو مبتدا
بن جائیگا جیسے کم مالک اور اگر ظرف ہو تو خبر ہو جائیگا جیسے کم یوما سفرک
اور جیسا کم مین تین صورتین باعتبار مرفوع ومنصوب ومجرور ہونے کے نکلتی
ہین اسی طرح اسمار استفہام واسمار شرط مین بھی یہہ تینون صورتین جاری
ہوتی ہین جیسے مَنْ ضربت وماصنعت مثال اسمار استفہام
کی جو منصوب ہین وبمن مررت وغلام من ضربت مثال اسمار
استفہام کی جو مجرور ہین ومن ضربتہٗ وما صنعتہٗ مثال اسمار
استفہام کی جو مرفوع ہین اور مَنْ تضرب اَضْرِبْ وما تصنع
اصنع مثال اسمائے شرط کی جو منصوب ہین وبمن تمرر امرر و
غلام من تضرب اضرب مثال اسمائے شرط کی جو مجرور ہین و
من یاتنی نہو مکرم وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ
عند اللہ مثال اسمار شرط کی جو مرفوع ہین اور کم عمۃٍ لک یا
جریر وخالۃ یعنے اوس مقام پر جہان کم استفہامیہ بھی ہوسکتا
ہو اور خبریہ بھی تین صورتین جائز ہین اول کم کو مبتدا بناکر مرفوع
پڑھ ہین دوم کم کو منصوب پڑھا ہین باعتبار ظرفیت کے سوم کم کو منصوبۃ

پڑہین باعتبار مصدریت کے یاد رہے کہ یہہ فرزدق کا شعر ہے
جس مین جریر کی ہجو کی ہے جسکا دوسرا مصرع یہہ ہے فدعاء قد
حلبت علیّ عشاری یعنے اے جریر تیری کتنے پہپیان اور
خالہ ہین جن کے ہاتھ خدمت کرتے کرتے خمیدہ ہوگئے ہین جو میرے
پاس آکر میری دودہ والے اونٹنیون کا دودہ دوہا کرتے ہین اور
جہان کہین کم کے ممیز یعنے (تمیز) کے حذف ہونے پر قرینہ قایم
ہو وہان کم کے ممیز کا حذف کرنا جائز ہے جیسے کم مالك و کم ضربت
یعنے کم درهمًا مالك و کم ضربةً ضربت ظروف بعض انہین
سے وہ ہین جو مقطوع الاضافت ہوتے ہین یعنے انکا مضاف الیہ
لفظ مین محذوف ہوتا ہے مگر نیت مین موجود رہتا ہے جیسے
قبل و بعد و فوق و تحت و قدام و خلف و ورا یہہ ضمہ
پر مبنی ہوتے ہین اور لاغیر و لیس غیر و حسب ظروف
مقطوع الاضافت کا حکم رکہتے ہین اور ظروف مبنی مین سے
ایک حیثُ ہے جو ظرف مکانی کے لئے ہے اور اکثر استعمال مین
جملہ کے طرف مضاف ہوا کرتا ہے جیسے المرءُ من حیث یثبت
لا من حیث ینبت حیثُ ضمہ پر مبنی ہے مگر بعض وقت مفرد کے طرف
بھی مضاف ہوتا ہے جیسے اس مصرع مین اما تری حیث سُہیل
طالعًا۔ اور انہین سے اذا ہے جو زمانہ مستقبل کے لئے ہے
یعنے اگر ماضی پر بھی داخل ہو تو مستقبل کے معنے دیتا ہے جیسے

ایک احتمال یہ ہے کہ یہہ تینون صورتین کم کی تمیز (عمتی) مین جاری ہون اول لفظ کم استفہامیہ کر دوم جر کم خبریہ بنا کر ان دونون صورتون مین کم محل رفع مین ہوگا باعتبار مبتدا ہونے کے اور (قد حلبت) خبر ہوگی سوم رفع بحذف تمیز کم ای کم مرة او اور اس تمیز محذوف ہین

[illegible] اور ان دونون صورتون مین [illegible] اور اعنی ازرع [illegible] تنبیہ ۱۲

اذا کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجودٌ اور اذا بین شرط
کے معنے ہوتے ہین اس لیے اس کے بعد فعل کو ذکر کرنا مختار ہے
اور کبھی اذا مفاجات کے لیے آتا ہے اوس وقت اسکے بعد
ایک مبتدا کا ذکر کرنا لازم ہے جیسے خرجت فاذا السبع ای فاذا
السبع حاضر یا واقفٌ اور انھین سے ایک اِذ ہے جو زمانہ ماضی
کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد جملہ فعلیہ و اسمیہ دونوں آسکتے ہین
ہین جیسے کان ذالک اِذ زید قائم یا اذ قام زید اور
انھین سے اینَ و انّیٰ ہین جو ظرف مکانی کے لیے ہین استفہام
کے معنی ہین ہوں یا شرط کے جیسے این زیدٌ و این تکن اکن و
انی زید و انی تجلس اجلس اور انھین سے متی ہے جو حالت
استفہام و شرط ہین ظرف زمانی کے لیے ہے جیسے متی
القتال و متی تخرج اخرج اور انھین سے ایانِ ہے بحالت استفہام
ظرف زمانی کے لیے ہے جیسے ایّان یوم الدین اور انھین
سے کیف ہے جو حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے
کیف حالک اور انھین سے مذ و منذ ہین جو اول مدت کے معنے
ہین آتے ہین اور ان کے بعد ایک اسم مفرد معرفہ ذکر ہوتا
ہے جیسے ما رأیتُہ مذ او منذ یوم الجمعۃ یعنے میرے
نہ دیکھنے کی زمانہ کی ابتدا جمعہ کا دن ہے اور کبھی یہہ دونوں
تمام مدت کے معنی ہین بھی آتے ہین پھر ان کے بعد مقصود بالعدد

بیان ہوتا ہے جیسے ما رایتہٗ مذ یومان یعنے میرے نہ دیکھنے
کے زمانے کی تمام مدت دو دن ہے اور کبھی ان دونوں کے بعد مصدر
آتا ہے جیسے ماخرجت مذ ذہابك اور کبھی فعل جیسے ما
خرجت مذ ذہبت اور کبھی اَنْ مخففہ ہو یا مثقلہ جیسے ماخرجت
مذ انك ذاہبٌ وماخرجت مذ ان ذہبت پس ان
دونوں کے بعد لفظ زمان مقدر ہوتا ہے جو مضاف ہوتا ہے ان
تینوں میں ہر ایک کے طرف جیسے ماخرجت مذ ان ذہبت
مین مذ زمان ذہبت اور مذ و منذ ترکیب مین مبتدا واقع
ہوتے ہین کیونکہ یہہ دونو معنے مین اول مدۃ یا جمیع مدت کے ہین اور
اسکا مابعد اس کی خبر بخلاف زجاج کے کہ اوس کے پاس مذ و منذ
خبر مقدم ہین اور اس کے مابعد مبتدا موخر اور انہین سے لدی
و لدن ہین اور بعض لغات مین لَدُنِ و لدَنْ و لُدْنِ و لَدُ
و لَدُ و لَدْ بھی آئے ہین اور انہین سے قط ہے ماضی منفی
کے لئے جیسے ما رأیتہٗ قطُّ اور عوضُ مضارع منفی کے لئے جیسے
لا اراہٗ عوض اور جو ظروف کہ جملہ کیطرف مضاف ہوں یا طرف
کے جو مضاف ہو جملہ کے طرف تو اون کو فتح پر مبنی کرنا جائز ہے
جیسے یوم ینفع الصادقین و من خزی یومئذ اور اسیطرح
مثل و غیر جبن و نت کہ ما و ان مخففہ و مثقلہ کے ساتھ مذکور ہوں
فتح پر مبنی کرنا جائز ہے جیسے قیامی مثل ما قام زید و قیامی

وقیاسی مثل ان یقوم زیدٌ وقیاسی مثل اناك تقوم **المعرفہ**
والنکرۃ معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے مقرر ہو اوسکے
چھہ قسمین ہین اول مضمرات دوم اعلام سوم مبہمات یعنے اسماے اشارہ
وموصول چہارم وہ اسم جو معرف باللام ہو پنجم وہ جو معرف بحرف ندا ہو
ششم وہ اسم جو ان مذکورہ چیزون مین کسی ایک کے طرف باضافت
معنوی مضاف ہو جیسے کتاب زید و فرس الرجل وغیرہ **علم**
وہ اسم ہے جو شی معین کے لئے مقرر ہو اور اپنی غیر کو ایک وضع کے
لحاظ سے شامل نہ ہو سب سے زیادہ اعرف ضمیر متکلم ہے پہر ضمیر حاضر نکرہ
وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے مقرر ہو **اسماء العدد**
وہ الفاظ ہین جو اشیا کے احاد کی مقدار بتانے کے لئے مقرر ہین خواہ
وہ آحاد منفرد ہو کر پائے جائین یا مجتمع ہون اصل اسماے عدد بارہ ہین
واحدٌ اثنان ثلثة - اربعة - خمسة ستة - سبعة - ثمانية
تسعةٌ - عشرةٌ - مائة - الفٌ - ایک اور دو کے لئے مذکر ہین مذکر
مونث ہین مونث چاہیے جیسے جاء واحدٌ و اثنان و واحدۃٌ و اثنتان
یا ثنتان اور تین سے دس تک مذکر کے لئے مونث اور مونث کے لئے
مذکر جیسے ثلثة رجال و ثلث نسوۃ و عشرۃ رجال و عشر نسوۃٍ
اور گیارہ و بارہ مین مذکر کے لئے دونون جز مذکر اور
مونث کے لئے دونون جز مونث جیسے احد
عشر رجلًا و اثنا عشر رجلًا و احدی عشرۃ امرأۃً و اثنتا عشرۃ

امراۃً اور نیرہ سے انیس تک مذکر کے لئے پہلا جز مونث اور دوسرا مذکر اور مونث کے لئے پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مونث جیسے ثلثۃ عشر رجلاً وتسعۃ عشر رجلاً وثلث عشرۃ امراۃ وتسع عشرۃ امراۃ اور لفظ عشر جسو نث مرکب ہوکر مونث مین آئے تو بنی تمیم شین کو عشرۃ کے کسرہ دیتے ہین تاکہ چار فتحہ پے در پے جمع نہ ہوجائین اور اہل حجاز اس کو ساکن پڑہتے ہین اور دہائیون مین عشرون سے لیکر تسعون تک مذکر و مونث مین کوئی فرق نہین جیسے عشرون رجلاً وامراۃ وتسعون رجلاً وامراۃ اور جب دہائیان مرکب ہون تو اکیس[21] مین مذکر کے لئے پہلا جز مذکر اور مونث کے لئے پہلا جز مونث جیسے احد وعشرون رجلاً واحدی وعشرون امراۃ اور بائیس سے ننانوے تک عطف کے ساتہہ موافق الفاظ بالا کے ذکر کرین جیسے اثنان وعشرون رجلاً واثنتان وعشرون امراۃ وثلثۃ وعشرون رجلاً وثلث وعشرون امراۃ وتسعۃ وتسعون رجلاً وتسع وتسعون امراۃ اور مائۃ والف ومائتان والفان مذکر اور مونث مین بلا فرق آتے ہین جیسے مائۃ رجل وامراۃ ومائتا رجل وامراۃ والف رجل وامراۃ والفا رجل وامراۃ اور جب اور ایکائیان اس پر بڑہائی جائین تو اس کا حال عطف کیساتہہ موافق پہلے صورت کے ہے اور دراصل تمامی عشرۃ مین با کو فتح ہے اور اس کو ساکن کرنا جائز ہے جیسے

ثمانیِ عشرۃ اور یا کو گرا کر نون کو فتح دیکر ثمان عشرۃ پڑھنا
شاذ ہے تین سے دس تک تمیز مجرور ہوگی اور جمع خواہ وہ جمع
باعتبار لفظ کے ہو جیسے ثلثۃ رجالٍ یا باعتبار معنی کے جیسے ثلثۃ
رھط مگر ثلاث مائۃ سے تسع مائۃٍ تک مائۃً صرف واحد ہوگا
نہ جمع اور قاعدہ یہہ چاہتا تھا کہ مئات یا مئین ہوتا اور گیارہ سے
ننانوے تک تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے جیسے احد عشر رجلاً
وتسعۃ وتسعون غلاماً اور تمیز مائۃ والف اور ان دونوں
کے تثنیہ مائتان والفان اور الف کے جمع آلاف کی مجرور
مفرد ہوتی ہے اور جس وقت کہ معدود مونث ہو اور لفظ مذکر جیسے لفظ
شخص بولیں اور اوس سے مراد لیں مونث یا یہہ کہ معدود مذکر ہو اور
لفظ مونث جیسے لفظ نفس بولیں اور مراد اوس سے مذکر لیں تو عدد
میں دونو وجہ جائز ہیں کہ مذکر لائیں یا مونث جیسے لفظ شخص سے
مونث مراد لیکر باعتبار لفظ کے ثلثۃ اشخص اور باعتبار معنی کے
ثلث اشخص کہدیں اور واحد و اثنین کو ذکر کرکے اوس کے بعد
پھر اوس کی تمیز نہیں لائی جاتی کیونکہ لفظ تمیز کے ذکر کرنے کے
بعد واحد و اثنین کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے
جیسے صرف جاء رجلٌ و رجلان کہدینا جو لفظ تمیز ہے مستغنی کر دیتا
ہے جاء واحد رجل و اثنا رجلین کے کہنے سے اس لئے کہ
لفظ تمیز مقصود یا لعدد کو صاف بتلا دیتا ہے بعض وقت تمیز

سے کسی واحد کو ذکر کرتے ہیں باعتبار تصییر کے (یعنے اس لحاظ سے
کہ وہ واحد عدد ناقص کے ساتھہ ملکر اوس کو عدد زاید کردے) جیسے
الثانی مذکر میں والثانیۃ مونث میں کہ یہہ ایک ایسا عدد مفرد ہے
کہ عدد واحد کے ساتھہ جو ناقص ہے ملکر اوس کو عدد زائد یعنے دو کردیا
اسیطرح العاشر مذکر میں اور العاشرۃ مونث میں پس ایسا مفرد دو سے
کم میں اور دس سے زیادہ میں نہیں بن سکتا کیونکہ اوس سے اسم فاعل
کا مشتق ہونا دشوار ہے اور باعتبار حالت یعنے درجہ کے مذکر کے لئے الاول اور مونث کے
لئے الاولی کہا جائیگا اور اسیطرح مذکر میں الثالث اور موئث میں الثانیۃ
والعاشر والعاشرۃ والحادی عشر والحادیۃ عشرۃ والثالث
عشر والثانیۃ عشرۃ والتاسع عشر والتاسعۃ عشرۃ اور چونکہ
اعتبار تصییر و حالت میں اختلاف ہے اس لئے اول میں یعنے
باعتبار تصییر کے مفرد میں ثالث اثنین باضافۃ الی الانقص کہینگے
یعنے ایسا مفرد جو دو کو تین کرنیوالا ہے مراد اوس سے تیسرا ہے
یہہ ماخوذ ہے ثلثتہما سے جس کے معنی ہیں صیرت الاثنین ثلثۃ
یعنے کیا میں نے دو کو تین اور دوسرے میں یعنے باعتبار حالت کے
ثالث ثلثۃ کہینگے یعنے تین میں کا ایک جو تیسرے درجہ میں ہے
اور خاص باعتبار حالت کے حادی عشر احد عشر یعنے مرکب اول کو منسوب
کرکے طرف مرکب دوم کے یا حادی احد عشر مرکب اول کے جزء اخیر کو حذف
کرکے اسیطرح تاسع تسعۃ عشر یعنے مرکب اول

کا پچھلا جزمعرب ہوگا باقی اور دوسرا جز مبنی (مذکر و مونث)
مونث وہ اسم ہے جسمین علامت تانیث کی لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے
امرأۃ و دارٌ اور مذکر وہ اسم ہے کہ جس مین علامت تانیث کی نہ
لفظاً ہو نہ تقدیراً اور علامتین تانیث کی دو ہین اوّل تا دوم الف
مقصورہ جیسے حبلی یا ممدودہ جیسے صحرآءُ اور مونث کے دو قسم ہین
حقیقی و لفظی مونث حقیقی وہ اسم ہے کہ جسکے مقابل مین جنس حیوان سے
کوئی مذکر ہو جیسے امرأۃ مقابلہ مین رجل کے و ناقۃ مقابلہ مین جمل اور مونث لفظی اسکے
خلاف ہی یعنے اوسکے مقابلہ مین کوئی مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ و عین کہ پہلا مونث لفظی
حقیقتہً ہے اور دوسرا تقدیراً۔ اور جسوقت فعل کے اسناد مونث کے
طرف ہو اور دونون مین کوئی فاصلہ نہ ہو خواہ وہ مونث حقیقی ہو یا
لفظی اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہر حال مین فعل کو مونث لانا واجب ہے
جیسے جاءت ہندٌ و ہندٌ جاءت و انفطرت الارض و الارض
انفطرت اور مونث ظاہر غیر حقیقی مین اختیار ہے یعنے اگر فعل کی اسناد
مونث غیر حقیقی کے طرف ہو اور وہ اسم ظاہر ہو تو وہان اختیار ہے
کہ فعل کو مذکر لائین یا مونث جیسے طلع الشمس و طلعت الشمس اور
حکم اوس ظاہر جمع کا جو مذکر سالم نہ ہو مطلقاً حکم ظاہر غیر حقیقی کا ہے یعنے اگر
اسناد فعل کی ایسے جمع کے طرف ہو جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور وہ
جمع اسم ظاہر ہو تو اوسکا حکم مونث غیر حقیقی ظاہر کا سا ہے خواہ وہ
مونث کی جمع ہو یا مذکر کی جیسے جاء المومنات و جاءت المومنات

وجاء الرجال وجاءت الرجال اور ضمیر جمع عاقل کی جو جمع مذکر سالم نہو (فعلت) و (فعلوا) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی ایسے جمع مذکر عاقل کے طرف ہو جو جمع مذکر نہ ہو اور ضمیر ہو تو فعل کو بصیغہ واحد مونث وجمع مذکر دونون طرح سے لا سکتے ہین جیسے الرجال فعلت و الرجال فعلوا اور ضمیر النساء و الایام کی (فعلت وفعلن) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی جمع مونث یا جمع مذکر غیر سالم کے طرف ہو اور وہ دونون ضمیر ہون تو فعل کو بصیغہ واحد مونث وجمع مونث دونون لا سکتے ہین جیسے النساء فعلت وفعلن و الایام مضت ومضین (تثنیہ) وہ اسم ہے جس کے مفرد کے اخیر مین الف یا یا ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسورہ تا دلالت کرے اسبات پر کہ مفرد کے ساتھہ اوسی کے جنس سے اوس کے جیسا ایک اور ہی جیسے جاء رجلان و رأیت رجلین و مررت برجلین اگر کسی مفرد کے اخیر مین الف مقصورہ ہو اور وہ الف واو سے بدلا ہوا ہو اور وہ اسم ثلاثی ہو تو وہ الف واو سے بدلجاتا ہے جیسے عصا سے عصوان اور اگر وہ الف واو سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ یا سے بدلا ہوا ہو جیسے رحیٰ سے رحیان یا یہہ کہ چار یا چار سے زیادہ حرف رکھتا ہو جیسے حبلی و مصطفی تو وہ یا سے بدلیگا جس اسم کے اخیر مین الف ممدودہ ہو اگر اوسکا ہمزہ اصلی ہو تو حالت تثنیہ مین باقی رہتا ہے

جیسے قُراء سے قُراءان۔ اور اگر وہ ہمزہ تانیث کے لئے ہو تو واو سے بدلجائیگا جیسے حمراء سے حمراوان۔ اور اگر وہ ہمزہ اصلی بھی نہ ہو اور تانیث کے لئے بھی نہ ہو بلکہ الحاق کے لئے ہو یا واو یا یای اصلی سے بدلا ہوا ہو تو اوس مین دونون صورتین جائز ہین کہ ہمزہ کو باقی رکھین یا یہہ کہ واو سے بدلین جیسے عِلْباء سے علباءان و علباوان اور کساء سے کساءان و کساوان و رداء سے رداءان و رداوان۔ اور نون تثنیہ کا بسبب اضافت کے حذف ہو جاتا ہے جیسے مسلما مکۃ اور خصیۃ و الیۃ مین سے حالت تثنیہ مین تار تانیث کو خلاف قیاس حذف کرکے خُصیان و اَلیان کر لیا گیا اور وجہ اوس کی یہہ ہے کہ یہہ شمار مین اگرچہ دو ہین مگر بسبب شدت اتصال کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو نہین سکتا حکم مین مفرد کے ہو گئے اور تار تانیث جو آتی ہے تو اخیر مین آتی ہے نہ حشو مین **جمع** وہ اسم ہے جو دلالت کرتا ہے مجموعہ پر چند آحاد کے جو اوس کے مفرد کے حروف سے مقصود ہون صرف تھوڑا سا تغیر ہو پس تمر[1] و رکب موافق مذہب اصح کے جمع نہین ہین بلکہ تمر اسم جنس ہے اور رکب اسم جمع فرق دونون مین یہہ ہے کہ اسم جنس واحد و تثنیہ دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر اور فُلک یعنے وہ اسم کہ جسکے واحد و جمع کی صورت ایک ہی ہو وہ جمع ہے اور جمع مین تغیر تقدیری ہوتا ہے کہ جس وقت مفرد ہو تو اوسکا

[1] تمر سے مراد وہ لفظ ہے کہ جس کا ... کے ساتھ واحد پر اطلاق کیا جاوے اور بغیر تاء کے واسطے کثیر پر اور رکب سے مراد اسم جمع ہے ۱۲

ضمہ قفل کا سا سمجھا جائیگا اور اگر جمع ہو تو آسدٌ کا سا جمع کے دو قسم ہین
صحیح ۔ مکسر جمع صحیح کے پھر دو قسم ہین اگر مذکر کے جمع ہو تو جمع صحیح مذکر
اور مونث کی جمع ہو تو جمع صحیح مونث جمع صحیح مذکر وہ ہے جس کے
آخر ہین واو ماقبل مضموم حالت رفع ہین یا یای ماقبل مکسور حالت
نصب وجر ہین اور نون مفتوح ہو تا دلالت کرے اسبات پر کہ
اوس مفرد کے ساتھہ اوس کے جنس سے کئی فرد ہین پس اگر اسم
مفرد کے اخیر ہین یا ہو اور ماقبل اوسکا مکسور تو حالت جمع ہین وہ یا
حذف ہو جائیگی جیسے قاضی سے قاضُون ۔ اور اگر کسی اسم مفرد کے
اخیر ہین الف مقصورہ ہو تو حالت جمع ہین محذوف ہو جاتا ہے اور
ماقبل اوسکا مفتوح رہتا ہے جیسے مصطفے سے مُصطفَون جس اسم کی
جمع صحیح مذکر بنانا چاہین اوس کی شرط یہہ ہے کہ اگر وہ اسم ہو تو مذکر
ہو اور علم ہو ذوی عقل کا جیسے زیدٌ سے زیدون اور اگر صفت
ہو تو اوس ہین کئی شرطین ہین اوّل یہہ کہ مذکر عاقل ہو دوم ایسا
صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو افعل کے جسکا مونث فعلاء
کے وزن پر آتا ہو جیسے احمر حمراء کہ اوس کی جمع احمرون نہین
آتی ۔ سوم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو فعلان کے
اور مونث اوسکا وزن پر فعلی کے آتا ہو جیسے سکران سکریٰ
کہ اس کی جمع سکرانون نہین آتی ۔ چہارم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو
جو صفت ترکیبی ہین مونث کے مساوی ہو یعنے ایسی صفت نہ ہو

ترکیب ہین مذکر کی بھی صفت واقع ہو اور مونث کی بھی جیسے
جریحٌ وصبورٌ کہ یہہ مذکر مونث دونون کی صفت پڑتی ہے رجلٌ
جریحٌ وصبورٌ و امراۃٌ جریحٌ وصبورٌ پس اس کی جمع جریحون
وصبورون نہین آیگی - پنجم یہہ کہ اوس صفت کے اخیر ہین
تائے تانیث نہو جیسے عَلّامۃٌ اور بہ سبب اضافت کے
جمع کا نون حذف ہوجاتا ہے جیسے مسلمو مکۃ اور سنۃ کی
جمع سنون اور ارض کی ارضون جو آئی ہے باوجود شرایط
مذکورہ نہ پائے جانے کے شاذ ہے جمع صحیح مونث وہ ہے جسکے
اخیر ہین الف و تا ہو شرط اوسکی یہہ ہے کہ اگر واحد اسکا صفت
کا صیغہ ہو اور اوس کا کوئی مذکر بھی ہو تو اوس مذکر کے جمع واو
نون کے ساتھہ آتی ہو جیسے مسلمۃ کی جمع مسلمات کیونکہ
اسکے مذکر مسلمٌ کی جمع مسلمون ہے اگر اوس کا کوئی مذکر ہی نہو
تو وہ تا تانیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض کہ چونکہ تا تانیث
اس ہین نہین ہے اس لئے اس کی جمع حائضات نہین
آیگی - اور اگر مونث صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اوسکی جمع بغیر
کسی قسم کے شرط کے الف و تا کے ساتھہ آئے گی جیسے
زینب سے زینبات و طلحۃ سے طلحات جمع مکسر
وہ جمع ہے کہ جس ہین اوس کی واحد کی بنا متغیر ہوجائے جیسے
رجل و فرس کی جمع رجال و افراس جمع قلت کے چار وزن

۵۷
وہ جمع جو تین سے دس تک مستعمل
۱۲۰۹۲

ہین افعُل جیسے فلس سے افلس۔ افعال جیسے فرس سے
افراس افعِلۃ[۳] جیسے رغیف سے ارغفہ فِعلۃ[۴] جیسے غلام
سے غلمۃ جمع صحیح خواہ مذکر ہو یا مونث اور جو ان اوزان جمع
قلت کے سواے ہین وہ سب جمع کثرت[۵] ہین **المصدر**
وہ اسم ہے جو دلالت کرے حدث یعنی معنی قایم بالغیر پر اور فعل پر جاری
ہو یعنے فعل کی تاکید یا نوعیت یا عددیت بیان کرتا ہو جیسے جلست
جلوسًا وجِلسۃ وجَلسۃ۔ فعل ثلاثی مجرد کا مصدر سماعی ہے اور غیر ثلاثی مجرد
کا مصدر قیاسی مثلًا اَخرَجَ سے اخراج یعنے ماضی افعل کے
وزن پر ہو تو اوس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے استخرج
استخرج سے استخراج مصدر جس وقت کہ مفعول مطلق نہو تو
اپنے فعل کا ساعمل کرتا ہے خواہ وہ فعل ماضی ہو جیسے اعجبنی اکرامُ
عمرٍو خالدًا غدًا او الان۔ اور مصدر کا معمول مصدر سے
پہلے آ نہین سکتا پس اعجبنی عمرًا ضربُ زیدٍ نہین کہہ سکتے
اور مصدر کا معمول مصدر مین مضمر نہین ہو سکتا اور مصدر کے
فاعل کو فاعلیت کے حیثیت سے ذکر کرنا لازم نہین ہے اور
اوس کو فاعل کے طرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے ولولا
دفعُ اللّٰہِ الناس اور کبھی مصدر مفعول کے طرف بھی مضاف
ہوتا ہے جیسے ضربُ اللصِ الجلادُ وضربُ یوم الجمعۃ
وضربُ التادیب اور مصدر کو معرف باللام رہنے کی حالت مین

[۵] وہ جمع جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہو ۱۲

عمل دینا کم آیا ہے اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو عمل اوسکے فعل کو دیا جائیگا جیسے ضربت ضرباً زیداً مین ضربت کو زید کا عامل قرار دینگے نہ ضرباً کو اگر مصدر فعل سے بدل ہو یعنے فعل وجوباً حذف ہوا ور مصدر اوس کی جگہ مین آیا ہو تو وہان دو وجہ جائز ہین کہ فعل کو عمل دین یا مصدر کو جیسے سقیاً لہ وشکراً لہ وحمداً لہ مین سقیا وشکراً وحمداً کو بھی عامل بنا سکتے ہین اور ان کے فعل محذوف سقیتُ وشکرت وحمدت کو بھی (اسم الفاعل) اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اوس شخص کے لئے موضوع ہو جس سے فعل قائم ہے اور معنی حدوث کے رکھتا ہو یعنے فعل کا وجود وقیام اوسکے ساتھہ تجددی طور پر ہو اور کسی ایک زمانہ سے مقترن ہو۔ فعل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ فاعل کے وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے مضارع معروف کے وزن پر اسطرح کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم رکھین اور ماقبل آخر کو کسرہ دین جیسے یُدخِلُ سے مُدخِلٌ ویستغفر سے مستغفر اسم فاعل اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے اوسکے دو شرط ہین اول یہہ کہ معنے مین حال یا استقبال کے ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ غلامہ عمراً الآن او غداً دوم یہہ کہ اسم فاعل کو اعتماد ہو اپنے صاحب[۱] پر یعنے اسم فاعل کے پہلے یا تو مبتدا ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوہ یا اسم موصول ہو جیسے جاء الضاربُ ابوہ یا موصوف ہو جیسے جاء رجل ضارب ابوہ

[۱] صاحب سے مراد وہ ہے جس سے اسم فاعل متعلق ہو۔ ۱۲

یا ذوالحال ہو جیسے جاء زید راکبا فرسہ یا اعتماد ہو ہمزہ استفہام
یا مای نافیہ پر یعنے بعد ہمزہ استفہام یا مای نافیہ کے واقع ہو جیسے
اقائم زیدٌ وما قائم زیدٌ اور اگر اسم فاعل ماضی کے معنے مین
ہو تو اوس کو مفعول کیطرف باضافت معنوی مضاف کرنا واجب ہے
جیسے زیدٌ ضارب عمرو امس بخلاف کسائی کے کہ وہ کہتا ہے
مضاف کرنا واجب نہین پس اوسکے پاس زید ضارب عمرًا
امس صحیح ہو جائیگا۔ اگر اسم فاعل کا کوئی دوسرا معمول ہو سو اسے
اوس معمول کے جسکے طرف وہ مضاف ہوا ہے تو وہان ایک فعل
مقدر سے اوس کو نصب دیا جائیگا جیسے زیدٌ معطی عمرٍو درھمًا
ای اعطاہ[۱] درھمًا۔ اور اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو جائے
تو سب برابر ہین یعنے زمانہ ماضی و حال و استقبال مین کوئی فرق نہین
ہے جیسے مررتُ بالضارب ابوہ زیدًا امس ومررت
بالضارب ابوہ زیدًا الآن اوغدًا اور اسم فاعل کے اوزان
جو مبالغہ کے لئے ہین جیسے ضرّابٌ وضَروبٌ ومضرابٌ وعلیمٌ
وحذرٌ وغیرہ عمل کرنے مین اسم فاعل کے مانند ہین اور جو شرط
اوپر ہین اسمین بھی ہین جیسے زید ضراب ابوہ عمرًا الآن
اوغدًا ومررت بزید الضراب عمرًا الآن اوغدًا
او امس اور اسم فاعل کا تثنیہ وجمع عمل کرنے مین اسم فاعل
مفرد کے مانند ہے اور تثنیہ وجمع جسوقت اپنی معمول کو مفعول

[۱] درہما منصوب ہوا ہے اعطی فعل مقدر سے کیونکہ جب معطی عمرو کہا گیا تو سوال کیا گیا ما اعطاہ اوسکے جواب مین درہما کہا گیا یعنی اعطاہ درہما ۔ ۱۲

بنا کر نصب دین اور وہ تثنیہ وجمع معرف باللام بھی ہون تو اوس
صورت مین تثنیہ وجمع کے نون کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے جیسے
المقیمی الصلوٰۃ (اسم المفعول) وہ اسم ہے جو فعل
سے مشتق ہو اور موضوع ہو اوس ذات پر دلالت کرنے کے
لئے جس پر فعل واقع ہو فعل ثلاثی مجرد سے اوسکا صیغہ مفعول کے
وزن پر آتا ہے جیسے مضروب اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل
کے وزن پر آتا ہے میم تو مضموم رہیگی مگر ماقبل آخر مفتوح ہوگا جیسے
مستخرج اور عمل کرنے مین اور شروط عمل مین اسکا حال اسم فاعل کا
سا ہے پس جب معرف باللام ہو تو معنی ماضی بھی عمل کرے گا اور رفع
دیگا قایم مقام فاعل کو اور اگر کوئی دوسرا مفعول ہو تو وہ اپنی نصب
پر باقی رہیگا جیسے زید معطی غلامُہُ درہمان الآن او غداً
او المعطی غلامہ درہمان الآن او غداً او امس (الصفۃ
المشبّہ) وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو اوس شخص کے
لئے جس سے وہ قائم ہو باعتبار معنی ثبوتی اور سماعی طور سے صفت
مشبہ کا صیغہ اسم فاعل کے صیغہ کے مخالف ہوتا ہے مثلاً حسنٌ و
صعبٌ و شدیدٌ اور مطلقاً یعنے بغیر کسی زمانہ کے شرط کے
اپنی فعل کا سا عمل کرتا ہے اور اوس کے صور تون کے تقسیم یہہ
ہے کہ صفت یا تو معرف باللام ہوگی یا لام تعریف سے خالی ہوگی اور
ان دو نو صور تون مین اوسکا معمول یا تو مضاف ہوگا یا معرف

ع
سقم منقول بزبان
عام مرد اور
مثل سے معمول
حسین سے خارج
مثال لاہوری

باللام یا خالی ہوگا لام تعریف اور اضافت دونون سے پس یہہ تو
چھہ قسم ہوئے اور ان چھہون قسمون مین سے ہر ایک مین معمول یا تو مرفوع
ہوگا یا منصوب یا مجرور تو سب ملکر اٹھارہ ہوئے پس معمول کو رفع فاعلیت
کے لحاظ سے ہوگا اور نصب درصورت معرفہ ہونے کے مشابہت بمفعول
کے اعتبار سے اور درصورت نکرہ ہونے کے باعتبار تمیز کے اور جر بوجہ
اضافت کے تفصیل ان اٹھارہ اقسام کی یہہ ہے (حسن وجہہٗ) مین تین
صورتین اول حسنٌ وجہہٗ دوم حسنٌ وجہَہٗ سوم حسنٌ وجہِہٖ (اسیطرح
(حسنُ الوجہِ) مین حسنُ الوجہُ وحسنُ الوجہَ وحسنُ الوجہِ (حسن
وجہٍ) مین حسنٌ وجہٌ وحسنٌ وجہاً وحسنُ وجہٍ اور (الحسنُ وجہہ)
مین الحسنُ وجہہٗ والحسنُ وجہَہٗ والحسنُ وجہِہٖ اور (الحسنُ
الوجہِ) مین الحسنُ الوجہُ والحسنُ الوجہَ والحسنُ الوجہِ۔ اور
(الحسن وجہٍ) مین الحسنُ وجہٌ والحسن وجہاً والحسنُ وجہٍ انمین
سے دو صورتین ناجائز ہین اول یہہ کہ صفت معرف باللام ہو اور
مضاف ہو اپنی معمول کے طرف اور وہ معمول مضاف ہو ضمیر موصوف
کے طرف جیسے الحسن وجہِہٖ کہ اس مین اضافت لفظی ہے اور فائدہ
اضافت لفظی کا یعنے تخفیف لفظی حاصل نہین ہے دوم یہہ کہ صفت معرف
باللام ہو اور مضاف ہو اپنی معمول کے طرف جو خالی ہو لام تعریف سے
جیسے الحسنُ وجہٍ کہ اسمین اگرچہ الحسن کی اضافت جو وجہ کے طرف
ہوئی ہے اسمین تخفیف لفظی ہے کہ ضمیر حذف ہوکر صفت مین مستتر ہوگئی

مگر چونکہ معرفہ نکرہ کے طرف مضاف ہوا ہے اس لئے صورتین مشابہ ہے
معہود من الاضافۃ کے عکس سے اور جس صورت مین کہ صفت لام
تعریف سے خالی ہو اور مضاف ہو اپنے معمول کے طرف جو مضاف ہو
ضمیر موصوف کے طرف جیسے حسن وجہہٖ اس مین اختلاف ہے سیبویہ
اور تمام بصریئین اس کو ضرورت شعری مین بکراہیت جائز رکھتے ہین
کیونکہ وہ کہتے ہین کہ مقصود اضافت سے تخفیف لفظی ہے پس تخفیف
ہو بھی تو ایسی ہو جسقدر اوس کلمہ مین ممکن ہو اور تھوڑی سی تخفیف یعنے
(حذف تنوین) پر کفایت کرنا باوجود زیادہ تخفیف یعنے ضمیر حذف
کر کے صفت مین مستتر کر دینا) ممکن ہونے کے قبیح ہے اور کوفیئین
اس کو غیر شعر مین بلا کراہیت جائز رکھتے ہین اس دلیل سے کہ تنوین کے
حذف ہونے سے فی الجملہ تخفیف حاصل ہو گئی اور یہہ کافی ہے اور
باقی صورتون مین سے جسمین ایک ہی ضمیر ہو خواہ صفت مین ہو یا
معمول مین وہ احسن ہے[۵۲] جیسے الحسن الوجہَ بنصب معمول
والحسن الوجہِ بجر معمول وحسن الوجہَ بنصب معمول وحسن الوجہِ بجر معمول والحسنُ وجہًا
وحسنٌ وجہًا وحسن الوجہ بجر معمول والحسنُ وجہُہٗ وحسن وجہُہٗ برفع
معمول اور جس مین دو ضمیر ہون ایک صفت مین اور دوسرے
معمول مین وہ حسن ہے[۵۳] جیسے حسنٌ وجہَہٗ والحسنُ وجہَہٗ بنصب
معمول اور جس مین کوئی بھی ضمیر نہ ہو وہ قبیح ہے جیسے[۵۴] الحسن الوجہُ
وحسن الوجہُ والحسن وجہٌ وحسنٌ وجہٌ برفع معمول اور جسوقت

صفت مشبہ کے معمول کو رفع دیا جاوے تو پہر صفت مین کوئی ضمیر نہ رہیگی
پس حال صفت کا فعل کا سا ہے یعنے فعل جسطرح فاعل ظاہر کے تثنیہ و جمع ہو
نے تثنیہ و جمع نہین ہو سکتا اوسیطرح صفت مشبہ بھی اپنی معمول کے
تثنیہ و جمع ہونے سے تثنیہ و جمع نہین ہو سکتا اور اگر صفت کے
معمول کو رفع نہ ہو بلکہ نصب و جر ہو تو صفت مین ایک ضمیر موصوف
کی رہیگی پس صفت مونث آئیگی جس وقت کہ موصوف اوسکا
مونث ہو جیسے هند حسنة وجهٍ یا حسنةٌ وجهًا اور
جب موصوف تثنیہ ہو تو صفت بھی تثنیہ ہو گی جیسے الزیدان
حسنا وجهٍ وحسنان وجهًا اور جب موصوف جمع ہو تو صفت
بھی جمع ہوگی جیسے الزیدون حسنو وجه وحسنون وجهًا
اور وہ اسم فاعل و اسم مفعول جو متعدی نہ ہون اونکا حال
ان اٹھارہ صورتون مین صفت مشبہ کا سا ہے مثلاً زیدٌ قائمٌ
الابُ و زیدٌ قائمٌ الابَ و زیدٌ قائمُ الابِ اسیطرح
زید مضروبٌ الابُ و زید مضروبٌ الابَ و زید
مضروبُ الابِ (**اسم تفضیل**) وہ اسم ہے
جو فعل سے مشتق ہو ایک ایسے موصوف کے لئے جو اصل فعل مین
اپنی غیر سے زیادہ ہو اور وہ اسم تفضیل مذکر کے لئے اَفعَلُ اور
مونث کے لئے فُعلیٰ ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ فعل ثلاثی مجرد سے
بنایا جاوے تاکہ افعل و فعلی کے وزن پر بن سکے اور وہ

کیونکہ معمول صفت کا اوسکا فاعل ہے پس اگر اوس مین ضمیر ہو تو تعدد فاعل کا لازم آتا ہے ۱۲

یعنے اسم فاعل و مفعول غیر متعدی فاعل و مفعول عالم بیسم فاعلہ [illegible]

[illegible]

وہ ثلاثی مجرد رنگ اور عیب ظاہری کے معنے نرکھتا ہو کیونکہ لون و عیب
کے معنی مین جو افعل آیا کرتا ہے وہ غیر اسم تفضیل کے لیے ہوتا ہے اگر
اسم تفضیل کے لیے ہو تو دونون مین التباس ہو جائیگا جیسے زیدٌ
افضل الناس اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانا چاہین تو لفظ
اشدّ یا اکثر وغیرہ اوسکے ساتھہ ملادین جیسے زیدٌ اشد استخراجاً
دبیاضاً دعجیٍ من عمرو۔ اور قاعدہ یہہ ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے
معنے مین ہو اور کبھی مفعول کے معنے مین بھی آتا ہے جیسے اَعذَرُ
زیادہ معذور (اَلوَمُ) زیادہ ملامت کیا ہوا (اشغل) زیادہ
مشغول (اشہر) زیادہ مشہور۔ اسم تفضیل تین طریقون مین سے کسی ایک
ایک طریقہ پر مستعمل ہوتا ہے یا تو مضاف ہوتا ہے جیسے زید
افضل الناس یا مِن کے ساتھہ جیسے زید افضل من عمرو
یا معرف باللام جیسے زید الافضل پس ان تینون طریقون
مین سے دو کو ایک حالت مین جمع کرنا جائز ہے جیسے[۹] زید الافضل
من عمرٍو۔ ہان اگر مفضل علیہ معلوم ہو تو بغیر ان تینون طریقون
کے بھی آسکتا ہے جیسے اللہ اکبر۔ اسم تفضیل کو جسوقت مضاف
کرتے ہین تو اوسکے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ زیادتی مقصود ہو
اوس پر جسکے طرف اسم تفضیل مضاف ہوا اور اسی معنی مین اسم تفضیل
اکثر آتا ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ موصوف ایک جز ہو مضاف
الیہ کا اور اسمین داخل ہو اور مفہوم عام مین اوسکے ساتھہ شریک ہو

[۹] جو مفضل علیہ معلوم ہو [illegible] بغیر ان تینون طریقون کے [illegible] ۱۲ منہ

جیسے زید افضل الناس پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ کہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اخوتہ کی اضافت حضرت یوسف کے طرف ہونے کے سبب سے یوسف اپنے بہائیون سے خارج ہین اور اگر داخل کیا جائے تو یہہ معنے ہونگے کہ یوسف اپنے اخوت ہین جو ایک مفہوم عام ہے شریک ہین جس سے لازم آتا ہے کہ یوسف خود اپنے آپ بہائی ہون پس اپنے بہائیون ہین داخل نہوسے اور شرط یہہ ہے کہ موصوف اپنے مضاف الیہ ہین داخل ہو۔ دوسرے معنی اسم تفضیل کے یہہ ہین کہ مطلق زیادتی بغیر تخصیص مضاف الیہ کے مقصود ہو اور اضافت اسم تفضیل کی مضاف الیہ کے طرف توضیح کے لئے ہو پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ کہنا صحیح ہو جائیگا۔ اور اسم تفضیل مضاف کی پہلے قسم ہین اسم تفضیل کو دو طرح سے ذکر کرسکتے ہین اول یہہ کہ اوس کو مفرد لائین خواہ اوسکا موصوف تثنیہ ہو یا جمع اسیطرح مذکر لائین اگرچہ موصوف مونث ہو جیسے زید او الزیدان او الزیدون او هند والهندان والهندات افضل الناس دوم یہہ کہ اوس کو موصوف کے مطابق لائین جیسے الزیدان افضلا الناس والزیدون افضلوهم وهند فضلی النساء والهندان فضلیاهن والهندات فضلیاتهن اور اسم تفضیل مضاف کی دوسرے قسم اور اسم تفضیل معرف باللام ہین اسم تفضیل کا موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے اور وہ اسم تفضیل جسکا استعمال (من) کے ساتھہ ہو اوسکو ہر حالت مین مفرد مذکر ہے لانا چاہیے۔ اسم تفضیل اسم ظاہر ہین عمل کرکے

اوس کو اپنا فاعل بنا کر رفع نہیں دے سکتا مگر ایک صورت میں وہ یہہ ہے
کہ اسم تفضیل لفظ کے لحاظ سے کسی شئے کی صفت ہو اور معنی کے لحاظ
سے ایک ایسے سبب کی صفت ہو جو مشترک ہو اوس شئے میں اور اوسکے
غیر میں اور وہ مُسَبَّبْ موافق پہلے اعتبار کے مفضل ہو اور موافق اعتبار
غیر اول کے مفضل علیہ اور وہ اسم تفضیل منفی ہو جیسے ما رأیتُ رجلاً احسن
فی عینہ الکحلُ منہ فی عین زیدٍ میں احسن جو اسم تفضیل ہے باعتبار
لفظ کے رجلا کی صفت ہی اور معنی کے لحاظ سے صفت ہے کحل کی اور کحل
مسبب ہے اور مشترک ہے عین رجل و عین زید میں اور عین رجل کے اعتبار
سے مفضل ہے اور عین زید کے لحاظ سے مفضل علیہ اسم تفضیل کے منفی ہونے
کی شرط اس لئے ہے کہ وہ منفی ہونے کی حالت میں معنے میں فعل کے
ہو جاتا ہے اور فعل کا سا عمل کرتا ہے اسی لئے اس مثال میں احسن بمعنے
حسن کے ہے وجہ اس کی یہہ ہے کہ جس وقت اسم تفضیل پر نفی آتی ہے
تو وہ اسم تفضیل کے قید یعنے معنی زیادت کیطرف متوجہ ہوتی ہے پس
نکل آیا کہ کحل عین رجل کحل عین زید سے زائد نہیں ہے یا تو اُسکے مساوی
ہوگا یا اوس سے کم اور چونکہ مقام مدح کا ہے اس لئے مساوات نری
اور یہہ معنی حاصل ہوئے کہ ہر ایک کے آنکھہ میں سرمہ خوبصورت ہوگیا
ہے مگر زید کے آنکھہ سے کم۔ دوسرا سبب احسن کے عمل کرنے کا کحل میں
یہہ ہے کہ اگر احسن کو کحل کا عامل نہ بنائیں بلکہ احسن کو خبر بناکر رفع دیں
اور کحل کو مبتدا بنا کر رفع دیں تو احسن جو اسم تفضیل ہے اور منہ فی عین

زید جو اوسکا معمول ہے ان دونون مین ایک اجنبی چیز یعنے الکحل کا فاصلہ آجائیگا جو نا جائز ہے اور اسی مثال سے منہ کی ضمیر اور فی حذف کرکے اوس کی جگہ پر من عین زید رکھکر ما رأیت رجلا احسن فی عینہ الکحل من عین زید بھی کہسکتے ہین اور لفظ عین کو جس مین کحل مفضل علیہ ہے اسم تفضیل پر مقدم کرکے ما رأیت کعین زید احسن فیہا الکحل کھنا بھی صحیح ہے جیسا کہ اس شعر مین آیا ہے ؎ مررت علی وادی السباع ولا اری کوادی السباع حین یظلم وادیا۔ اقل بہ رکب اتوہ تائیۃ۔ واخوف الا ما وقی اللہ ساریا۔ گویا اصل اس کی یہہ ہے۔ لا اری وادیا اقل بہ رکب منہم فی وادی السباع۔ وادی السباع کو اسم تفضیل پر جو اقل ہے مقدم کیا معنی اسکا یہہ ہے میرا گزر وادی سباع پر سے ہوا بحالیکہ نہین دیکھتا ہون مانند وادی سباع کے شب تاریک مین کوئی ایسی وادی جہان سوار کم ٹھہرتے ہون اور خوفناک ہون ہر وقت مین مگر وقت بچانے خدائے تعالی کے

الفعل

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنی معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور تین زمانون مین سے کسی ایک زمانہ سے مقترن ہو اور فعل کے خواص مین سے ہے داخل ہونا۔ قد اور سین وسوف اور جوازم کا اور تاء تانیث ساکنہ وضمیر متصل بارز مرفوع متحرک کا آخر مین آنا جیسے فعلت وفعلتُ کی (ت) (ماضی) وہ فعل ہے جو زمانہ حاضر کے پہلے کے زمانہ پر دلالت کرے

اور جسوقت ماضی مین ضمیر مرفوع متحرک اور واو نہ ہو تو وہ فتحہ پر مبنی رہتی ہے

(مضارع) وہ فعل ہے جسکے اول مین حرف نایت مین سے کوئی ایک حرف

بڑہنے سے اسم کے مشابہ ہو اور یہہ مشابہت یا تو زمانہ حال و استقبال مین

مشترک ہونے کے لحاظ سے ہے جیسے کہ اسم مشترک ہوتا ہے متعدد معانی مین

مثلاً لفظ عین ذہب و رکبہ وغیرہ کے لئے یا بسبب خاص ہو جانے فعل

مضارع کے استقبال کے ساتھہ سین و سوف بڑہانے کے سبب سے

جیسا کہ اسم خاص ہو جاتا ہے بہت ساری معانی مین سے کسی ایک معنی کے ساتھہ بسبب

قرینہ کے پس ہمزہ تو واحد متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مونث جیسے

اَضرِبُ اور نون جمع متکلم کے لئے جیسے نَضرِبُ اور تٓ مخاطب اور واحد

مونث غائب اور تثنیہ مونث غائب کے لئے ہے اور یا غائب کے لئے

ہے سوائے اون دو صیغون کے یعنے واحد مونث و تثنیہ مونث غائب کے

اور حروف مضارع مضموم ہوتے ہین رباعی مین یعنے ماضی جسوقت چار حرفی ہو

خواہ چارون اصلی ہون جیسے یُدَحرِجُ یا اصلی نہ ہون جیسے یکرم

اور غیر رباعی مین مفتوح اور افعال مین سے سوائے فعل مضارع کے کوئی

اور فعل معرب نہین ہے مگر وہ بھی دو شرطون کے ساتھہ ایک تو یہہ کہ نون

تاکید یعنے نون ثقیلہ و خفیفہ اوس مین نہ ہو اور دوسرے یہہ کہ نون

جمع مونث ویسے نہ ہو اعراب مضارع کے تین ہین رفع۔ نصب۔ جزم مضارع

جسوقت صحیح ہو یعنے اوسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو اور اوس ضمیر بارز

مرفوع متصل سے خالی ہو جو تثنیہ و جمع و واحد مونث حاضر مین ہوا کرتی ہے

تو حالت رفع میں ضمہ لفظی اور حالت نصب میں فتحہ لفظی اور حالت جزم
میں سکون ہوتا ہے جیسے یضربُ و لن یضربَ و لم یضربْ اور جو مضارع
کہ ضمیر بارز مرفوع سے متصل ہو اوسکا اعراب حالت رفع میں نون سے
ہوتا ہے اور حالت نصب وجزم میں نون محذوف ہوجاتی ہے جیسے
یضربان وتضربان ویضربون وتضربون وتضربین ولن یضربا ولن تضربا
ولن یضربوا ولن تضربوا ولن تضربی ولم یضربا ولم تضربا ولم یضربوا
ولم تضربوا ولم تضربی اور جس مضارع کے اخیر میں حرف واو ہو یا یا
حالت رفع میں ضمہ مقدر رہتا ہے اور حالت نصب میں فتحہ لفظی اور حالت
جزم میں واو یا حذف ہوجاتے ہیں جیسے یدعُو ولن یدعُوَ ولم یدعُ
ویرمی ولن یرمیَ ولم یرم اور جس مضارع کے اخیر میں الف ہو حالت رفع
ونصب میں ضمہ وفتحہ مقدر رہتا ہے اور حالت جزم میں الف حذف ہوجاتا
ہے جیسے یخشٰی ولن یخشٰی ولم یخش مضارع جسوقت عامل ناصب وجازم
سے خالی ہو تو مرفوع رہتا ہے جیسے یقوم زیدٌ اور مضارع منصوب ہوتا
ہے اَنْ ولَن و اِذَن و کَے اور اوس اَنْ سے جو بعد حتی ولام کَی ولام
جحود اور فَ اور وَاو اور اَو کے مقدر ہو (اَنْ) جیسے ارید ان تحسن
الیّ ۔ مثال ہے حالت نصب میں فتحہ کے آنیکی وان تصوموا خیرٌ
لکم مثال ہے حالت نصب میں جمع سے نون گرنیکی اور جو اَنْ کہ بعد علم
کے واقع ہو وہ اَنْ مخففہ ہے جو اِنّ مثقلہ سے تخفیف کر لیا گیا ہے اور فعل مضارع
کو نصب دینے والا اَنْ نہیں ہے جیسے علمت ان سیقوم و اَنْ

لایقومُ اور جو اَنْ کے بعد ظن کے واقع ہو اوس ہین دونون وجہ جائز ہین کہ اس کو مخففہ ٹھراکر مضارع کو ضمہ دین یا ناصبہ بناکر نصب دین جیسے ظننت ان یقومُ (لن) جیسے لَنْ اَبْرَحَ معنے اس کے نفی مستقبل کے ہین (اذن) مضارع کو اوس وقت نصب دیگا جو وقت کہ اسکا مابعد اسکے ماقبل پر اعتماد نکرے یعنے اسکا مابعد اسکے ماقبل کا معمول نہ ہو اور وہ فعل جو اس کے بعد مذکور ہو وہ مستقبل ہو جیسے اذن تدخل الجنۃ کہنا اوس شخص سے جو اسلمتُ کہے اور اَذن جو وقت کہ بعد وَاو وفَ کے واقع ہو تو وہان دونون وجہ جائز ہین کہ اپنے مابعد کے فعل کو نصب دے یا رفع (کے) جیسے اسلمتُ کَی ادخلَ الجنۃ اور معنے اس کے سببیت کے ہین یعنے کی کا ماقبل اوسکے مابعد کا سبب ہو جیسا اسلام سبب ہے دخول جنت کا مثال مذکور ہین (حتّٰی) مضارع کو اوسوقت نصب دیتا ہے جبکہ مضارع مستقبل ہو باعتبار ماقبل حتی کے اگرچہ زمان تکلم کے لحاظ سے ماضی ہو یا حال ہو یا استقبال اور وہ حتی معنی ہین کی کے ہو یا الیٰ کے جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ مثال ہے حتی معنی کی کے اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کے ونیز باعتبار زمان تکلم کے وکنت سرت حتیٰ ادخل البلد مثال ہے حتی معنے کی ۔ اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کی واسیر حتیٰ تغیب الشمس مثال ہے حتی معنی الی اور مابعد کی کے استقبال کی اگر حتی کے مابعد کے فعل سے زمانہ حال حقیقتہً یا بطور حکایت معنے کے

جیسے اسلمت لادخل الجنۃ لام جحود وہ لام تاکید ہے جو کان کی نفی کے
بعد اس کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے وما کان اللہ لیعذبھم
ف جو مضارع کو بتقدیر آن نصب دیتا ہے اسکے دو شرط ہین اول سببیت
یعنے ف کا ماقبل اسکے مابعد کا سبب ہو۔ دوم یہہ کہ ف سے پہلے اِن
چھہ چیزون مین سے جو ذیل مین ہین کوئی ایک ہو اول امر جیسے زُرنی
فاکرمک دوم نہی جیسے لا تشتمنی فاضربک سوم استفہام جیسے
ھل عندکم ماءٌ فاشربہٗ چہارم نفی جیسے ما تاتینا فتحدثنا
پنجم تمنی جیسے لیت ما لا فانفقہٗ ششم عرض جیسے الا تنزل بنا
فتصیب خیرًا واو جو مضارع کو بتقدیر آن نصب دیتا ہے اس کی بھی
دو شرط ہین اول جمعیت یعنے واو کا ماقبل اسکے مابعد کے ساتھہ ساتھہ ہو
دوم یہہ کہ واو سے پہلے امر ونہی واستفہام ونفی وتمنی وعرض مین سے کوئی
ایک ہو جیسے ف کے پہلے ہوا کرتا ہی امر جیسے زرنی واکرمک نہی جیسے لا تشتمنی
واضربک استفہام جیسے ھل عندک ماءٌ واشربہٗ نفی جیسے ما تاتینا وتحدثنا تمنی لیت
لی مالا وانفقہٗ عرض جیسے الا تنزل بنا وتصیب خیرًا او جو مضارع کو
بتقدیر آن نصب دیتا ہی اوسکی شرط یہہ ہی کہ الیٰ آن کے معنے مین ہو یا اِلّا آن کے جیسے
لالزمنک او تعطینی حقی ای الیٰ آن تعطینی حقی یا اِلّا آن تعطینی حقی
حروف عطف جو مضارع کو بتقدیر آن نصب دیتے ہین اسکی شرط یہہ ہے
کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی ضربک زیدا وتشتم او فتشتم
او ثم تشتم اور لام کی اور حروف عطف کے ساتھہ آن کو ظاہر کرنا بھی جائز ہی

جیسے اسلمت لا دخل الجنۃ لام جحود وہ لام تاکید ہے جو کان کی نفی کے
بعد اس کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے وما کان اللہ لیعذبہم
ف جو مضارع کو بتقدیر اَن نصب دیتا ہے اسکے دو شرط ہین اول سببیت
یعنے ف کا ماقبل اسکے مابعد کا سبب ہو۔ دوم یہہ کہ ف سے پہلے اِن
چھہ چیزون مین سے جو ذیل مین ہین کوئی ایک ہو اول امر جیسے ذرنی
فاکرمک دوم نہی جیسے لا تشتمنی فاضربک سوم استفہام جیسے
ھل عندکم ماءٌ فاشربہ چہارم نفی جیسے ما تاتینا فتحدثنا
پنجم تمنی جیسے لیت مالا فانفقہ ششم عرض جیسے الا تنزل بنا
فتصیب خیرا واو جو مضارع کو بتقدیر اَن نصب دیتا ہے اس کی بھی
دو شرط ہین اول جمعیت یعنے واو کا ماقبل اسکے مابعد کے ساتھہ ساتھہ ہو
دوم یہہ کہ واو سے پہلے امر و نہی و استفہام و نفی و تمنی و عرض مین سے کوئی
ایک ہو جیسے ف کے پہلے ہوا کرتا ہی امر جیسے زرنی واکرمک نہی جیسے لا تشتمنی
واضربک استفہام جیسے ھل عندک ماءٌ واشربہ نفی جیسے ما تاتینا وتحدثنا تمنی لیت
لی مالا وانفقہ عرض جیسے الا تنزل بنا وتصیب خیرا او جو مضارع کو
بتقدیر اَن نصب دیتا ہی اوسکی شرط یہ ہی کہ اِلیٰ اَن کے معنے مین ہو یا اِلّا اَن کے جیسے
لالزمنک او تعطینی حقی ای الیٰ اَن تعطینی حقی یا اِلّا اَن تعطینی حقی
حروف عطف جو مضارع کو بتقدیر اَن نصب دیتے ہین اسکی شرط یہہ ہے
کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی ضربک زیدا و تشتم او فتشتم
او ثم تشتم اور لام کی اور حروف عطف کے ساتھہ اَن کو ظاہر کرنا بھی جائز ہی

جیسے جئتک لان تکرمنی واعجبنی قیامک وان تذھب
اور جس صورتین کہ مضارع پر لا داخل ہو اور ان پر لام کی ہو تو ان کا ظاہر
کرنا واجب ہے جیسے لئلا یعلم اور مضارع لم و لمّا ولام امر ولا نہی وکلمات
مجازات اور ان مقدرہ سے مجزوم ہوتا ہے اور کلمات مجازات یعنے کلمات
شرط وجزا یہ ہین اِنْ ومہما واذما وحیثما واین ومتی ومامن و
اَیُّ وانّٰی اور مضارع کا کیفما واذا سے مجزوم ہونا شاذ ہے (لم) مضارع
کو ماضی منفی کے معنے مین کرنے کے لئے آتا ہے (لما) بھی لم کے مانند مضارع کو
ماضی منفی کے معنی مین کرتا ہے اور دو باتون مین اوس سے خاص ہے ایک
تو استغراق یعنے زمانہ ماضی کو وقت نفی سے لیکر وقت تکلم تک گھیر لیتا ہے جیسے
نَدِمَ فلانٌ ولمّا ینفعہُ الندمُ دوسرے فعل کا حذف کرنا کہ لم
کا فعل حذف نہین ہوتا ہے جیسے ھنا دفتُ المدینۃ ولمّا ای ولمّا
ادخلھا (لام امر) وہ لام ہے کہ جس سے کوئی فعل مطلوب ہو جیسے
لیضرب (لا) بھی وہ لام کہ جس سے کسی فعل کا ترک مطلوب ہو جیسے لا تضرب
کلمات مجازات دو فعل پر داخل ہوا کرتے ہین پہلے فعل کو سبب
بناتے ہین اور دوسرے فعل کو مسبب اور وہ دونون شرط وجزا کہلاتے
ہین پس اگر شرط وجزا دونون فعل مضارع ہون یا صرف شرط مضارع
ہو تو مضارع کو جزم دینا واجب ہے جیسے ان تزرنی اَزُرْکَ وان
تزرنی فقد زرتک اور اگر صرف جزا مضارع ہو تو وہان دونون
صورتین جائز ہین کہ جزم دین یا رفع جیسے ان اتانی زید اٰتہ یا اٰتیہ

اور اگر جزا ماضی ہو اور اسمین (قد) لفظاً نہ ہو جیسے ان خرجت خرجت
یا معنی نہ ہو جیسے ان خرجت لم اخرج تو جزا پر فا کا داخل کرنا ناجائز ہے
اور اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی بلا ہو تو دونون صورتین جائز
ہین کہ جزا پر فا لائین یا نہ لائین اور اگر جزا ماضی بھی نہ ہو اور مضارع مثبت
و منفی بلا بھی نہ ہو تو فا لازم ہے جیسے ان اکرمتنی الیوم فقد اکرمتک امس
و ان اکرمتنی الیوم فانا اکرمتک امس ای فقد اکرمتک امس (اذا مفاجات
اوس جملہ اسمیہ کے ساتھ آتا ہے جو جزا بنکر بجاے فا کے آتا ہے جیسے خرجت
اذا السبع ای خرجت فالسبع موجود اور ان بعد امر و نہی و استفہام و تمنی و عرض کے
مقدر رہکر مضارع کو جزم دیتا ہے امر جیسے زرنی اکرمک ای ان تزرنی
اکرمک (نہی) جیسے لا تفعل الشر یکن خیراً لک ای ان لم تفعله یکن
خیراً لک (استفہام) جیسے ہل عندکم ماءٌ اشربه ای ان یکن عندکم
ماءٌ اشربه (تمنی) جیسے لیت لی مالاً انفقه ای ان یکن لی مال انفقه
(عرض) جیسے الا تنزل تصب خیراً ای ان تنزل تصب خیراً اور
(ان) کا بعد ان پانچ چیزون کے مقدر رہنے کے مضارع کو جزم دینا اوس صورت
مین ہے کہ جب سببیت مقصود ہو یعنے ماقبل مابعد کا سبب ہو جیسے اسلم
تدخل الجنة کہ اسمین اسلام سبب ہے اور دخول جنت مسبب پس تقدیر
یہہ ہوگی ان تسلم تدخل الجنة اسیطرح لا تکفر تدخل الجنة ای ان لا تکفر
تدخل الجنة کہ اسمین عدم کفر سبب ہے دخول جنت کا اسی وجہ سے لا تکفر
تدخل النار جمہور کے پاس صحیح نہین ہے کیونکہ ان کے موافق اسکی تقدیر

ان لا تکفر تدخل النار ہو گی جس سے معنی بگڑ جاتے ہین اس لیے کہ عدم کفر سبب دخول نار کا نہین ہے بخلاف کسائی کے کہ اوسکے پاس یہہ مثال صحیح ہے کیونکہ وہ اسکی تقدیر عرف کے لحاظ سے فعل مثبت نکالتا ہے یعنے ان تکفر تدخل النار (امر) وہ صیغہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے طریقہ اوسکے بنانیکا یہہ ہے کہ صیغۂ مضارع سے حرف مضارع کو گرا کر اخیر مین جزم کر دین پس اگر حرف مضارع کے گرا دینے کے بعد حرف متحرک ہو تو صرف اخر کو ساکن کر دینا بغیر زیادتی ہمزہ وصل کے جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور اگر حرف ساکن ہو اور مضارع رباعی نہ ہو یعنے ماضی اسکے چہار حرفی نہ ہو تو پھر دیکھنا چاہیے کہ اس ساکن کے بعد کا حرف مضموم ہے یا مفتوح یا مکسور اگر مضموم ہو تو ہمزہ وصل مضموم بڑہنا چاہیے اگر مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور جیسے اُقْتُلْ واضْرِبْ واعْلَمْ اور اگر مضارع رباعی ہو تو اسکے امر مین ہمزہ مفتوح رہیگا قطعی ہوگا نہ وصلی جیسے اَکْرِمْ (فعل مالم یسم فاعلہ) وہ فعل ہے کہ جسکا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اوسکا مفعول اوسکی جگہ پر رکھدیا گیا ہو اگر فعل ماضی ہو اور اوسکے اول مین ہمزہ وصل اور ت نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ما قبل آخر کو کسرہ جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ و دَحْرَجَ سے دُحْرِجَ اور اگر اوسکے اول ہمزہ وصل ہو تو تیسرے حرف کو ہمزہ دیا جائے جیسے اُنْطُلِقَ و اُقْتُدِرَ ورنہ درج کلام مین اس باب کے امر کے ساتھ مشابہ ہو جائیگا اور اگر اول مین ت ہو تو دوسرے حرف کو ضمہ دین جیسے تُعُلِّمَ و تُجُوهِلَ و تُدُحْرِجَ ورنہ اس باب کی تفعیل ومفاعلہ و دحرج کے مضارع سے مشابہ ہو جائیگا اور اگر فعل معتل عین ہو تو

اوس کے مجہول مین تعلیل کرکے پڑھنا افصح ہے جیسے قِیلَ دِبِیْعَ اور
اس مین اشمام[۱] بھی جائز ہے یعنے ف کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کے طرف
اور اوس کے بعد جو یائے ساکن ہے اوس کو واو کے طرف مائل کرین
اور یہہ بھی ایک صورت آئی ہے کہ دراصل اگر واو ہو تو وہ باقی
رکھا جائے اور اگر یا ہو تو اوس کو واو سے بدل لین جیسے قُوْلَ
دبُوْعَ اور معتل عین باب افتعال وانفعال کے ماضی مجہول کا حال
معتل ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول کا سا ہے جیسے[۲] اُخْتِیْرَ اَلْقَیْدُ مگر اُسْتُنِیْم
وَاُتِیْم مین صرف ایک پہلی صورت جاری ہوگی اور اشمام اور واو سے
بدلنا ناجائز ہوگا کیونکہ اسمین حرف علت کا ماقبل ساکن ہی اور اگر فعل مضارع
ہو تو مجہول مین پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو فتحہ جیسے یُضْرَبُ و
یکرم اور اگر فعل مضارع معتل عین ہو تو مجہول مین اسکا عین کلمہ الف
سے بدل جائیگا جیسے یُقَالُ دُیُبَاعُ (**فعل متعدی و
غیر متعدی**) متعدی وہ فعل ہے کہ جسکے معنی کا سمجھنا ایک
متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے سوائے ہو جیسے ضَرَبَ اور غیر متعدی
یعنے لازم وہ فعل ہے جو متعدی کے برخلاف ہو جیسے قعد فعل متعدی
مین سے بعض تو ایک مفعول کے طرف متعدی ہوتے ہین جیسے
ضَرَبَ زیدٌ عمراً[۳] اور بعض دو مفعول کے طرف جیسے اَعْطٰی و
عَلِمَ یعنے اَعْطَیْتُ زیداً درھما وعلمتُ زیداً فاضلاً اور بعض
تین مفعولون کے طرف جیسے اَعْلَمَ وَ اَدٰی وَاَنْبَاءَ وَنَبَّاءَ وَاَخْبَرَ

وخبّر وحدّث اور یہہ افعال جو تین مفعولون کو چاہتے ہین ان کا
پہلا مفعول اعطیتُ کے مفعول کا سا ہے یعنے صرف پہلے ہی مفعول پر
اکتفا کرین اور باقی کو حذف جیسے آعْلَمْتُ زیدًا عمرًا
منطلقًا مین اعلمت زیدًا یا یہہ کہ پہلے مفعول کو حذف کرکے دوسرے
و تیسرے کو ذکر کرین جیسے اَعْلَمْتُ عَمْرًا منطلقًا اور انکا دوسرا و تیسرا مفعول علمتُ کے مفعول
کا سا ہے یعنے جب ایک مفعول کو ذکر کرین تو دوسرے کو ذکر کرنا واجب ہوتا ہی یا یہہ کہ
دونوں کو حذف کرین افعال قلوب یعنی افعال شک و یقین یہہ ہین ظننت و حسبت و خلت
و زعمت و علمت و رایت و وجدت یہہ افعال جملہ اسمیہ پر آتے ہین تاکہ وہ اس ظن و علم کو بیان
کرین کہ جس سے وہ جملہ واقع ہوا ہے اور اپنی دونوں جزئیے دونوں مفعولونکو
نصب دیتے ہین ان افعال کے کئے خاصیتین ہین ایک تو یہہ کہ جب ایک
یعنے ایک مفعول مذکور رہہ تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہو جاتا ہے بخلاف
آعْطیتُ کے کہ اسمین ایک مفعول پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے دوسرے یہہ کہ
ان کے عمل کا ابطال بھی جائز ہے یعنے جس وقت یہہ افعال دونوں مفعولون کے
درمیان مذکور ہوں جیسے زیدٌ ظننتُ قائمٌ یا دونوں مفعولون کے بعد آئین
جیسے زیدٌ قائمٌ ظننتُ تو انکا عمل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت مین
دونوں مفعول مستقل کلام تام ہو جاتے ہین تیسرے یہہ کہ جب یہ افعال استفہام
یا نفی یا لام ابتدا کے پہلے آوین تو ان کے عمل کی تعلیق جائز ہے یعنے لفظا
ان کا عمل باطل ہو اور معنی کے لحاظ سے باقی رہے جیسے علمتُ أ زیدٌ عندک
ام عمرٌو و علمتُ ما زیدٌ فی الدار و علمتُ لزیدٌ منطلق چوتھی یہہ کہ

دوسرا اسکی ... ہیں دونوں ... بمنزلہ اسم واحد کے ... ہین کیونکہ دونون ... کا مفعول در حقیقت ... ہی مفعول ہے ... پس اگر ایک ذکر ... ایک جزو ... تو ایسا ہی ہے ... کہ ... کسی ایک جز کو

فاعل و مفعول ان افعال قلوب کا ایک ہی چیز کے لئے ضمیر متصل واقع ہو جیسے
علمتنی منطلقا اور بعض افعال قلوب کے لئے ایک دوسرے معنی بھی ہین جو پہلے معنو
سے قریب قریب ہین جسکے سبب سے وہ ایک مفعول کو چاہتے ہین جیسے ظننت
معنی ہین اتہمت کے وعلمت معنی ہین عرفت کے ودرائت معنی مین ابصرت
کے ووجدت معنے ہین اصبت کے (**افعال ناقصہ**) وہ
فعل ہین جو اس لئے مقرر کئے گئے ہین کہ فاعل یعنے اسم کو کسی صفت پر
ثابت کرین وہ یہہ ہین کان وصار واصبح وامسی واضحی وظل و
بات وآض وعاد وغدا وراح ومازال ومانفك ومافتئ
ومابرح ومادام ولیس اور بعض لغات مین جاء وقعد بھی افعال
ناقصہ کے معنی مین مستعمل ہوئے ہین جیسے ما جاءت حاجتك ای
ما کانت وقعدت کانہا حربة ای صارت الشفرة کانہا حربة
یہہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہین تاکہ اپنے معنے کا حکم خبر کو دین
اور جزو اول یعنے اسم کو رفع اور جزو ثانی یعنے خبر کو نصب دیتے ہین جیسے
کان زید قائما پس کان ناقصہ اسلئے آتا ہے کہ اپنے خبر کو اپنے اسم
کے لئے زمانہ ماضی مین ثابت کرے خواہ وہ ثبوت دائمی ہو یا منقطع ہو
جیسے کان زید فاضلا وکان زید غنیا فافتقر اور کان ناقصہ
معنے مین صار کے بھی آتا ہے جیسے کان زید غنیا ای صار اور کان
مین ضمیر شان کبھی ہوا کرتی ہے جو ترکیب مین کان کا اسم ٹہرتی ہے
اور اوسکے بعد کا جملہ اوس کی خبر جیسے اس شعر مین اذا مت کان الناس

صنفان شامت و آخرمش بالذی کنت اصنع اور کبھی تامہ بھی ہوتا
ہے معنے ہین وجد و ثبت کے جیسے کن فیکون ای فیوجد
اور کبھی زایدبھی ہوتا ہے جیسے کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً
(صار) انتقال کے واسطے آتا ہے یعنے ایک حالت سے دوسرے
حالت کے طرف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدلینے
کے لئے جیسے صار زیدٌ عالماً وصار الطین خزفاً (اصبح و امسیٰ
واضحیٰ) یہہ مضمون جملہ کو اون اوقات کے ساتھہ مقترن
جس پر خود دلالت کرتے ہین جیسے اصبح زیدٌ نائماً کہ اسمین مضمون
جملہ یعنے قیام زید کا اقتران وقت صبح سے ہوا ہے اسیطرح امسی زیدٌ
واضحی زید نائماً یہہ تینون صار کے معنے مین بھی آتے ہین جیسے
اصبح (ای صار) و امسی (ای صار) و اضحی (ای صار) زیدٌ غنیاً اور کبھی تامہ بھی
ہوتے ہین جیسے اصبح زید ای دخل فی الصباح (ظل و بات) یہہ
دونون جملہ کے مضمون کو اپنے وقت سے مقترن کردیتے ہین جیسے ظل زید
سائراً یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے دن بھر اسیطرح بات زید ساہراً
یعنے ثابت ہوا ہے زید کے لئے رات بھر اور صار کے معنی مین بھی آتے ہین
جیسے ظل و بات (ای صار) زیدٌ غنیاً (مازال ومابرح
ومافتی ومانفک) یہہ افعال استمرار کو بتلاتے ہین کہ انکا فاعل یعنے اسم جسوقت
سے کہ خبر کو قبول کیا ہے اوس وقت سے ابتک ان کی خبر ان کے اسما کے لئے
مستمراً ثابت ہے جیسے مازال زید امیراً یعنے زید جس زمانے سے

بتا ہے اوس وقت سے اتبک مارت مستمراً اوس کے لئے ہے اور ان چارون
افعال کو معنی نفی لازم ہین (ما دام) یہہ بتلاتا ہے کہ یعنی مدت تک ثبوت
خبر کا فاعل یعنے اسم کے لئے ہے اوس وقت تک فلان چیز اوس وقت کیستا تھا
مقید ہے اس لئے یہہ فعل ایک کلام مستقل کا محتاج رہتا ہے جو مع اپنے اسم و
خبر کے اوسکا ظرف واقع ہوتا ہے جیسے اجلس ما دام زیدٌ جالسًا
(لیس) زمانہ حال ہین مضمون جملہ کے نفی کے لئے ہے جیسے لیس زیدٌ قائمًا
ای الآن اور بعض نحویین یعنے سیبویہ نے کہا ہے کہ لیس مضمون جملہ کی
نفی مطلقًا کرتا ہے خواہ زمانہ حال ہین ہو جیسے لیس زیدٌ قائمًا الآن
یا ماضی ہین جیسے لیس خلق اللہ تعالی مثلہ یا زمانہ استقبال ہین جیسے
الا یوم یاتیہم لیس مصروفا عنہم اور ان کی خبر کو ان کے اسمار پر
مقدم کرنا جائز ہے اور یہہ افعال اس اعتبار سے کہ ان کی خبر ان کے افعال
پر مقدم ہوتی ہے تین قسم پر ہین اول یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے
اور وہ کان سے راح تک گیارہ فعل ہین دوم یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم
کرنا نا جائز ہے اور وہ وہ افعال ہین جن کے اول ہین لفظ (ما)
آیا ہے بخلاف ابن کیسان کے وہ کہتا ہے کہ خبر کا فعل پر مقدم نہ ہونا
صرف ما دام ہین ہے اور دوسرے افعال ہین کہ جن کے اول ہین
ما آیا ہے وہان جائز ہے سوم یہہ کہ جس ہین اختلاف ہوا ہے اور
وہ لیس ہے کہ مبرد و کوفیین اس کی خبر کے تقدیم کو فعل پر جائز نہین
جانتے ہین اور بصریین اور سیبویہ جائز سمجھتے ہین (افعال مقاربہ)

وہ فعل ہین جو وضع کئے گئے ہین کہ خبر کا فاعل سے نزدیک ہونا بتلائین وہ نزدیکی یا تو متکلم کے امیدر کہنے کے اعتبار سے ہے یا باعتبار حصول خبر کے یا اس اعتبار سے کہ فاعل خبر کو شروع کر دیا ہے اول عسیٰ ہے جسکی پوری گردان بہ لحاظ مضارع و امر وغیرہ کے نہین آتی ہے جیسے عسی زیدٌ ان یخرج اور اسمین عسیٰ ان یخرج زیدٌ کہنا بھی صحیح ہے اور کبھی ان کو حذف کر دیتے ہین جیسے عسیٰ زیدٌ یخرج دوم کاد جیسے کاد زیدٌ یجیٔ اور کبھی کاد کی خبر پر اَنْ زاید ہوتا ہے جیسے کاد زید ان یخرج اور کاد پر جسوقت حرف نفی داخل ہو تو اوسکا حال بنا بر قول اصح کے فعل کا سا ہے یعنے جسطرح فعل پر حرف نفی داخل ہونے سے معنی نفی کے پیدا ہوتے ہین اسیطرح کاد پر داخل ہونے سے بھی معنے نفی کے حاصل ہوتے ہین اور بعض نحویین کہتے ہین کہ کاد کی نفی اثبات کا معنی دیتی ہے مطلقا ماضی ہو یا مستقبل اور بعض کہتے ہین کہ کاد کے صیغہ ماضی پر جب حرف نفی داخل ہو تو اثبات کے لئے ہے اور جب مضارع پر آوے تو مانند اور افعال کے نفی کے لئے اور اس خیر مذہب والون نے دعوے اول مین آیہ ما کادوا یفعلون سے تمسک کیا ہے کہ اس مین ثبوت کے معنے ہین ورنہ (فذبحوھا) جو اس سے پہلے آیا ہے بے معنے ہے اور دوسرے دعوے مین دلیل لائی ہے ذی الرمہ کے اس شعر سے ؎ اذا غیر الھجر المحبین لم یکد رسیس الھوی من حب میۃ یبرح کہ اس مین یکد جو فعل مضارع ہے لم داخل ہو کر نفی کے معنے دیتا ہے ورنہ

(حاشیہ: مثال تقدیم اسم بر فعل — تقدیم فعل بر اسم)

اصل مطلب شاعر کا فوت ہو جاتا ہے یعنے جدائی جس وقت اور عاشقون کے
عشق مین تغیر پیدا کرے تو میرے محبوبہ ہنیہ کا استوار عشق میرے دل سے
جدا نہین ہوتا۔ سوم طفق دکرب وجعل دکرب ہین اور یہہ کاد کے مانند
ہین استثنا مین کہ خبر مضارع ہو خواہ (ان) کے ساتھہ ہو یا بدون (ان) کے
جیسے طفق زید ان یفعل وطفقا یخصفان اوشک بھی انہی مین سے
ہے اور عسی وکاد کے مانند ہے مستعمل ہین جیسے اوشک زید ان یجیئ واوشک ان
داوشک زید یجیئ (فعل التعجب) وہ فعل ہے جو بنایا گیا ہے معنی تعجب
پیدا کرنے کے لئے اور اس کے دو ہی صیغے ہین ما افعلہ د افعل بہ اور
یہہ دونون تصرف نہین ہوتے یعنی انکا مضارع ومجہول وموئنث نہین آتا جیسے
ما احسن زیداً واحسن بزید اور یہہ دونون بن نہین سکتے مگر اوسی فعل
فعل سے جس سے افعل التفضیل بنتا ہے اور جس سے صیغہ تعجب بن نہین سکتا
مثلاً رباعی یا ثلاثی مزید یا وہ ثلاثی جس مین لون وعیب کے معنے ہون اوس مین
اشد وغیرہ کا لفظ بڑھایا جاتا ہے جیسے ما اشد استخراجہ واشدد
باستخراجہ اور ان دونون صیغون مین تقدیم وتاخیر سے تصرف نہین ہو سکتا
اور نہ ان صیغون مین عامل ومعمول مین کوئی فاصلہ آسکتا ہے اور مازنی جائز
رکھتا ہے اگر ظرف سے فاصلہ آجائے پس اسکے پاس ما احسن فی الدار
زیداً جائز ہے اور ترکیب ما احسن زید کی یہہ ہے کہ سیبویہ کے
پاس ما بمعنی نکرہ ہے معنے مین شئے کے وہ مبتدا اوسکا اوس کی خبر پس ما
احسن زیداً کے یہہ معنے ہین شئی من الاشیاء لا اعرفہ جعل زیداً

حسنًا اور اخفش کے پاس ما موصولہ ہے اور خبر محذوف ای الذی احسن زیدًا شئی عظیم اور احسن بزید میں مجرور فاعل ہے سیبویہ کے پاس اور با زائد ہے پس موافق رائے سیبویہ کے افعل میں کوئی ضمیر نہیں ہی اور اخفش کے پاس مجرور مفعول ہے اور بار تعدیہ کے لئے ہے بازائد پس اسکے بنا بر افعل میں ایک ضمیر ہے جو فاعل واقع ہوتی ہے ای احسن انت زیدًا او بزید۔ (افعال المدح والذم) وہ افعال ہیں جو بنائے گئے ہیں مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے کے لئے اونمیں سے نعم[۵۱] وبئس ہیں اور شرط ان دونوں کی یہہ ہے کہ فاعل یا معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید یا مضاف ہو معرف باللام کے طرف جیسے نعم صاحب الرجل زید ونعم فرس غلام الرجل یا ضمیر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوب[۵۲] واقع ہو جیسے نعم رجلًا یا نعم ضارب رجل یا اوس فاعل مضمر کی تمیز ما ہو جو شئی کے معنے میں ہے جیسے فنعما ھی ای نعم شیأھی اور بعد فاعل کے مخصوص ہوتا ہے اور وہ مخصوص ترکیب میں مبتدا ہوتا ہے اور اوسکا ماقبل خبر مقدم یا وہ مخصوص خبر ہے مبتدا محذوف کے پس نعم الرجل زید میں زید مبتدا ہے اور نعم الرجل خبر مقدم یا زید خبر ہے مبتدا محذوف کی جو ھو ہے پس باعتبار ترکیب اول کے نعم الرجل زید ایک جملہ ہے اور باعتبار ترکیب دوم کے دو جملے ہیں۔ شرط مخصوص کی یہہ ہے کہ فاعل سے مطابق ہو افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث میں جیسے نعم الرجل زید ونعم الرجلان الزیدان ونعم الرجال الزیدون ونعمت المرأۃ ھند ونعمت المرأتان الھندان ونعمت النساء الھندات۔ اگر یہان کوئی اعتراض کرے کہ قاعدہ

۵۱ نعم بئس میں چار لغت ہیں اول فتح فا و کسر عین دوم بسکون عین و فتح فا سوم سکون عین و کسر فا چہارم کسر فا و عین اور اکثر کسر فا بسکون عین ہے ۱۲

۵۲ منفرد ہو

[illegible]

مذکورہ کے اعتبار سے مخصوص فاعل کے مطابق ہو نا چاہیے حالانکہ اس آیہ
(بئس مثل القوم الذین کذبوا) میں الذین کذبوا جو مخصوص ہے جمع
ہے اور فاعل جو مثل القوم ہے واحد ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اور جو
اس کے مشابہ ہے اوس کے تاویل کی گئی ہے یعنے تقدیر اسکی مثل القوم
مثل الذین کذبوا ہے۔ کبھی مخصوص محذوف ہو جاتا ہے جبوقت کہ قرینہ
سے معلوم ہو جائے جیسے نعم العبد ای ایوب فنعم الماھدون ای نحن
اور ساء مانند بئس کے ہے احکام و شرائط مین اور انہین سے حبذا ہے
اور یہہ متغیر نہین ہوتا خواہ مخصوص تثنیہ ہو یا جمع ہو یا مونث جیسے
حبذ الزیدان وحبذا الزیدون وحبذا ھند اور بعد
حبذا کے مخصوص ہوتا ہے اور اعراب مخصوص کا نعم کے مخصوص کے مانند
ہے۔ اگر حبذا کے مخصوص سے پہلے یا بعد تمیز یا حال واقع ہو موافق مخصوص کے
افراد و تثنیہ و جمع و تانیث مین تو جائز ہے جیسے حبذا رجلاً زید وحبذا
زید رجلاً وحبذا راکباً زیدٌ وحبذا زید راکباً وحبذا رجلین
او راکبین الزیدان وحبذا الزیدان رجلین او راکبین
وحبذا امراۃً ھندٌ وحبذا ھند امراۃً (الحروف) حرف
وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے اوس معنی پر جو اپنی غیر یعنے اپنے متعلق مین
پائے جاتے ہین اور غیر اوس متعلق و ضمیمہ کے معنی اوس کے درست نہ ہونگے
اس لیے جز کلام بننے مین اسم جیسے من البصراۃ یا فعل جیسے قد ضربت
کا محتاج ہے (حروف جر) حرف جر وہ ہے جو مقرر کیا گیا ہے کہ فعل معنی

فعل یعنی شبہ فعل کو پہونچا دے اوس چیز کے طرف جو اوس سے متصل ہے خواہ وہ چیز اسم ہو جیسے مررت بزید وانا مار بزید یا مؤول باسم جیسے وضاقت علیہم الارض بما رحبت ای برحبہا۔ وہ حروف جارہ یہہ ہین من والی وحتی وفی با ولام وربّ واو ربّ وواو قسم وتا قسم وبا قسم وعن وعلی وکاف ومذ ومنذ وخلا وعدا وحاشا پس (من) کے کئی قسمین ہین ابتدا غایت کے لئے جیسے سرت من البصرۃ اور تبیین یعنی امر مبہم کے بیان کرنے کے لئے جیسے اجتنبوا الرجس من الاوثان ای الرجس الذی ہو الوثن تبعیض کے لئے جیسے اخذت من الدراہم ای بعضہا۔ زائد ہوتا ہے کلام غیر موجب مین جیسے ما جاءنی من احد وہل جاءک من احد بخلاف کوفیین واخفش کے کہ وہ کلام موجب مین بھی (من) کی زیادتی کو جائز رکھتے ہین جیسے وقد کان من مطر اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ مثال اور اس کے مانند اور سب تاویل کر لئے گئے ہین کہ یہہ (من) تبعیضیہ ہے یعنے قد کان بعض مطر یا بیانیہ ہے ای شی من مطر (الی) انتہاء غایت کے لئے آتا ہے جیسے خرجت الی السوق واتموا الصیام الی اللیل بمعنی مع کم آتا ہے جیسے لا تاکلوا اموالہم الی اموالکم ای مع اموالکم (حتی) الی کے مانند ہے یعنی انتہاء غایت کے لئے معنی مین مع کے اکثر آتا ہے جیسے اکلت السمکۃ حتی راسہا اور حتی اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے ضمیر پر نہین آتا جیسے نمت البارحۃ حتی الصباح پر حتاہ کہنا درست نہین ہے بخلاف مبرد نحوی کے وہ

کہ وہ ضمیر پر بھی داخل ہونے کو جائز جانتا ہے (فی) ظرفیت کے لیے ہے حقیقۃً
جیسے الماء فی الکوز یا مجازاً جیسے النجاۃ فی الصدق معنی میں علی کے کم آتا ہے
جیسے ولاصلبنکم فی جذوع النخل (الباء) الصاق کے لیے ہے یعنے
کسی چیز کو با کے مجرور سے متصل کر دینا جیسے مررت بزید۔ استعانۃ کے لیے جیسے
کتبت بالقلم۔ مصاحبت کیلئے جیسے اشتریت الفرس بسرجہ ای مع سرجہ۔ مقابلہ کے
لیے جیسے بعت ھذا بذالک۔ تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے جیسے
خرجت بزید ای اخرجتہ۔ ظرفیت کے لئے جیسے جلست بالمسجد ای
فی المسجد۔ زاید ہوتا ہے استفہام و نفی کی خبر میں قیاساً جیسے ھل زید
بقائم وما زید بقائم ولیس زید بقاعد اور اس صورت کے سوا دوسری
صورت میں زیادتی با کی سماعی ہے جیسے بحسبک زید والقی بیدہ وکفی
باللہ شھیداً ای حسبک زید والقی یدہ وکفی اللہ شہیداً (اللام)
اختصاص کے لیے ہے ملکیت کے لئے ہو یا نہ ہو جیسے الجل للفرس والمال
لزید۔ تعلیل یعنے کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لئے ذہناً جیسے ضربتہ
للتادیب یا خارجاً جیسے خرجت لمخافتک۔ معنی میں (عن) کے اگر قول کے
ساتھ مذکور ہو جیسے قلت لزید ای عن زید۔ زاید جیسے ردف لکم ای
ردفکم معنی میں واو قسم کے تعجب کے لئے ہے جیسے للہ لا یوخر الاجل (رُبَّ)
تقلیل یعنی کمی کے معنی بتلانے کے لئے جیسے رُبَّ رجل کریم لقیتہ اور رُبَّ
کے لئے ابتداء کلام ضرور ہے اور خاص ہوتا ہے نکرہ موصوفہ کے ساتھ موافق
مذہب اصح کے یعنی رُبَّ کے بعد ایک نکرہ موصوفہ کا ہونا واجب ہے یہ ابوعلی

ومبرد کا مذہب ہے اور اخفش وفرا کی یہہ رائے ہے کہ واجب نہین ہے اور
رُبَّ کا فعل یعنی متعلق صیغہ ماضی ہوتا ہے جو اکثر محذوف رہتا ہے جیسے رب
رجل کریم ای لقیتہ اور رُبَّ کبھی ایسی ضمیر مبہم پر آتا ہے جسکی تمیز نکرہ
منصوبہ ہوتی ہے اور ضمیر مفرد مذکر ہی رہتی ہے خواہ ممیز تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو
یا مونث جیسے ربہ رجلا اور رجلین اور رجالا او امراۃ او امرأتین
او نساءً نحویون کوفیین کے مطابقت تمیز مین اختلاف کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ ضمیر ممیز کے موافق چاہیئے افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین جیسے ربھما
رجلین وربھم رجالاً وربھا امراۃ وربھما امراتین وربھن نساءً
اور آخر مین رُبَّ کے ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو اوس کو عمل سے روکدیتا ہے
اوس وقت وہ جملون پر بھی آسکتا ہے جیسے ربما یود الذین کفروا (واو
رُبَّ) نکرہ موصوفہ پر آتا ہے جیسے ع وبلدۃٍ لیس لھا انیس (واو
قسم) یہہ اوس وقت ہوتا ہے کہ جب قسم کا فعل غیر سوال مین حذف کیا گیا ہو
جیسے واللہ لافعلن کذا اور سوال مین واو قسم مستعمل نہین ہوتا پس واللہ
اخبرنی صحیح نہین ہے اور خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھہ ضمیر پر نہین آتا
پس وك لافعلن نہین کہہ سکتے (تاء قسم) واو کے مانند ہے فعل کے حذف
ہونے اور غیر سوال مین آنے مین اور خاص ہے اسم (اللہ) کے ساتھہ جیسے
تاللہ لاکیدن اصنامکم (باء قسم) واو و تا دونون سے عام ہے سب
بانو مین یعنے با کا استعمال فعل کے ساتھہ بھی ہوتا ہے اور بغیر فعل کے بھی جیسے
باللہ واقسم باللہ اور سوال وغیر سوال دونون مین آتا ہے جیسے باللہ

لافعلن وباللہ اجلس اور جیسا اسم ظاہر پر آتا ہے ضمیر پر بھی آتا ہے
جیسے باللہ لافعلن وبک لافعلن اور اسم اللہ وغیر اللہ دونوں پر
آتا ہے جیسے باللہ وبالرحمن لافعلن اور لایا جاتا ہے جواب قسم میں
لام اور آن اور حرف نفی جیسے واللہ لزید قائم وواللہ لافعلن کذا
وواللہ ان زیداً لقائم وواللہ ما زید بقائم ولا یقوم زید۔
کبھی جواب قسم حذف کیا جاتا ہے جسوقت کہ قسم درمیان اوس جملہ کے ہو جو
جواب قسم پر دلالت کرتا ہے یا قسم سے پہلے آئے وہ چیز جو جواب قسم پر دلالت
کرتی ہے جیسے زید واللہ قائم وزید قائم واللہ (عن) مجاوزت
یعنی ایک چیز کا تجاوز کرنا ایک چیز سے بتلانیکو آتا ہے جیسے رمیت
السّہم عن القوس الی الصید (علی) استعلا کے لئے ہے جیسے زید
علی السطح۔ اور کبھی عن وعلی دونوں اسم ہوجاتے ہیں جسوقت کہ ان دونوں
پر (من) داخل ہو جیسے من عن یمینی ای من جانب یمینی ومن علیہ
ای من فوقہ (کاف) تشبیہ کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور
زاید ہوتا ہے جیسے لیس کمثلہ شئی ای لیس مثلہ شئی اور کبھی اسم
ہوجاتا ہے معنی میں لفظ مثل کے جیسے ع یضحکن عن کالبرد المنہم
ای عن اسنان مثل البرد المذائب اور خاص ہوتا ہے اسم ظاہر
سے پس کہ وکہا نہیں کہہ سکتے (مذ ومنذ) جو زمانی ہیں کسی
کام کی ابتدا زمانہ ماضی میں بتلانیکو آتے ہیں جیسے ما رایتہ مذ
منذ یوم الجمعۃ یعنی عدم رویتی لہ الجمعۃ الماضیۃ۔ اور

ظرف ہیں کے لئے زمانہ حاضر ہیں جیسے ما رأیتہ مذ شہرنا و منذ یومنا
یعنے جمیع زمان انتفاء رویتنا ہو ہذا الشہر او الیوم الحاضر عندنا
(حاشا[a] وعدا وخلا) استثنا کے لئے ہیں جیسے جاءنی القوم حاشا
زید وعدا زید وخلا زیدٍ (حروف مشبہ بالفعل) یہہ
ہیں اِنَّ و اَنَّ و کاَنَّ و لکنّ و لیتَ و لعلَّ ان سب حروف کے
لئے ابتداۓ کلام چاہیے سواۓ اَنَّ مفتوحہ کے کہ یہہ ان سب کے
برعکس ہے۔ ان حروف کے اخیر میں ما ر کافہ لاحق ہوتا ہے اوسوقت
بنا بر لغت فصیحہ کے یہہ عمل سے رو کدئے جاتے ہیں جیسے انما زید قائمٌ
اور اس حالت میں افعال پر بھی آتے ہیں جیسے انما قام زید (اِنَّ)
جملہ کے معنی میں تغیر پیدا نہیں کرتا بلکہ تاکید پیدا کرتا ہے اور جملہ جملہ
ہی کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور (اَنَّ) مفتوحہ اپنے جملہ یعنی اسم وخبر
سے ملکر حکم میں مفرد کے ہوتا ہے اس لئے جملہ کے مقام میں کسرہ واجب
ہے اور فتحہ مقام میں مفرد کے یعنے جہان جملہ جملہ ہی کی حیثیت پر رہے
وہان اِنَّ پڑھنا چاہئے اور جہان جملہ مفرد ہو جائے وہان اَنَّ پڑھنا
چاہئے پس اِنَّ مکسور ہوتا ہے ابتداء کلام میں جیسے اِنَّ زیداً قائمٌ
اور بعد قول کے جیسے قال زید ان عمراً قائم اور بعد اسم موصول کے
جیسے جاءنی الذی اِن اباہ قائم اور اَنَّ مفتوح ہوتا ہے جبکہ
فاعل واقع ہو جیسے بلغنی اَنَّ زیداً عالم یا مفعول ہو جیسے کرہت
اَنَّ زیداً شاعراً یا مبتدا ہو جیسے عندی اَنَّک فاضل یا مضاف الیہ ہو

[a] جسوقت یہ اپنے معقول کو نصب دیتے ہیں اوسوقت افعال بنجاتے ہیں ۱۲

جیسے اعجبنی اشتہار انک عالم اور عربون نے لولا انک پڑھا ہے
یعنے لولا کے بعد اَنّ مفتوحہ لاتے ہین کیونکہ مابعد لولا کا مبتدا ہوتا ہے
اور خبر اوسکی محذوف رہتی ہے یعنے وہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مقام مبتدا
مین ہے اور مبتدا کو مفرد ہونا واجب ہے یعنی لولا انک منطلق ن انطلاقک
اسیطرح سے لو کے بعد بھی اَنّ پڑھا ہے جیسے لو انک کیونکہ مابعد لو کا
فاعل ہے فعل محذوف کا اور فاعل کو مفرد ہونا واجب ہے پس لو انک قائم
جگہ مین ہے لو وقع قیامک کے اور جس مقام پر مفرد بھی ہو سکے اور جملہ
بھی وہان دونون وجہ جائز ہین یعنی اِنّ مکسورہ و اَنّ مفتوحہ دونون
پڑھ سکتے ہین جیسے من یکرمنی فانی اکرمہ پس اگر اس سے مراد من یکرمنی
فانا اکرمہ ہو تو کسرہ واجب ہے کیونکہ اس صورت مین مقام مین جملہ
کے ہے اور اگر مراد یہہ ہو من یکرمنی فجزاءہ انی اکرمہ تو فتحہ واجب ہے
کیونکہ اس صورت مین مقام مفرد مین ہے کہ مبتدا واقع ہوا ہے اسیطرح سے
اس مصرع اذا انہ عبد القفا واللہازم مین اور جو اس کے مشابہ ہو
(عظم مرتفعانی اللحی تحت الاذن)
کسرہ وفتحہ دونون جائز ہین کسرہ اسلیئے کہ اِنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ
واقع ہوا ہے اور فتحہ اس لیئے کہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مبتدا ہے اور خبر
محذوف ہے ای اذا عبودیتہ للقفا واللہازم ثابتۃ اور اسلیئے
یعنے چونکہ اِنّ مکسورہ جملہ کے معنے مین تغیر پیدا نہین کرتا اس لیئے
اِنّ مکسورہ کے اسم پر خواہ لفظاً مکسورہ ہو یا حکماً اسی اور اسم کا عطف
کرنا رفع کے ساتھہ جائز ہے جیسے ان زیداً قائم وعمرو یہہ اِنّ

مکسورہ لفظی کی مثال ہوی اور مثال مکسورہ حکمی کی یہہ ہے جیسے علمت
اِنَّ زیدًا قائم وعمرو کہ اَنّ یہان اگرچہ مفتوح ہے کہ مفعول واقع ہوا
ہے مگر حکما مکسور ہے۔ اس عطف مین شرط یہ ہے کہ اِنَّ کی خبر معطوف سے
پہلے مذکور ہوکر رہنی چاہیے خواہ لفظا مکسور ہو جیسے اِنَّ زیدًا قائم
وعمرو یا تقدیرًا جیسے اِنَّ زیدًا وعمرو قائم ای اِنَّ زیدًا قائم و
عمرو قائم بخلاف کوفیین کے کہ وہ کہتے ہین اس عطف کے صحیح ہونے مین
اس شرط کی کوئی ضرورت نہین ہے[۵۱] اور اسم اِنَّ کے مبنی ہونے کو جواز
عطف مین کوئی اثر و دخل نہین ہے یعنے اگر اسم اِنَّ کا مبنی ہو تو بھی
اوسکے محل پر قبل مذکور ہونے خبر کے عطف صحیح نہین بخلاف مبرد و کسائی
کے یہہ کہتے ہین کہ اسم اَنّ کا جسوقت مبنی ہو تو اوس کے محل پر بغیر خبر کے
پہلے ذکر ہونے کے عطف جائز ہے ورنہ نہین جیسے انك وزید
ذاھبان (لکن) یہہ بھی اِنَّ کے مانند ہے کہ معنی جملہ مین تغیر نہین
پیدا کرتا پس اسکے اسم کے محل پر بھی عطف دینا صحیح ہے جیسے لم یخرج
زید لکن عمرا خارج وبکرٌ اور اسی لیے یعنے چونکہ اِنَّ مکسورہ
جملہ کے معنے مین تغیر نہین پیدا کرتا اس لیے اِنَّ مکسورہ کے ساتھہ لام تاکید
آتا ہے نہ اَنَّ مفتوحہ کے ساتھہ کبھی تو خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنَّ
زیدًا لقائم اور کبھی اسم پر جسوقت کہ اِنَّ مکسورہ اور اوسکی اسم
کے درمیان فاصلہ آجائے جیسے اِنَّ فی الدار لزیدًا اور کبھی اسم
وخبر کے درمیان جو چیز مذکور ہوتی ہے اوس پر لام آتا ہے جیسے

کوفیین کے نزدیک اِنَّ یہاں صرف اسم مین عمل کرتا ہے اور خبر مرفوع ہے بسبب ابتدا کے جیسا کہ قبل اِنَّ کے داخل ہونیکے تھی پس وہ عاملون کا ایک اعراب

[۵۱] جیسے مغز الاوہم مصنف نحو ۱۲

اِن زیدً الطعامك اكل اور لکن کے ساتھہ لام کو لانا ضعیف ہے
اور اِنَّ مکسورہ مخفف بھی کیا جاتا ہے اوس وقت اوسکے ساتھہ لام
کو لانا واجب ہے اور اوسکے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جیسے ان زیدً
لقائمٌ اور ان مکسورہ مخففہ کا کسی فعل پر افعال مبتدا سے یعنے وہ
افعال جو مبتدا و خبر پر داخل ہوا کرتے ہین جیسے کان وظن اور اون کے
اخوات) داخل ہونا جائز ہے جیسے انکانت لکبیرۃ وان
نظنك لمن الکاذبین اور کوفیین نے اس کی تعمیم مین اختلاف کیا
ہے یعنی وہ ان مکسورہ مخففہ کے تمام افعال پر داخل ہونے کو جائز رکھتے
ہین نصرف افعال مبتدا پر جیسے شعر تاللہ ربك اِن قتلت
لمسلما ۔ وجبت علیك عقوبۃ المتعمد اور اَنَّ مفتوحہ بھی
مخفف کیا جاتا ہے اوس وقت وہ ایک ضمیر شان مقدر مین وجوباً عمل کرتا
ہے اور جملون پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جو اوس
ضمیر کی تفسیر کرسکے اور غیر ضمیر شان ہین اوس کو عمل دینا شاذ ہے
جیسے اظن انک قائمٌ اور جب ان مفتوحہ مخففہ فعل پر داخل ہو تو
اوس کے ساتھہ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا لانا لازم ہے جیسے
علم اَنْ سیکون منکم مرضیٰ شعر اعلم فعلم المرأ ینفعہ ۔ ان سوف
یاتی کل ما قُدِرَا ولیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربی و
او لا یرون ان لا یرجع الیھم (کان) ایک چیز کو ایک چیز سے
مشابہ کرنے کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور کَاَنَّ کبھی مخفف

بھی ہوتا ہے اوس وقت موافق استعمال فصیح کے اوسکا عمل باطل کردیا جاتا ہے جیسے شعر دخر مشرق اللون۔ کان ثدیاہ حقان (لکن) استدراک کے لئے ہے یعنے کلام سابق سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اوس کے رفع کرنے کے لئے جیسے جاء نی زیدٌ لکن عمرًا لم یجی اور لکن درمیان دو ایسے کلامون کے واقع ہوتا ہے جو بلحاظ معنی کے نفی واثبات مین متغایر ہون لفظ کے لحاظ سے تغایر ہو یا نہو اور لکن بھی مخفف ہوتا ہے پس عمل اوسکا باطل ہوجاتا ہے اور لکن کے ساتھ واو لانا جائز ہے (لیت) تمنی کے لئے ہے جیسے لیت زیدًا قائم و لیت الشباب یعود اور فرالبت کے دونو معمول کے منصوب ہونے کو جائز رکھا ہے جیسے لیت زیدًا قائمًا (لعل) ترجی کے لئے ہے جیسے لعلّ زیدًا یاتی (ف) تمنی و ترجی مین یہہ فرق ہے کہ تمنی ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دو نون مین ہو سکتی ہے اور ترجی خاص ممکن الحصول مین اور لعل کے مدخول کو لعل سے جر دینا شاذ ہے جیسے لعل ابی المغوار منک قریب (حرف عاطفہ) دس ہین واو۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ او۔ ام۔ امّا۔ لا۔ بل۔ لکن انمین سے پہلے چار یعنی (و۔ ف۔ ثم۔ حتی) معطوف و معطوف علیہ دونون کو ایک حکم مین جمع کرنے کے لئے آتے ہین (و) صرف معطوف و معطوف علیہ کے جمع کرنے کے لئے آتا ہے اور اوس مین ترتیب نہین ہوتی (فا) معطوف و معطوف علیہ کے جمع ہونے کو بتلاتا ہے

ترتیب دار بغیر مہلت کے جیسے جاء زید فعمرو یعنے زید پہلے آیا
اور عمرو بعد (ثم) بھی مانند فا کے ہے مگر مہلت کے ساتھہ یعنے ثم معطوف
ومعطوف علیہ کے جمع ہونے کو بالترتیب بمہلت بتلاتا ہے جیسے جاء زید
ثم عمرو یعنے زید پہلے آیا اور عمرو بعد مگر ساتھہ ہی نہین بلکہ عمر کچھہ دیر بعد آیا
(حتی) مانند ثم کے ہے یعنے جیسا ثم ترتیب و مہلت پر دلالت کرتا ہے
اوسیطرح یہہ بھی مگر حتی مین مہلت کم ہوتی ہے اور ثم مین زیادہ اور
حتی کا معطوف اپنی متبوع کا جز ہوا کرتا ہے تاکہ وہ عطف اشیا کا فائدہ دے
کہ معطوف مین قوت یا ضعف پایا جاتا ہے جیسے مات الناس حتی
الانبیاء وقدم الحاج حتی المشاۃ (او و اما و ام) انمین سے
ہر ایک حرف دو چیز و نمین سے کسی ایک مبہم چیز کے بتلانے کو آتا ہے اور
ام متصلہ[٥١] ہمزہ استفہام کو لازم ہے یعنے ہمیشہ ہمزہ استفہام کے ساتھہ
مستعمل ہوتا ہے اور دو امر مستوی مین سے خواہ وہ اسم ہون یا فعل
یا حرف ایک متساوی تو ام کے بعد بلا فاصلہ مذکور ہو اور دوسرا ہمزہ سے
متصل ہو اور اون دونمین سے کوئی ایک علم متکلم مین ثابت رہے تاکہ
مخاطب سے تعیین طلب کیجاوے اسوجہ سے ارائت زیداً ام عمراً کہنا
[٥٢] صحیح نہین ہے کیونکہ ایک امر مستوی یعنے (عمرو) تو ام سے متصل ہے
مگر دوسرا امر مستوی یعنے (زید) ہمزہ سے متصل نہین ہے بلکہ اوسکی یہ
مثال صحیح ہوگی جیسے ازیداً ارائت ام عمراً اور چونکہ ام سے بوقت سوال
کیا جاتا ہے تو دو امر مستوی مین سے ایک تو معلوم رہتا ہے صرف اوس کی

اوس کی تعین مطلوب ہوتی ہے اس لیئے اوسکا جواب تعین کے ساتھہ
چاہیے نہ نعم یا لا سے یعنے جسوقت کہا جائے ازیدًا رایت ام عمرًا تو
جواب مین زیدًا یا عمرًا کہنا چاہیے اور ام منقطعہ مانند بل کے ہے یعنے جسطرح سے
کہ بل اضراب یعنی کلام سابق سے اعراض کرکے دوسرے کے طرف آتا ہے
اوسیطرح سے یہہ بھی ہے اور مانند ہمزہ کے ہے تشکیک مین کلام ثانی کے
جیسے انہا لابل ام شاۃ ای بل ھی شاۃ۔ ام کے لانے سے معلوم ہوا کہ
ابل تو نہین ہے مگر پہر شک ہے اسمین کہ آیا وہ بکری ہے یا کوئی اور چیز
اور (اِمّا) معطوفہ کے ساتھہ معطوف علیہ سے پہلے لفظ اِمّا کا لانا ضرور
ہے اور (او) کے ساتھہ اِمّا کو لانا جائز ہے جیسے جاءنی اما زید واما
عمرو وجاءنی اما زید او عمرو یا جاءنی زید او عمرو۔
(لا۔ بل۔ لکن) یہہ تینون حرف معطوف و معطوف علیہ مین سے ایک کی
تعیین کے لیئے آتے ہین جیسے جاءنی زید لا عمرو کہ یہان حکم مجیی کا زید
کے لیئے ثابت ہے نہ عمرو کے لیئے (ف) لا۔ اوس حکم کو جو معطوف علیہ کے
لیئے ثابت ہوا ہے معطوف سے نفی کردیتا ہے پس حکم یہان معطوف علیہ کے
لیئے ہے تعیین کے ساتھہ اور بل بعد اثبات کے حکم کو معطوف علیہ سے
پہیر کر معطوف کے طرف لاتا ہے پس حکم یہان معطوف کے لیئے ہے
تعیین کے ساتھہ جیسے جاءنی زید بل عمرو یعنے عمرو آیا اور زید اوس سے
سکوت کیا گیا ہے نہ اوس پر مجیی کا حکم ہے نہ عدم مجیی کا (لکن) نفی کو لازم
ہے (حروف تنبیہ) الا۔ اما۔ ھا۔ ہین جیسے الا زید قائم واما زید قائم

اسمین انہا کی ضمیر قطیعہ کے طرف ہے ای القطیعہ ادا ھا لابل ہی معلوم ہوگیا کہ وہ ابل نہین ہے تو اوس سے اعراض کیا پھر شک ہوا کہ وہ شاۃ ہے یا کچھ اور آخر ۱۳۰

وھا زید قائم (حروف ندا) یا عام ہے قریب وبعید دونوں کے لئے آتا ہے اور ایا وھیا بعید کے لئے اور ای او ھمزہ قریب کے لئے (حروف ایجاب) نعم بلی ای اجل جیر اِنّ نعم اپنے ماقبل کے کلام سابق کے مضمون کو ثابت کرتا ہے جیسے اجاء زید۔ نعم۔ ویلی اپنے ماقبل کے کلام منفی کو واجب کرتا ہے جیسے الست بربکم قالوا ای بلی انت ربنا۔ ای بعد استفہام کے ثبوت کے لئے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے اقام زید ای واللہ اور اَجَل وجیرِ وانّ یہہ تینوں مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے قد اتاک زید کے جواب ہیں اجل وجیر و لعن اللہ ناقۃ حملتنی الیک اِنّ وراکبہا ای لعن اللہ تلک الناقۃ وراکبہا (حروف زیادہ) اِن مخففہ وانْ مخففہ وما ولا ومن وباء ولام ہیں (اِن مخففہ) ما نافیہ کے ساتھہ زاید ہوتا ہے جیسے ما اِن رایت زیداً اور ما مصدریہ ولمّا کے ساتھہ اِن کا زاید ہونا کم ہے جیسے انتظر ما ان جلس القاضی ای مدۃ جلوسہ ولمّا ان قام زید قمت وانْ مخففہ زاید ہوتا ہی لمّا کے ساتھہ جیسے فلمّا اَن جاء البشیر اور زاید ہوتا ہے لو اور قسم کے درمیان جیسے واللہ اَن لو قمت قمتُ اور کاف کے ساتھہ اسکا زاید ہونا کم ہے جیسے کان ظبیۃ تعطوا الی ناضر السلم (ما) زاید ہوتا ہے اذا ومتی وایّ واین وان کے ساتھہ جبوقت کہ یہہ شرط ہوں جیسے اذا ما تخرج اخرج ومتی ما تذھب اذھب وایّا ما تدعوا فلہ

الاسماء الحسنیٰ وابنما تجلس اجلس واِمّا ترینّ من البشر احداً اور بعض حرف جر کے ساتھ بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے فبما رحمۃٍ وممّا خطیئاتہم اور مضاف کے ساتھ اوسکی زیادتی کم ہے جیسے غضبت من غیر ما جرم ای من غیر جرم (لا) زاید ہوتا ہے واو عاطفہ کے ساتھ جو بعد نفی کے واقع ہو جیسے ماجاءنی زید ولا عمرو اور بعد ان مصدریہ کے جیسے ومامنعک ان لا تسجد ای ان تسجد اور قبل اُقسم کے اوس کی زیادتی کم ہے جیسے لا اقسم ھو بیوم القیامۃ اور مضاف کے ساتھ اسکا زاید ہونا شاذ ہے جیسے فی بئر لاحورٍ سریٰ وما شعر ای فی بئر حور (من۔ با۔ لام) انکا ذکر پہلے آچکا۔ (حرف تفسیر) اَنْ واَیْ ہیں اَنْ خاص ہے اوس فعل کے ساتھ جسمین قول کے معنے ہوں جیسے ونادینا اَنْ یا ابراھیمُ مگر اَیْ ہر مبہم کے تفسیر کے لئے آتا ہے جیسے تلت ای تلفظت وجاءنی زید ای ابوعبداللہ (حروف مصدر) ما وان مخففہ واَنَّ مشددہ اِن انمین سے پہلے کے دو جملہ فعلیہ کے ساتھ خاص ہین جیسے تضاقت علیہم الارض بما رحبت ای برحبھا واعجبنی ان خرجت ای خروجک اور اَنَّ مشددہ جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے جیسے اعجبنی انک قائمٌ ای قیامک (حروف تحضیض ھلّا واَلّا ولو لا ولوما ہین) اِن کو ابتدا کلام ہین لانا ضرور ہے اور ان کے لئے فعل لازم ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ھلّا ضربت زیداً یا تقدیراً جیسے ھلّا زیداً ضربتہ ای ھلّا ضربت زیداً ضربتہ

مذکور ہین پیچھے فضوبر ولا الضا ۱۲

(ف) یہہ افعال جسوقت کہ ماضی پر داخل ہونتو توبیخ کا فائدہ دیتے ہین
اور جب مضارع پر داخل ہونتو ترغیب کا (حرف توقع قد) ہے یہہ ماضی
ہین قریب کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے قد ضرب زید یعنے زید نے
ابھی مارا ہے اور مضارع ہین قلت کے لئے جیسے الکذوب قد یصدق
(حرف استفہام ہمزہ وہل ہین) یہہ ابتدا کلام ہین آتے ہین ہمزہ جملہ اسمیہ و
فعلیہ دونون پر آتا ہے جیسے ازید قائم وا قام زید اور ہل بھی ایسا
ہی ہے کہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونون پر آتا ہے جیسے ہل زید قائم
زید اور ہمزہ کا بہ نسبت ہل کے استعمال ہین تصرف زیادہ ہے جیسے
ازیداً ضربت مفعول کو مقدم کر کے واتضرب زیداً وھو اخوک یعنے استعمال ہمزہ کا
واسطے استفہام انکاری کے وا زید عندک ام عمرو یعنے ہمزہ کو ام متصلہ کا
مقارن قرار دیکر و اثم اذا ما وقع وا فمن کان وا ومن کان یعنے ہمزہ کو حروف
عطف پر داخل کر کے ان سب صورتون ہین ہل کا استعمال ناجائز ہے (حرف
شرط ان ولو وامّا) یہ ابتدا ر کلام ہین آتے ہین ان استقبال کے لئے ہے
اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے ان ضربتنی ضربتک اور لو اسکا عکس یعنے
امنی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لو یطیعکم ای اطاعکم اوران
دونون کو فعل لازم ہے لفظاً ہو جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود یا
تقدیراً جیسے ان احد من المشرکین استجارک ای استجارک احد
اور چونکہ ان دونون کے بعد فعل کا ہونا ضرور ہے اسلئے لو کے بعد ان
مفتوحہ مذکور ہوتا ہے کیونکہ انّ مع اپنے معمول کے فعل مقدر کا فاعل ہے

پس تو انّك کہا جاتا ہے اور اوسکی خبر انطلقت بصیغہ فعل مذکور ہوتی ہے جگہ بین منطلق کے تاکہ فعل محذوف کیلیئے بمنزلہ عوض کے ہو یہ اوسی صورت بین ہے کہ خبر ان کی اسم مشتق ہو اور فعل اوسکی جگہ بین آسکتا ہو اور اگر خبر جامد ہو تو اسم جامد ہی خبر بن جایگا کیونکہ فعل کا خبر کی جگہ بین آنا متعذر ہے جیسے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام کہ یہین اقلام اسم مشتق نہین ہے تاکہ اوسکا کوئی فعل لیکر جگہ بین اوس کے رکھا جائے جسوقت کہ قسم ابتدا کلام بین شرط سے پہلے مذکور ہو تو اوسکے بعد صیغہ ماضی کا ہونا لازم ہے خواہ لفظاً ہو یا معنًی اور جواب جو بعد ذکر ہوگا وہ لفظاً صرف قسم کا جواب ہوگا نہ قسم و شرط دونوں کا اور معنًا جواب ہوگا شرط و قسم دونون کا جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنك مثال ماضی لفظاً کی اور واللہ ان لم تاتنی لاکرمنك مثال ماضی معنًا کی اور اگر قسم درمیان اجزا کلام کے واقع ہو شرط کے اوس پر مقدم ہونے سے یا غیر شرط کے مقدم ہونے سے تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کر کے جواب کو جواب قسم قرار دین اور شرط کو لغو کر دین یا قسم کو لغو کر دین اور شرط کا اعتبار کر کے جواب کو جواب شرط یعنے (جزا) قرار دین جیسے انا واللہ ان تاتنی اتك مثال غیر شرط کو قسم پر مقدم کرنے کے اور جیسے ان اتیتنی واللہ لاتینك مثال شرط کو قسم پر مقدم کرنے کی الف یہان پر چار صورتین ہین اول الغاء قسم بتقدیم شرط جیسے ان تاتنی واللہ لاتك اسمین جواب (لاتك) جزا ہے شرط کی اور مجموعہ

شرط وجزا کا قائم مقام جواب قسم دوم الغاز قسم تقدیم غیر شرط جیسے انا واللہ
ان تاتنی آتیك اسمین جواب جزا ہے شرط کی اور مجموعہ شرط جزا کا خبر
مبتدا کی اور مبتدا مع خبر قائم مقام جواب قسم سوم اعتبار قسم تقدیم شرط
جیسے ان اتیتنی واللہ لا تینك اسمین جواب جواب قسم ہے
اور قسم مع اپنے جواب کے جزا ہے شرط کی چہارم اعتبار قسم تقدیم غیر
شرط جیسے انا واللہ ان اتیتنی لاکرمنك اسمین جواب جواب
قسم ہے باعتبار لفظ کے اور جزا ہے شرط کی بلحاظ معنے کے اور مجموعہ
مع جواب خبر ہے مبتدا کی اور قسم جسوقت مقدر ہو تو وہ مثل ملفوظ ہونے
کے ہے پس جو شرط کہ اوسکی بعد واقع ہوا وس کو صیغہ ماضی لانا لازم ہے
تا قسم کا جواب ہو سکے جیسے لئن اخرجوا لا یخرجون ای واللہ لئن
اخرجوا لا یخرجون پس شرط ماضی ہے اور لا یخرجون جواب قسم پر اگر
شرط کی جزا ہوتی تو بحذف نون جزم ہونا (لا یخرجون) کو ضرور تھا
اسیطرح ان اطعتموھم انکم لمشرکون ای واللہ ان اطعتموھم
انکم لمشرکون اسمین بھی شرط ماضی ہے اور انکم لمشرکون جواب
قسم اگر جزا شرط کی ہوتی تو فا لازم ہوتا کیونکہ جملہ اسمیہ جب جزا واقع ہو تو
اوس پر فا کا لانا واجب ہے۔

(امّا) کلام مجمل کی تفصیل کے لئے اکثر آتا ہے جیسے جاءنی اخوتك
اما زید فاکرمته واما عمرو فاهنته اور امّا کے فعل کو جو شرط ہے
یعنے یکون من شیئ حذف کرنا لازم ہے اور امّا اور اوس کے تتمہ جزا

کے درمیان ایک جز فا جزائیہ جیز کا عوض میں لایا جاتا ہے مطلقاً جیسے اما زید فمنطلق میں اما قائم مقام ہے مہما یکن من شئی کے بس جو مبتدا ہے اور حیز فا جزائیہ میں واقع ہے فا جزائیہ پر مقدم کیا گیا تا کہ معلوم ہو زید مستلزم ہے انطلاق کو جیسا کہ شرط مستلزم ہوتی ہے جزا کو اور بعض کہتے ہیں کہ جو جیز اما اور فا جزائیہ کے درمیان آتی ہے وہ معمول ہے ایک فعل محذوف کا مطلقاً جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق ای مہما یذکر یوم الجمعۃ فزید منطلق اسمیں یوم الجمعہ منصوب ہے کہ مفعول ہے فعل محذوف کا اور پہلی رائے کے موافق یوم الجمعہ حیز فا میں ہے اور منطلق کا معمول ہے اور مقدم کیا گیا تا کہ بمنزلہ شرط واقع ہو اسلئے اس رائے ثانی کے موافق اما زید فمنطلق کی اصل یہ ہوگی مہما یذکر زید فہو منطلق اور بعض کہتے ہیں اور وہ مازنی ہے کہ اگر وہ جز جو اما اور فا کے درمیان فاصل ہوتی ہے فا کے پہلے اوسکی تقدیم جائز ہو تو وہ قسم اول سے ہے (یعنے اوس کو ایک جز حیز فا کا قرار دیں) جیسے اما زید فمنطلق میں اور اگر اوس کی تقدیم فا پر جائز نہو سکے تو وہ قسم ثانی سے ہے (یعنے اوس کو معمول فعل مقدر کا قرار دیں) جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق میں (حرف ردع کلا) ہے جیسے کلا جواب میں اوس شخص کے جو کہے فعلت کذا یعنے ہرگز نہیں پس یہ زجر و منع کے لئے آتا ہے۔ کبھی کلا معنی میں حقا کے